اِهْدِنا الصِّراطَ الْمُسْتَقِیمَ ٥ صراطَ الَّذِینَ اَنْعَمتَ عَلَیهِمْ

صراطُ السّالِکین

تصنیف وتالیف

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

طفیل اینڈ سنز پبلیکیشنز ، اسلام آباد

Marfat.com

حسب فرمائش

سیّد شبیر حسین گیلانی قادری

محمد طفیل قادری اسلام آباد

جنید احمد قادری اسلام آباد

حافظ عبدالرحمٰن نقشبندی کڈھالہ آزادکشمیر

برائے ایصال ثواب

والدین مرحومین

محمد طفیل قادری

جنید احمد قادری

Marfat.com

نام کتاب .... صراط السالکین

تصنیف وتالیف .... صاحبزادہ مقصود احمد صابری

صفحات 160

تعداد بارِاول 1100

پروف ریڈنگ وعلمی مشاورت .... علامہ محمد ثناء اللہ قادری

کمپوزنگ .... عامر حسین (0300-5368511)

لے آؤٹ ڈیزائننگ .... مون گرافکس، سرکلر روڈ، راولپنڈی 051-5768688

ناشر اینڈ پبلشر .... طفیل اینڈ سنز پبلی کیشنز، اسلام آباد

ملنے کے پتے:

(۱) مکتبہ بستان العلوم نقشبندیہ، کڑھالہ مجاہد آباد ضلع بھمبر براستہ گجرات، آزاد کشمیر۔

(۲) مکتبہ نبویہ، گنج بخش اُردو بازار لاہور۔

(۳) مکتبہ صابریہ (موہڑہ چھپر، غوث اعظم روڈ (سابقہ چکری روڈ)، راولپنڈی)

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

از جناب مظفر وارثی صاحب۔ کراچی

صفات رحمٰن کا ترانہ ہے قل ھواللہ
تہائی قرآن کا خزانہ ہے قل ھواللہ

تمام توحید ہے رسالت ہے آخرت ہے
ہر اک منزل ہر اک زمانہ ہے قل ھواللہ

غلط ہے جو اس کو قرآن کی آنکھ کہیے۔
جمال رب کا نگارخانہ ہے قل ھواللہ

بنائے ارض وسما ہے رکھی ہوئی اسی پر
حیات انساں کا آب ودانہ ہے قل ھواللہ

نزول اس کا فلک سے دو مرتبہ ہوا تھا
شعور کی عید کا دوگانہ ہے قل ھواللہ

جمال بھی ہے ایمان بھی نور ومعرفت بھی
خدا کے عرفان کا بہانہ ہے قل ھواللہ

پکاری جاتی ہے بیس ناموں سے یہ اکیلی
یقیناً اک سورۃ یگانہ ہے قل ھواللہ

بلال جس نے ہر اک ستم کا جواب دیتے
احد احد کا وہ شادیانہ ہے قل ھواللہ

نسب اگر جاننا ہو خلاق دوجہاں کا
تو اس کی تفسیر منصفانہ ہے قل ھواللہ

پڑھوں مظفر میں اک تسبیح روز اس کی
ذریعہ قرب والہانہ ہے قل ھواللہ

Marfat.com

نعت شریف

دے کر نبی ﷺ کی نعت کا ذوق بیاں مجھے
پہنچا دیا خدا نے کہاں سے کہاں مجھے

رہنے لگا ہے شام و سحر یہ گماں مجھے
لے جائے گا یقیں میرا، اِک دن وہاں مجھے

طیبہ کی سرزمیں کو بھلا اور کیا کہوں
ہونے لگا ہے عرش کا اس پر گماں مجھے

خدشہ نہیں ہے برق تپاں کا کوئی وہاں
مل جائے گا کاش طیبہ میں اِک آشیاں مجھے

رکھ لیں حضور ﷺ حشر میں اِس بے کسی کی لاج
عصیاں میرے کریں نہ کہیں، رائیگاں مجھے

یارب عطا ہو پھر مجھے طیبہ کی حاضری
اُن کے حضور کہنی ہے، اِک داستان مجھے

ہر شخص کی زبان پر ہو ذکر نور کا
اے کاش ایسا مل سکے، حُسنِ بیاں مجھے

از حافظ نور احمد قادری۔ اسلام آباد

Marfat.com

منقبت

ہم اپنے آپ کو جن کا فقیر کہتے ہیں
جہاں والے انہیں پیرانِ پیر کہتے ہیں

نبی کے نور سے پُرنور اُن کا سینہ ہے
اسی لیے انہیں روشن ضمیر کہتے ہیں

جو بادشاہی کو صدقے کرے فقیری پر
فقیر کہتے ہیں اُس کو فقیر کہتے ہیں

غلام غوثِ ہے آزاد کر دیا تجھ کو
یہ مجھ سے قبر میں منکیر کہتے ہیں

سراپا نور ہے غوث الوریٰ کی شان کرم
علی کے لال کو بدرِ منیر کہتے ہیں

جو مٹنے والے ہیں جل جل کے مٹتے جاتے ہیں
جو کہنے والے ہیں وہ دستگیر کہتے ہیں

جو کوئی پوچھے تو کہہ دوں گدائے صابر ہوں
ہے میری صابری نسبت امیرؔ کہتے ہیں

کلام۔ حضرت امیر صابری

Marfat.com

نذرانۂ عقیدت

اپنی اس کاوش کو اپنے شیخ کامل، پیکر صبر و رضا منبع جود و سخا پیر طریقت واقف اسرار رموز و معرفت

بحر العلوم، حضور قبلہ **الحاج منیر احمد صابری** نور اللہ مرقدہ

آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ ماڑی بگیال شریف تحصیل و ضلع راولپنڈی

اور

اپنے عظیم والد گرامی عالم ربانی

حضرت فیض الملت **حافظ فیض محمد چشتی** صابری الحسینی نور اللہ مرقدہ

کے نام کرتا ہوں

کہ

جن کی نگاہ و فیض و کرم اور تربیت خاصہ سے یہ ناچیز حقیر بندہ پر تقصیر چند اوراق لکھنے کے قابل ہوا ورنہ من آنم کہ من دانم

دلدادۂ چراغِ چشت

فقیر صاحبزادہ مقصود احمد صابری

خلف الرشید حضور فیض الملت

حافظ فیض محمد چشتی صابری نور اللہ مرقدہ

0321-5103103, 0333-5594225

Marfat.com

انتساب

پروردۂ آغوشِ ولایت، اولادِ غوث الوریٰ

عالمِ باعمل، پیکرِ اخلاص ومحبت

حضرت علامہ پیر سیّد شبیر حسین گیلانی قادری رضوی

زیب آستانہ عالیہ قادریہ غوثیہ غازی آباد، راولپنڈی

Marfat.com

حسب فرمائش

پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب گیلانی

محمد طفیل قادری، اسلام آباد

جنید احمد قادری، اسلام آباد

حافظ عبدالرحمٰن نقشبندی کڈھالہ، آزاد کشمیر

برائے ایصال ثواب

والدین مرحومین

محمد طفیل قادری

جنید احمد قادری

Marfat.com

اظہارِ تشکر

بحمدہٖ تعالیٰ

فتنوں کے اِس پُر آشوب دور میں زندگی کے مختلف شعبوں کی طرح صراطِ مستقیم پر بیٹھے ڈکیت مساجد ضرار کی یلغار، شعائر اسلام کی تضحیک وتکفیر انبیاء اولیاء کی شان کُشی مخلص محبان مصطفیٰ ﷺ اور اولیاء کی محبت کی دولت پر ڈاکہ زنی کے ارتکاب سے نہیں چونکتے۔

چنانچہ عامتہ الناس بالعموم اور نوجوان نسل کے ایمان وایقان پر تزلزل کے حملے ہو رہے ہیں۔ فرمان نبوی ﷺ ''مخلوق کی خیر خواہی ایمان کا بنیادی جزو ہے'' کے مصداق ہم نے حضرت قبلہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب دامت برکاتہم، جو بلاشبہ اُمت مسلمہ کی رہنمائی ایمان وایقان کی جلا واحیاء کیلئے شب و روز مصروف جہاد ہیں، کی خدمت میں استدعا کی۔ چنانچہ حضرت والا صاحبزادہ صاحب جو وقت کی نبض کی خوب شناخت رکھتے ہیں۔ اپنی خداداد صلاحیتوں سے ہماری رہنمائی فرمائی اور اپنے قلم حق طراز کے فیض سے بدعقیدوں کے انگشت بدنداں کرنے کا سامان فراہم کیا ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ''جو شخص بندوں کا شکر گزار نہیں وہ خدا کا شکر گزار بھی نہیں''

ہم تہہ دل سے حضرت صاحبزادہ مقصود احمد صابری دامت برکاتہم کے انتہائی شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں کہ صاحبزادہ صاحب کو اللہ رب العزت عمر خضر عطا فرمائے اور نشانِ قرآن، عظمت انبیاء اور اولیائے کرام کے اِس مجاہد و محافظ اور ملتِ اسلامیہ کے اِس سپوت کو اپنی حفاظت میں رکھے اور دارین میں رفعتیں اور مقام اولیٰ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

دعا گو خیر اندیش

محمد طفیل قادری 0321-5256306

خلیفہ جنید احمد قادری 0302-5117546

Marfat.com

عرض محرر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّا بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

ایصال ثواب اور گیارہویں اور زیارت قبور، حیاتِ اولیاء واستمدادِ اولیاء اور اعراس بزرگان دین کا مسئلہ اگرچہ امت مسلمہ کے اکابرین علمائے کرام مشائخ عظام مفسرین ومحدثین اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نظر میں بالاتفاق صحیح اور مستحسن عمل ہے مگراس کے باوجود برصغیر میں ایک مکتبہ فکر نے اس کو متنازعہ بنا کر عوام میں اپنی پذیرائی کی ناکام کوشش کی ہے۔اورلطف کی بات یہ کہ اس مسئلہ کے خلاف جس قدر فتوے آئے ہیں عوام میں گیارہویں شریف اور ایصال بزرگان کا رجحان بڑھتا گیا اور یہ سلسلہ ربیع الثانی ہی نہیں بلکہ سال کے 365 دنوں میں کوئی دن ایسا نہ ہوگا کہ عالم اسلام میں جہاں کوئی کلمہ گومسلمان ہواور وہاں پر حضور غوث الاعظم سرکار کے ایصال ثواب کی محفل گیارہویں شریف کے نام سے انعقاد پذیر نہ ہوتی ہو۔ جہاں تک ختمات کا تعلق ہے اس پر بھی اکابرین وعوام اہلسنت سختی سے کاربند ہیں۔

اس سلسلے میں ہمارے اہل علم وعرفان بھی کسی سے پیچھے نہ رہے اہل علم نے اپنی نوکِ قلم سے مسئلہ کی اہمیت کواجاگر کیا اور اہل عرفان نے اپنی نگاہوں سے غوث الاعظم کے دیوانوں کو مستی کے جام پلاکر انکے عقیدہ کی محافظت ونگہبانی فرمائی۔

اس کرۂ ارض پر تمام طبقے اور مکاتب فکر کسی نہ کسی ملک کی امداد اور سہارے پر قائم ہیں۔جبکہ اہل سنت وجماعت سنی حنفی بریلوی حضرات کی پشت پناہی مدینے والی سرکار فرمارہے ہیں۔ جبکہ انکی روحانی امداد نجف اشرف، بغداد شریف، اجمیر شریف اور بلخ بخارا اور سرہند ودہلی وکلیر ومہرولی اور پاکپتن وچورہ شریف جیسے روحانی وعلمی مراکز سے ہوتی ہے جو کہ سدا بہار تا قیام قیامت قائم رہنے والے مراکز ہیں۔

Marfat.com

زمانے کے تغیر و تبدل نے کئی فتنوں کو جنم دیا کئی ختم ہو گئے اور باقی ماندہ بھی ختم ہونے کو ہیں۔ مگر پاکان امت اولیائے کاملین کے ان مراکز کو نہ کوئی ختم کر سکا اور نہ ہی کر سکے گا۔ اس لیے کہ رب کائنات نے ان لوگوں کو "فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ" کے مطابق یہ بزرگان امت اپنی ظاہری زندگی میں ربّ ربّ کرتے رہے۔ خدا کے نظام کا ڈنکا بجاتے رہے اب انکے وصال کے بعد ربّ تعالیٰ اپنی مخلوق سے انکے ذکر و نام کا ڈنکا بجوا رہا ہے جو صبح قیامت تک بجتا رہے گا۔

اگر چہ اس موضوع پر بڑے بڑے اہل علم وفضل وکمال نے اپنے علم وقلم کے جوہر دکھائے۔ مگر جامعہ غوثیہ نعیمیہ گجرات کے ادنی طالب علم ہونے کے ناطے اولیائے کرام اور بالخصوص حضور شہنشاہ بغداد پیران پیر دستگیر رضی اللہ تعالی عنہ کے کفس برداروں میں نام لکھوانے کی غرض سے یہ چھوٹا سا عقیدت ومحبت بھرا گلدستہ جو کے .... نام سے منسوب ہے، پیش خدمت ہے۔ مجھے اپنی کم علمی کا شدت سے احساس ہے ضرور بالضرور مجھ سے کوئی لغزش ہوگئی ہوگی۔ مگر یقین کامل اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ بے ادبی نظر نہ آئے گی۔ علمی اور لفظی غلطی کا ازالہ اگلے ایڈیشن میں ممکن ہے مگر بے ادبی کا ازالہ ممکن نہیں۔ اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ اولیائے کرام کی خاک پاء کو چومنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ اور تا حشر ان کے دامان کرم سے مکمل وابستگی اور نسبت کامل قائم دائم رکھے۔

دوستان محترم میری تو زندگی کا سرمایہ افتخار اولیائے کاملین کے مزارات کی حاضری، کفس برداری، خاکروبی، اور سادات کرام کی غلامی ہے اور یہ سب سادات کرام اور اولیائے کرام علیہم الرضوان کی غلامی کا صدقہ ہے کہ میں

پورے قد سے کھڑا ہوں تو یہ ہے ان کا کرم
میں تو مر جاتا اگر ساتھ نہ ہوتا تیرا

فقیر نے انتہائی دیانتداری سے قرآن وسنت کی روشنی اور بزرگان دین

Marfat.com

آئمہ مجتہدین ومفسرین بالخصوص اغیار کی کتابوں کے حوالہ جات سے اپنے مقرر کردہ ہر ہر مضمون سے وفا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مضمون کی جامعیت کے پیش نظر مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

بندۂ پُرتقصیر سے جو کچھ بن پڑا وہ حاضر خدمت ہے۔ یقیناً یہ عندالناس وعنداللہ مقبول عام ہوگی۔ اس کی پروف ریڈنگ اور عبارات کی تصحیح اور حوالہ جات کی تکمیل کے سلسلہ میں خطیب محراب ومنبر، عالم نبیل، فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا محمد ثناء اللہ قادری صاحب خطیب جامع مسجد قبا غوثِ اعظم روڈ (سابقہ چکری روڈ) کا خصوصی تعاون حاصل رہا۔ جس کی بدولت اس کی کتاب کو چار چاند لگ گئے۔ کتاب کے مطالعے کے بعد فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ ہم اپنی کوشش میں کس حد تک کامیاب ہو سکے۔

فقیر نے ہر ہر صفحے اور ہر ہر عبارت اور حوالے کو بغور نظر درست رکھنے کی کوشش کی۔ مگر ممکن ہے بشری تقاضوں کے مطابق کوئی سقم باقی نہ رہ گیا ہو جس کی نشاندہی آپ کی اخلاقی ودینی ذمہ داری ہے۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح ہو سکے۔

اِس کتاب کی طباعت اور اشاعت کے لیے جناب محمد طفیل قادری صاحب اور خلیفہ جنید احمد قادری اسلام آباد نے بھرپور تعاون کیا جس کے لیے میں اِن کا تہہ دل سے مشکور وممنون ہوں۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ اِن کے تمام مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

اور پڑھنے والوں کو اللہ تعالیٰ صراطِ مستقیم عطا فرمائے۔ (آمین ثمہ آمین)

والسلام

دلدادۂ چراغ چشت

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

موہڑہ چھپر، غوث اعظم روڈ (سابقہ چکری روڈ)، راولپنڈی

Marfat.com

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَاتَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ☆: اوراس مال میں ان کا بھی حق ہے جوان کے بعد آئے جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور نہ پیدا کر ہمارے دلوں میں بغض اہل ایمان کے لئے اے ہمارے رب بے شک تو رؤف رحیم ہے۔ (سورۃ حشر آیت نمبر 10 پارہ ۲۸)

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ ۝

ترجمہ☆: اور وہ فرشتے جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کیلئے دعا مغفرت مانگتے ہیں اے ہمارے رب تیری رحمت اور علم میں ہر چیز سمائی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توجہ کی اور تیری راہ پر چلے۔ (سورۃ مومن پارہ ۲۴)

قرآن واحادیث اور اقوال صحابہ، تمام فقہا، محدثین، مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ مردوں کو زندوں سے دو طریقوں پر فائدہ پہنچتا ہے اول صورت یہ ہے کہ مرحوم بذات خود اپنی حیات ظاہری میں کچھ کام ایسے کر گیا جو بطور صدقہ جاریہ ہیں۔ مثلاً مسجد تعمیر کروانا، یا اس کی تعمیر میں کچھ حصہ لیا، کوئی دینی مدرسہ، یا سکول برائے تعلیم، یا

Marfat.com

ڈسپنسری، یا کنواں کی کھدائی، یا کسی آمدورفت کی جگہ کی تعمیر یا اس قسم کے دیگر ایسے کام جو دین و دنیا میں فلاح کے ہوں ان کی تکمیل کروانا یہ مرحوم کیلئے صدقہ جاریہ ہیں جب تک یہ ادارے قائم رہیں گے لوگ استفادہ کریں گے۔ مرحوم کو اس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔

دوسری صورت مرحوم کے ورثاء کی طرف سے اس کے لئے دعا، استغفار، صدقہ، خیرات، حج بدل وغیرہ کرنا یا کروانا، اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ عمل کا ثواب پہنچتا ہے یا خرچ کا بھی، جمہور کے نزدیک نفس عمل کا ثواب پہنچتا ہے اور احناف کے نزدیک خرچ کا بھی ثواب پہنچتا ہے،

اکثر سلف و امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان کا بھی ثواب پہنچتا ہے، حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص نیک عمل مثال کے طور پر نماز پڑھے یا صدقہ کرے یا کوئی اور نیک عمل کرے اور اس کا نصف ثواب اپنے والد اور والدہ کو بخش دے تو اس کا ثواب پہنچ جاتا ہے یا نہیں؟

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مردے کو ہر عمل کا ثواب ملتا ہے، نیز فرمایا کہ تین بار آیت الکرسی اور سورۃ اخلاص پڑھ کر دعا مانگو کہ اے اللہ ان کا ثواب ہمارے مرحومین کو پہنچادے۔ (کتاب الروح + از امام ابنِ قیم ص ۱۷۳)

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مرنے کے بعد انسان سے اس کا عمل کٹ جاتا ہے مگر تین اعمال باقی رہتے ہیں۔ اول، صدقہ جاریہ، یا وہ علم جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا ہو۔ یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعائیں مانگتی رہتی ہو۔

(مسلم شریف۔ جلد ا۔ ص ۱۴۱۔ نسائی شریف جلد ۲۔ ص ۱۳۲۔ ابوداؤد شریف جلد نمبر ۲۔ ص ۵۲، اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۴۸۶)

اس حدیث پاک میں تین اعمال کا ذکر یہ بتا رہا ہے کہ یہ مرنے والے ہی کے عمل ہیں۔ کیونکہ وہی اس کی وجہ بنا تھا۔

Marfat.com

ان تینوں میں سے اول مرنے کے بعد مومن کوان نیکیوں اور اعمال کا اجر ملتا رہتا ہے جنہیں وہ دوسروں کو سکھا گیا، اورلوگوں میں پھیلا گیا، (دوم) نیک اولاد چھوڑ گیا جو اس کے لئے دعائیں مانگتی رہتی ہے (سوم) قرآن وحدیث ورثہ میں چھوڑ گیا، مسجد تعمیر کروادی، یا مسافر خانہ بنوایا ہو، کسی راستے پر عام لوگوں کے لئے پانی کی نہر جاری کر گیا، کنواں بنوایا ہو، دینی مدرسہ یا سکول تعمیر کرایا، یا کوئی اور صدقہ جاریہ جسے حالت صحت اور اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے کر گیا ہو۔ ان تمام اعمال کا ثواب مرنے کے بعد بھی اسے ثواب پہنچتا رہے گا۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص اسلام میں کوئی اچھا رواج ڈال گیا، اس کا اجر اسے ملے گا۔، اور اس کے بعد تمام عمل کرنے والوں کو بھی اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی، یہی حال برے کام کا ہے،

(مشکوٰۃ شریف۔ ابن ماجہ۔ کتاب الروح امام ابن قیم ص ۱۷۴، مسلم شریف)

حدیث پاک 2

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک صحابی آیا اور عرض کرنے لگا میری والدہ اچانک فوت ہوگئیں اور وصیت نہ کرسکیں، میرے خیال کے مطابق اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ اپنے ہاتھ سے اپنی زندگی میں ہی کچھ صدقہ کرتیں۔ یارسول اللہ ﷺ اب اگر میں انکی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں ثواب ملے گا، رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہاں ضرور ان کو ثواب ملے گا۔

حدیث پاک 3

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوکر عرض گذار ہوئے کہ میری والدہ فوت ہوگئیں، اگر مین ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں فائدہ پہنچے گا۔

Marfat.com

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہاں'' جناب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا باغ (مخراف) اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کر دیا ہے، (شرح الصدور فی حال الموتی و القبور۔ از امام جلال الدین سیوطی ص ۲۸۹۔ کتاب الروح)

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی معروف تصنیف لطیف نور الصدور فی شرح القبور میں رقمطراز ہیں۔

جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل بھی ختم ہو جاتا ہے اور نیکی کرنے سے وہ عاجز ہو جاتا ہے اور منتظر رہتا ہے کہ کوئی شخص اس کو نیکی پہنچائے تو اس کو عذاب سے نجات ملے، ہم لوگ جس قدر کھانے پینے کے محتاج ہیں اُس سے زیادہ مردہ ہماری دعا کا محتاج رہتا ہے۔ ہم لوگ جس طرح میت کے لیے ثواب پہنچائیں نماز پڑھ کر یا روزہ رکھ کر یا صدقہ خیرات دے کر یا مسجد بنوا کر یا قرآن پڑھ یا درود استغفار پڑھ کر تو میت کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے اور ہم کو بھی اسی قدر ثواب ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَالَّذِيْنَ جَآؤُا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ۝

ترجمہ ☆: یعنی جو لوگ بعد کو آئے وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ ہمارے مردوں کو بخش دے اور ہم کو اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ گزر گئے۔

آگے چل کر امام سیوطی ایک روایت نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مردہ اپنی قبر میں ایسا ہے جیسا کہ دریا میں کوئی ڈوبتا اور فریاد کرتا وہ منتظر رہتا ہے کہ میرا باپ یا ماں یا لڑکا یا دوست میرے واسطے دعا کرے پھر جب یہ دعا کرتے ہیں تو یہ دعا ان کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اور جب زمین والے دعا کرتے ہیں تو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ پہاڑ کی مانند ثواب قبر والوں کو پہچانتا ہے اور زندوں کا تحفہ مردوں کے لیے یہی ہے کہ ان کے لیے استغفار کریں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶، شعبہ الایمان، امام بیہقی۔ نورالصدور فی شرح القبور۔ص ۴۹۔۱۴۸)

روزوں کا ثواب پہنچتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کسی پر روزے ہوں اور وہ فوت ہو جائے تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھ لے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری والدہ فوت ہوگئیں۔ ان پر منّت کے روزے ہیں۔ کیا میں ان کی طرف سے رکھ لوں؟

نبی کون ومکاں ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا اور وہ تم اپنی طرف سے ادا کر دیتیں تو کیا وہ قرض ادا ہو جاتا؟ عرض کیا جی یارسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا تو اپنی ماں کی طرف سے روزے رکھ لے۔

حدیث نمبر۲

کائنات کے مختار کل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک صحابی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میری والدہ فوت ہوگئیں ان پر ایک ماہ کے روزے ہیں۔ کیا میں ان کی طرف سے رکھ لوں؟ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا "ہاں" اللہ کا قرض تو بدرجہ اولیٰ ادا کیا جائے؟ (بخاری شریف، کتاب الروح۔ امام ابن قیم ۱۷۴۔۱۷۳)

روزوں کے بدلے کھانا کھلانے کا ثواب بھی پہنچتا ہے

روزوں کے بدلے کھانا کھلانے کا ثواب بھی مرحومین کی روحوں کو پہنچتا ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر کسی کا عزیز فوت ہو جائے اور اس پر اگر ایک ماہ کے روزے ہوں تو اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک محتاج، یا مسکین کو کھانا کھلا دیا

Marfat.com

جائے۔ (ترمذی شریف۔ کتاب الروح، از امام ابن قیم، ابن ماجہ ص ۱۷۶)

حضرت امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ اس سند سے مرفوع اور صحیح ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص رمضان میں بیمار ہونے کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے۔ تو کسی مستحق کو کھانا کھلادے۔ اب اس کے ذمہ قضاء نہیں۔

اور اگر روزوں کی منت مان لے تو اس کی طرف سے اس کے ورثاء روزے رکھ لیں، تو منت ادا ہو جائے گی۔ (ترمذی شریف، ابن ماجہ، کتاب الروح ص ۱۷۷!)

حج کا ثواب بھی پہنچتا ہے

.ایک اجنبی عورت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہے یارسول اللہ ﷺ میری والدہ نے حج کرنے کی منت مانی تھی، لیکن حج کرنے سے پہلے فوت ہوگئیں۔ کیا میں انکی طرف سے حج کرلوں۔

رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کردیتیں؟ عرض کیا جی؟ یارسول اللہ ﷺ، فرمایا اللہ کا قرض بھی ادا کرو۔ کیونکہ اللہ کا قرض بدرجہ اولیٰ ادا کرنا چاہیئے۔ (نسائی شریف ص ۱۷۷، کتاب الروح)

زندہ اگر مردے کو اپنا حق معاف کردے تو ختم ہو جاتا ہے

اس مسئلہ پر سب متفق ہیں کہ جب کسی زندہ شخص کا مردے پر کوئی حق ہو اور وہ اسے معاف کردے تو وہ حق مردے سے ختم ہو جاتا ہے۔ اور زندہ کی طرف سے معافی سے مردہ کا فائدہ پہنچتا ہے۔

اس کے لئے دیکھئے، فتاویٰ مظہری، فتاویٰ عزیزی، فتاویٰ عبدالحئی، فتاویٰ نعیمیہ، فتاویٰ افریقہ، فتاویٰ مہریہ، عجائب الفقہ، ہدایہ شرح وقایہ، اشعۃ اللمعات، بہار شریعت، احیاء العلوم، فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ،

قارئین کرام! جب مردوں کو زندوں کی معافی کا فائدہ پہنچتا ہے تو پھر ان تحفوں اور

Marfat.com

ہدیوں کا بھی فائدہ پہنچنا چاہئے کیونکہ دونوں حالتوں میں فرق تو کوئی نہیں ہے کیونکہ عمل کا ثواب ہدیہ دینے والے کا حق ہے جب وہ اپنا حق معاف کرسکتا ہے تو اپنی طرف سے ہدیہ بھی پیش کرسکتا ہے۔

اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے کہ کیونکہ عملوں کا ثواب عامل کا حق ہے، اگر عامل اسے اپنے کسی مسلمان بھائی کو ہبہ کردے تو کونسی رکاوٹ ہے۔ اگر زندگی میں رکاوٹ نہیں ہے تو مرنے کے بعد بھی کسی قسم کی نہیں ہے۔

دیکھئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزے کا ثواب مردے کو ملتا ہے، حالانکہ روزہ صرف تبرک ہے۔ عمل نہیں بلکہ نیت ہے، جس کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ اوراس کے سواعلم صرف خدا تعالیٰ کسی اور کو نہیں ہوتا۔

امام ابن قیم اپنی تصنیف لطیف۔ کتاب الروح میں فرماتے ہیں کہ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ قرآن کریم کی قرأۃ کا بھی بطریق اولیٰ ثواب ملتا ہے۔ یہ عمل وہ ہے جو زبان سے ادا ہوتا ہے اور کان سنتے اور پڑھنے والے کو آنکھیں دیکھتی ہیں۔ یعنی روزہ صرف نیت ہے، اور کھانے پینے، صحبت سے بچنا ہے، جب مرحوم کو اللہ تعالیٰ روزے کا ثواب پہنچا سکتا ہے تو پھر قرآن کریم کی قرأت کا عمل جو نیت اور عمل سے ثابت ہے بلکہ اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں ہوتی اسکا ثواب تو بدرجہ اولیٰ اللہ تعالیٰ اس مرحوم کو پہنچاتا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روزے کی طرف اشارہ کیا کہ تمام جسمانی عبادتوں کا ثواب مرحومین کو پہنچتا ہے۔ اسی طرح صدقے کا ثواب بتا کر اشارہ فرمادیا کہ تمام مالی عبادتوں کا ثواب مرحومین کو پہنچتا ہے اور حج کا ثواب بتا کر اشارہ دے دیا کہ تمام جسمانی و مالی نیکیوں کا ثواب بھی مرحومین کو پہنچتا ہے۔ (یعنی جسمانی، مالی، اور ملی جلی نیکیوں) تینوں قسموں کا ثواب نص قطعی، اور قیاس سے ثابت ہوگیا۔

(کتاب الروح۔ از امام ابن قیم ص ۱۷۸)

Marfat.com

حضرت امام ابوالقاسم عبدالکریم ھوازن قشیری تصوف کی معروف بنیادی کتاب ''رسالہ قیشریہ'' میں رقمطراز ہیں کہ

کہا گیا ہے کہ حضرت رباح قیسی علیہ الرحمۃ نے بہت سے حج کئے ہوئے تھے۔ایک دن جب وہ محراب کے نیچے کھڑے تھے، کہنے لگے، الٰہی! میں نے اتنے اتنے حج رسول اکرم ﷺ کو ہبہ کردیئے۔دس حج آپ ﷺ کے دس حج صحابہ (عشرہ مبشرہ) دو حج اپنے والدین کو اور باقی تمام مسلمانوں کو ہبہ کردیئے اور اپنے لیے کچھ بھی نہ رکھا۔

اس کے بعد انہوں نے غیب سے آواز دینے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا جو کہہ رہا تھا یہ شخص ہم پر اپنی سخاوت جتا رہا ہے میں اسے اس کے والدین اور جن کی یہ شہادت دے گا سب کو بخش دوں گا۔ (رسالہ قیشریہ ص ۲۶۶۔۲۶۵)

دیوبندیوں کے مولوی رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا فاتحہ مروجہ یعنی کھانے کو روبرو رکھ کر ہاتھ اٹھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب میں گنگوہی صاحب لکھتے ہیں کہ یہ مخصوص طرز نہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھی نہ خلفاء کے زمانہ میں بلکہ اس کا وجود تینوں قرون میں جن کی بھلائی کی شہادت دی گئی ہے منقول نہیں ہے۔لیکن اگر کوئی اگر اس مخصوص طریقے پر عمل کرے تو کھانا حرام نہیں ہوتا۔اور اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔لیکن اس کو ضروری جاننا برا ہے۔اور بہتر یہ ہے کہ جو کچھ پڑھنا چاہیں پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچادیں۔اور کھانے کو تصدق کی نیت سے فقراء کو کھلادیں۔اور اس کا ثواب بھی مردوں کو پہنچادیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 133)

یہی مولانا گنگوہی اسی فتاویٰ رشیدیہ میں رقمطراز ہیں کہ جو اموات اولیاء اللہ کی نذر ہے تو اس کے اگر معنیٰ یہ ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے، درست ہے۔ جو نذر بمعنےٰ تقرب ان کے نام پر ہے تو حرام ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ، کتاب الحظ والاباحت)

Marfat.com

دیوبندی مولویوں کے پیرومرشد عرب وعجم حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کا ایصال ثواب کے بارے میں قول ملاحظہ فرمائیے۔

حاجی امداداللہ مہاجر مکی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اپنے کتاب میں فرماتے ہیں کہ سلف میں تو یہ عادت تھی مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا، اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کرلی، متاخرین میں سے کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے۔ مگر موافقت قلب ولسان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے۔، اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ دیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشارٌ الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو، کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلامِ الٰہی بھی جاوے تو قبولیت دعا پڑھا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا۔

(کلیات امدادیہ صفحہ ۸۱)

معترضین کے ایک نامور مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب میں ایصال ثواب کے سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں۔ جمعہ کے دن والدین کی قبر پر جا کر سورۃ یٰسین کا پڑھنا وارد ہوا ہے اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ان کی وفات کے بعد غلام آزاد کیئے، اور باقی عبادتوں کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیئے۔

پس جو جو عبادت مسلمان سے ادا ہو، اس کا ثواب کسی فوت شدہ کی روح کو پہنچانے اور جناب الٰہی میں دعا کرنا اس کے پہنچانے کا طریق ہے۔ یہ بہت بہتر اور مستحسن طریقہ ہے اور وہ شخص کہ جس کی روح کو ثواب پہنچا رہا ہے اگر اس کے حق داروں میں سے ہے، اس کے حق کے برابر اس ثواب کے پہنچانے کی خوبی بہت زیادہ ہوگی۔

(صراط مستقیم صفحہ ۱۱۰)

حضور پرُنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

Marfat.com

مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں تو کیا انہیں یہ ثواب پہنچتا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں وہ بے شک اس سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم میں سے کسی کے پاس طبق ہدیہ کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے۔ (مشکوۃ شریف)

علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ نے تفسیر روح البیان پارہ نمبر ۷ سورہ انعام زیر آیت وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ اسی مضمون کو امام نووی نے بھی اپنی کتاب۔ کتاب الاذکار باب تلاوت قرآن میں لکھا ہے۔ معلوم ہوا کہ ختم قرآن کریم کے بعد دعا قبول ہوتی ہے ایصال ثواب بھی دُعا ہے لہٰذا اس وقت ختم شریف پڑھنا بالکل جائز اور باعث ثواب ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ میری والدہ فوت ہوگئی ہیں ان کے ایصال ثواب اور صدقہ جاریہ کے لئے کچھ عمل بتلائے حضور ﷺ نے فرمایا کہ کنواں کھدوا دیا جائے چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوا دیا حضور ﷺ نے اس کنویں کا نام حضرت سعد کی ماں کے نام پر رکھ دیا (یعنی ام سعد کا کنواں)

(شرح الصدور فی حال الموتہ والقبور) (از۔ امام جلال الدین سیوطی ۹۰۲ء۔ انوار ساطعہ ص ۱۱۰۔ ابوداؤد، جلد ۱۔ ص ۲۳۶)

حضرات گرامی القدر☆: ایصال ثواب کے دو طریقے ہیں جو کہ قرآن واحادیث عمل صحابہ واہل بیتِ اطہار واولیائے امت مفسرین ومحدثین اور اجماع امت سے ثابت ہے قرآن کریم نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا فقہائے اسلام واحناف نے بھی ایصال ثواب کا حکم دیا۔

مگر بدنی عبادت جو کسی مسلمان پر فرض ہے جیسا کہ نماز اس میں نیابت جائز نہیں یعنی کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے فرض نماز پڑھ دے تو نماز نہ ہوگی ہاں نماز پڑھکر اس کا ثواب بخشا جا سکتا ہے رہی عبادت مالی وبدنی کا مجموعہ جیسے زکوٰۃ اور حج اس

Marfat.com

میں کوئی شخص کسی سے کہہ دے کہ تم میری طرف سے زکوۃ دے دو تو دے سکتا ہے اور اگر صاحبِ مال میں حج کرنے کی قوت نہ رہے تو دوسرے سے حج بدل کرا سکتا ہے لیکن ثوابِ ہر عبادت کا ضرور پہنچتا ہے اہل سنت کے نزدیک ایصال ثواب کوئی نیا طریقہ یا دستور یا رسم و رواج نہیں بلکہ نص قطعی سے ثابت ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کیلئے تیسرے اور ساتویں اور چالیسویں دن اور چھٹے ماہ اور سال بعد صدقہ دیا۔ (بحوالہ انوار ساطعہ ۱۳۲۔۱۳۱)

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت قاسمؓ کی وفات کے تیسرے روز کھجوریں مدینہ کے لوگوں میں تقسیم کیں دنیائے اسلام اور برصغیر کے نامور محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میت کے مرنے کے بعد سات روز تک صدقہ کیا جائے۔

آگے چل کر ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ ہر جمعہ کی شب کو میت کی روح اپنے گھر کو آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے لوگ صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔

(اشعۃ اللمعات۔ باب زیارۃ القبور۔ انوار ساطعہ ص ۸۵۔۸۴)

اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ لوگ میت کے دفن کے بعد سے سات روز تک مسلسل غرباء اور مساکین میں کھانا کھلاتے ہیں اور اسی طرح حتیٰ کہ ہر جمعرات کو میت کے ایصال ثواب کے لئے کچھ خیرات کرتے ہیں وہ بالکل جائز ہے اس لئے کہ صدقہ رد بلا ہوتا ہے اور خیرات باعث اجر و ثواب ہوتی ہے اور قرآن کریم پڑھنا' پڑھوانا باعث رحمت ہوتا ہے اہل سنت و جماعت کے نزدیک میت کے تیسرے دن یہ سلسلہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ اول روز تو جنازہ وغیرہ ہوتا ہے جس میں نزدیک اور دور سے آنے والے حضرات شامل ہوتے ہیں دوسرے روز کا وقفہ دے کر تیسرے روز تمام دور دراز سے وہ حضرات جو جنازے میں نہیں پہنچ سکے آج اکٹھے ہو گئے ہیں لہٰذا میت کے ایصال ثواب کے لئے ایک اجتماعی دعا کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں علماء طلباء عوام و خواص تلاوت قرآن پاک کرتے ہیں جو ان پڑھ لوگ ہوتے ہیں انکے لئے بھنے ہوئے چنے

Marfat.com

منگوا کر رکھ لئے جاتے ہیں ایک اندازے کے مطابق بارہ کلو چنے اگر گنتی کئے جائیں تو سوالاکھ بنتے ہیں اس طرح ان چنوں کے دانوں پر ایک معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی کلمہ پڑھ کر مرحوم اور میت کی روح کو اپنی طرف سے ثواب بھیج سکتا ہے بھنے ہوئے چنے کی خصوصیت دو وجہ سے ہے اول مقصد یہ ہوتا ہے کہ سوالاکھ مرتبہ پڑھ کر مرحوم کو بخشا جائے اب سوالاکھ کنکرین پتھر یا دانے کہاں سے اچانک اکٹھے ہوں اکثر گھروں میں لوگوں نے کھجوروں کی خالی گھٹلیاں رکھی ہوتی ہیں مگر بعض گھر ایسے ہیں جہاں پر اتنی تعداد میں دانے یا تسبیح فراہم کرنا ناممکن ہوتا ہے اس طوالت سے بچنے کے لئے بھنے ہوئے چنے منگوا لئے جاتے ہیں بعض کم فہم یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ بھنے ہوئے چنے ہی کیوں منگوائے جاتے ہیں کچے کیوں نہیں منگوائے جاتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کچے منگوائے جائیں تو اس بات کا احتمال ہوتا ہے کہ پڑھنے کے بعد کہیں گریں گے اور بے ادبی ہوگی یا کسی جانور یا گھوڑے وغیرہ کو ڈالے جائیں تب بھی بے ادبی کا احتمال ہے اس لئے بھنے ہوئے چنے منگوا کر پڑھائے جاتے ہیں کہ تقسیم کے بعد ہر انسان چھوٹا بڑا بخوشی کھا لیتا ہے اس سے بے ادبی بھی نہیں ہوتی بلکہ یہ پڑھے ہوئے دانے انسان کے شکم میں جا کر بیماریاں دور کرنے کا سبب بنتے ہیں یہ بات تو واضح ہوگئی ہے کہ ایصال ثواب کے لئے دن کیوں مقرر کیا جاتا ہے دن مقرر کرنا صرف اس لئے ہوتا ہے کہ عوام و رشتہ دار محلہ داروں کی آسانی کے لئے۔

ویسے بھی اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو بہت سے کام مقرر دنوں میں کئے گئے ہیں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وعظ کیلئے جمعرات کا دن مقرر کیا ہوا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا روزانہ واعظ کیا کیجئے۔ آپ نے فرمایا لوگوں کو تنگی میں نہیں ڈالنا چاہتا صحابہ کرام اہل بیت اطہار اولیائے کاملین نے بھی دن مقرر کر کے سفر کئے جنگیں لڑیں عبادات کیں دن مقرر کر کے روزے رکھے۔ (انوار ساطعہ ص ۹۷)

آج بھی معترضین کے مدارس میں طلباء کو داخل کرنے کے لئے دن اور مہینے مقرر ہیں ختم

Marfat.com

بخاری شریف کے لئے بھی سال میں ایک دن مقرر ہے جلسہ تقسیم اسناد کے لئے بھی ایک دن سال بھر میں مقرر ہے اپنے اکابرین کے نام پر کانفرنس کرنے کا بھی سال میں ایک دن مقرر ہے۔

اگر ان سے سوال کیا جائے کہ آپ یہ دن مقرر کس لئے کرتے ہیں تو جواب ملتا ہے کہ عوام کی سہولت کے لئے اسی طرح ہم اہل سنت و جماعت بھی میت کے تیسرے روز ایصال ثواب اور ساتویں روز ایصال ثواب اور چہلم کے موقع پر دن مقرر کر کے چہلم کے دن ایصال ثواب اور سال میں ایک مرتبہ بزرگان دین کے عرس کی تقریبات عوام کی سہولت کے لئے اور ان کے یوم وصال کی مناسبت سے مقرر کر کے مناتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ اس عمل سے میت کو کیا فائدہ پہنچتا ہے تو اس سلسلہ میں اسلام کی عظیم خدمات انجام دینے والے اکابرین اہل سنت اور بالخصوص ہم پر اعتراضات کرنے والے علمائے دیوبند کی کتابوں سے حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں جن کا انکار ناممکن اور قیامت تک معترض میرے دیئے ہوئے ان حوالوں کو انشاءاللہ غلط ثابت نہ کر سکے گا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ عبادت مالیہ سے مردوں کو نفع اور ثواب حاصل ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

میت کے دنیا سے جانے کے بعد سات دنوں تک اس کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب ہے، میت کی طرف سے صدقہ کرنا اُسے نفع پہنچاتا ہے اس میں اہل علم کے درمیان اختلاف نہیں۔ اس بارے میں صحیح حدیثیں وارد ہیں۔ خصوصا پانی والی حدیث اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ میت کو صرف صدقہ اور دعا پہنچتی ہے۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ میت کی روح جمعہ کی رات میں اپنے گھر آتی ہے اور منتظر رہتی ہے کہ اہل خانہ اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔

(اشعۃ اللمعات۔ جلد اول، ص ۱۱۷)

Marfat.com

اور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ امام احمد و جمہور سلف صالحین کا مذہب ہے کہ میت کو ثواب پہنچتا ہے شرح فقہ اکبر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمہور فقہا کرام علیہم الرحمتہ نے حکم فرمایا ہے کہ ہر عبادت کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

(بحوالہ شرح الصدور فی حال الموتی والقبور)

حضور تاجدارِ گولڑہ پیر سیّد مہر علی شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا اگر کسی کے والدین یا مولود فوت ہو جائیں تو کیا فریق پسماندہ اُنہیں تحفہ تحائف یا کلام اللہ یا اشیائے خورد ونوش یا پارچات وغیرہ پہنچا سکتا ہے؟

جواب: محتاج کو طعام و پوشاک دینے کا ثواب اور کلام اللہ پڑھنے والے کا کلام اللہ پڑھنے کا ثواب میت کو پہنچ سکتا ہے۔ ایسا ہی درود وغیرہ کلام الٰہی و فعل خیرات کا ثواب پہنچ سکتا ہے۔ (فتاویٰ مہریہ، ص ۵۵)

ایک اور سوال کے جواب میں تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر پس ماندہ کا خیال ہو کہ قبر پر جا کر اس کو بخشے تو اس کو چاہیے میت کے منہ اور سینہ کے مقابل پشت قبلہ کر کے الحمد شریف مع الٓمّٓ ذَالِكَ الْكِتَابُ لَارَيْبَ فِيهِ سے هُمُ الْمُفْلِحُوْن تک ایک مرتبہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اخیر تک گیارہ مرتبہ پڑھے اور ثواب میت بخشے یا جو کچھ کلام اللہ یا کلمہ شریف یا درود شریف پڑھا ہو سب کا ثواب بخش دے۔

(فتاویٰ مہریہ، ص ۵۵)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فاتحہ پڑھنا اور اس کا ثواب ارواح کو پہنچانا فی نفسہ جائز اور درست ہے۔ (فتاوی عزیزی صفحہ ۷۱)

دیوبندیوں اور بریلویوں کے متفقہ بزرگ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے وصال کے بارے میں حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ کے وصال کے تیسرے روز لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے اکیاسی ختم کلام اللہ شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوئے ہوں گے کلمہ طیبہ کا تو اندازہ ہی نہیں کہ کتنا پڑھا گیا۔ اس

Marfat.com

واقعہ سے بھی تیجہ اور ایصال ثواب کا کرنا ثابت ہے۔ (ملفوظات عزیزی)

مدرسہ دیوبند کے بانی مولانا قاسم نانوتوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہو گیا آپ نے سبب پوچھا تو اس نے یہ کہا کہ میں بروئے مکاشفہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید نے ایک لاکھ یا 75000 یا پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ کبھی پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اس کو اطلاع نہ کی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان ہشاش بشاش ہے آپ نے پھر سبب پوچھا اس نے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔

آب حیات صفحہ ۳۹، تحذیر الناس صفحہ ۸۸، مولوی قاسم نانوتوی، (شرح الصدور، امام جلال الدین سیوطی) تبلیغی نصاب۔ باب فضائل ذکر صفحہ ۵۷۶۔ انوار ساطعہ، ص ۹۰)

ایصال ثواب کے ضمن میں یہ تو واضح ہو گیا ہے کہ اگر قرآن پاک پڑھ کر یا کلمہ شریف یا کوئی بھی کلام پڑھ کر میت کو ایصال کیا جائے تو اس کی روح کو ثواب پہنچتا ہے جس سے میت کو تسکین راحت اور سکون ملتا ہے اور قبر میں اس کے درجات بلند ہوتے ہیں اور گناہوں میں کمی واقع ہوتی ہے۔

آگے چل کر ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کچھ پڑھ کر ہی ایصال کیا جائے تو ثواب ہوتا ہے یا مالی طور پر کچھ خرچ کر کے مساجد مدارس یا کنواں بنوانا یا کھانا پکا کر غرباء مساکین اور برادری اہل محلہ میں تقسیم کیا جائے تو اس کا کرنا بھی جائز ہے یا نہیں؟ یا صرف اور صرف یہ ایک رسم و رواج ہے۔

الحمد اللہ اہل سنت کا کوئی فعل رسم و رواج نہیں ہے بلکہ قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے جیسا کہ اس سے پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ صحابیؓ نے صدقہ جاریہ کے بارے میں حضور علیہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا تو فرمایا کہ کنواں کھود دیا جائے چنانچہ کنویں کا نام بھی حضرت سعد کی ماں کے نام سے رکھ دیا گیا۔

Marfat.com

(بحوالہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۶۹، انوارِ ساطعہ ص ۱۱۰)

یہاں یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ ایصال ثواب کی نیت سے اپنے بزرگوں کے نام پر جس طرح کنواں کھودوانا جائز ہے اور اس کا نام ان کے نام پر رکھنا بھی جائز اور سنت ہے اسی طرح بزرگوں کے نام پر مساجد اور مدارس کے نام رکھنا بھی جائز ہے یہ بات تو اچھی طرح سے ذہن نشین ہوگئی کہ حضورﷺ نے خود حکم دیا کہ صدقہ جاریہ کہ طور پر کوئی رفاعی کام یا ادارہ بنوایا جا سکتا ہے اب یہ سوال کہ کھانا پینا کس طرح جائز ہے تو اس سے پہلے حضرت امیر حمزہؓ اور حضورﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم کے بارے میں عرض کیا جا چکا ہے کہ حضورﷺ نے خود کھانا پکوا کر کھجوریں منگوا کر تقسیم کیں۔

وہابیوں، دیوبندیوں کے متفقہ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ جب میت کو نفع پہنچانا مقصود ہو تو اسے کھانا کھلانے پر ہی موقوف نہ سمجھنا چاہیے اگر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ صرف سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کا ثواب ہی بہت بہتر ہے۔

(بحوالہ صراط مستقیم صفحہ نمبر ۶۴ مولوی محمد اسماعیل دہلوی)

نبی کریمﷺ ہر سال دو قربانیاں کرتے تھے ایک اپنی طرف سے اور ایک اپنی امت کی طرف سے۔ صحیح مسلم شریف (صفحہ ۱۵۶ جلد دوئم۔ انوار ساطعہ ص ۵۶)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کرنے کے لئے مالیدہ دودھ اور چاول پکا کر فاتحہ پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں یہ جائز ہے۔ (فتاوی عزیزی جلد اول صفحہ نمبر ۳۹)

حضرت امام حسین اور امام حسن علیہم السلام کی نیاز کا کھانا جس پر سورہ فاتحہ سورہ اخلاص اور درود شریف پڑھنے سے وہ کھانا متبرک ہو جاتا ہے اور اس نیاز کا کھانا بہت ہی بہتر ہے۔ (فتاوی عزیزی جلد اول صفحہ نمبر ۱۷)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ہر سال نبی کریمﷺ کے نام کی فاتحہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو دلایا کرتے تھے

Marfat.com

آگے چل کے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ زیادہ اہتمام نہ کر سکا کچھ بھنے ہوئے چنے منگوا کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایصال ثواب کے لئے کر دیئے رات کو خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ کے سامنے وہی بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں اور حضور ﷺ بہت مسرور ہیں۔ (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۱۸ مولوی رشید گنگوہی۔ درالثمین صفحہ نمبر ۷ شاہ ولی اللہ دہلوی) انفاس العارفین ۷۷۔۶۷۔ دعوات عبدیت صفحہ نمبر ۹ مولوی اشرف علی تھانوی۔انوار ساطعہ ص ۱۴۸۔از مولوی عبدالسمیع خان دیوبندی)

دیوبندی مولویوں کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ ایصال ثواب کے سلسلہ میں رقم طراز ہیں کہ پس یہ ہیت مروجہ ایصال ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارھویں شریف حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی دسواں بیسواں چہلم ششماہی سالانہ عرس وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمتہ اللہ علیہ اور سہہ منی حضرت بوعلی شاہ قلندر وحلوہ شب برات ودیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدہ پر مبنی ہیں۔
(فیصلہ ہفت مسئلہ) کلیاتِ امدادیہ صفحہ نمبر ۸۲ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)

یہی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ چشتی صابری فرماتے ہیں کہ ایک مقام پر ایک مولوی صاحب سے بحث تکرار ہوگئی رات گزری صبح کو مولوی صاحب نے صلح کر لی اور پیغام دیا کہ ہمارے مدرسہ میں مثنوی شریف کا سبق ختم ہو گیا ہے لہٰذا مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ کی نیاز بھی کی جائے چنانچہ شربت بنانے کا حکم دیا گیا اور مولانا رومی کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہو گیا۔

آپ نے فرمایا نیاز کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز وشرک ہے دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا ہے یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عارض غیر مشروع لاحق ہو تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ کہ اصل عمل سے انکار کیا

Marfat.com

جائے ان امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔

(شمائم امدایہ حصہ دوئم صفحہ ۶۸۔ امدادالمشتاق صفحہ ۸۸۔ ۸۷ مولوی اشرف علی تھانوی)

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب امداد المشتاق تذکرہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی میں حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

ایک دن حاجی صاحب نے فرمایا کہ حنبلی کے نزدیک جمعرات کے دن کتاب احیا تبرکاً ہوتی تھی جب ختم ہوئی تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف کے بیان کئے گئے طریقہ نذر و نیاز قدیم زمانہ سے جاری ہے اس زمانہ میں لوگ انکار کرتے ہیں۔

(امدادالمشتاق صفحہ نمبر ۹۲ مولوی اشرف علی تھانوی)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالرحیم جو کہ مزارات پر سال بھر میں ایک مرتبہ تشریف لے جاتے ہیں آپ کے متعلقین بھی آپ کے ساتھ جاتے اور وہاں جا کر فاتحہ پڑھتے فاتحہ کے بعد قرآن شریف یا مثنوی کا واعظ فرماتے ہیں اور واعظ کے بعد چنے یا الاچئی دانے یا کچھ اور تقسیم فرمادیتے تھے۔ (ارواح ثلاثہ۔ از اشرف علی تھانوی، ص ۴۲)

ایک بار کسی شخص نے مولوی رشید احمد گنگوہی ہی سے سوال کیا کہ کسی قبر پر شیرینی لیجانہ اور کسی بزرگ کی فاتحہ دے کر تقسیم کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

انہوں نے جواب دیا کہ اگر بنام خدا ہے اور ایصال ثواب ہی مقصود ہے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ (تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۲۹۱ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی)

ایک مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی سے دریافت کیا کہ حضرت قبر میں شجرہ رکھنا جائز ہے فرمایا ہاں مگر کفن میں نہ رکھے بلکہ طاق کھود کر رکھے اس پر حضرت مولانا نے عرض کیا اس سے کچھ فائدہ بھی ہوتا ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ ہاں ہوتا ہے۔

Marfat.com

اس کے بعد فرمایا شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ کے کوئی مرید تھے ان کے پاس شاہ جی کا جوتا تھا انتقال کے وقت انہوں نے حضرت شاہ عبدالغنی کو وصیت کی یہ جوتے میری قبر میں رکھ دینا چنانچہ حسب وصیت رکھ دیئے گئے اس پر شاہ صاحب سے مولوی نذیر حسین وغیرہ نے استہزاء کیا کہ جوتوں میں کتنا غلیظ لگا ہوا تھا اور کوئی پوچھتا کتنا کیچڑ لگا ہوا تھا؟ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ فعل اگر ناجائز تھا تو ہمیں دلیل سے سمجھا دیتے استہزاء اور تمسخر کی کیا حاجت تھی سو اب تم لوگوں کے پاس کبھی نہ بیٹھوں گا اور دستور یہ تھا کہ بعد نماز جمعہ کے یہ لوگ مسجد میں بیٹھا کرتے تھے اس کے بعد شاہ صاحب کے کسی شاگرد نے۔ ضرب النعال علی رؤس الجہال

رسالہ لکھا اس میں آثار صحابہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے ثابت کیا کہ تبرکات بزرگان کو قبر میں لے جانا جائز ہے اس رسالہ کو دیکھ کر منکرین نادم ہوئے۔

(تذکرۃ الرشید جلد دوئم صفحہ ۲۹۰ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی)

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب ارواح ثلاثہ میں رقمطراز ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا معمول تھا کہ سال میں ایک مرتبہ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہِ عبدالرحیم صاحب کے مزارات پر حاضری دیتے اور اپنے متعلقین کو بھی ساتھ لے جاتے اور بعد فاتحہ کے قرآن شریف اور مثنوی کا وعظ فرماتے اور اس کے بعد الائچی یا کچھ اور تقسیم کرتے۔ (ارواح ثلاثہ۔ حکایات اولیاء، ص ۴۲)

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی سے کسی نے پوچھا کہ قبر پر جا کر فاتحہ پڑھنے میں کیا مصلحت ہے جہاں سے چاہے ثواب پہنچا سکتا ہے فرمایا کہ اس میں تین مصلحتیں ہیں ایک تو یہ کہ قبر پر جا کر فاتحہ پڑھنے سے علاوہ ایصال ثواب کے خود پڑھنے والے کو یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ وہاں استحضار موت کا زیادہ ہوتا ہے دوسرے باطنی مصلحت یہ ہے کہ مردہ کو ذکر سے انس ہوتا ہے خواہ آہستہ پڑھے یا زور سے حق تعالیٰ مردہ کو آواز پہنچا دیتے ہیں۔ یہ بات اولیاء کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عام مسلمین بھی سنتے ہیں کیونکہ مرنے

Marfat.com

کے بعد روح میں نسبت حیات کے کسی قدر ایک اطلاق کی شان پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا ادراک بڑھ جاتا ہے تیسرے یہ بھی ہے کہ ذکر سے جو انوار پھیلتے ہیں اس سے بھی مردہ کو راحت پہنچتی ہے۔ (کمالات اشرفیہ صفحہ نمبر ۱۹۰ اشرف علی تھانوی)

یہی مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی رقم طراز ہیں کہ عبادت مالیہ کا ثواب بہ نسبت عبادت بدنیہ کے مردہ کے حق میں زیادہ افضل ہے یہ مسئلہ خود اہل سنت و جماعت کے اندر مختلف فیہ ہے کہ عبادت بدنیہ کا ثواب بھی مردہ کو پہنچتا ہے یا نہیں امام شافعی کے نزدیک صرف عبادت مالیہ کا ثواب پہنچتا ہے عبادت بدنیہ کا نہیں اور اماموں کے نزدیک بھی یہی بات ہے البتہ ہمارے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں قسم کی عبادتوں کا ثواب پہنچتا ہے بہرحال عبادت مالیہ کے ثواب کی افضلیت مردہ کے حق میں اس وجہ سے ثابت ہے۔ (ملفوظات کمالات اشرفیہ صفحہ نمبر ۱۹۰ مولوی اشرف علی تھانوی)

یہی مولوی اشرف علی تھانوی اپنے مریدوں اور مقتدین کو وصیت فرماتے ہیں کہ میرے مرنے کے بعد تمام متعلقین ایک مرتبہ سورہ یٰسین یا ۳ مرتبہ قل شریف روزانہ پڑھ کر مجھے بخشا کریں۔ (اشرف السوانح جلد سوئم ۱۱۷ مولوی اشرف علی تھانوی)

فاتح قادیاں غوثِ زماں تاجدارِ گولڑہ حضرت خواجہ پیر سیّد مہر علی شاہ گیلانی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا۔ ارواح کا اپنے گھروں میں آنا ہوسکتا ہے تو کس عرصہ تک، ہر روز یا کہ خاص دن۔ اگر خاص دن ہے تو کون سا ہے؟

جواب میں حضور تاجدارِ گولڑہ نے فرمایا۔ ارواح کا تعلق کسی قدر بدن سے چالیس روز تک، ایسا ہی ہر شب جمعہ و روز، جمعہ ہمیشہ کے لیے ہوتا ہے، اس تعلق خاص کو آنا سمجھئے نہ یہ کہ عالمِ ارواح سے نکل کر جسم کی طرف انتقال مکانی کرتے ہیں۔ البتہ در ایام مذکورہ خالص تعلق ایسا ہی اثر رکھتا ہے۔ جیسا وہ خود آگے ہیں۔ یعنی بحیثیت مشیت ایزدی باخبر ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بروزِ عید اور عاشورہ، ماہ

Marfat.com

رجب کا پہلا جمعہ اور ماہ شعبان کی پندرھویں رات اور شب قدر اور ہر جمعہ کی رات میں ارواح اپنی قبروں سے نکل اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑے ہوکر اپنے پسماندگان سے سوال کرتے کہ اس مبارک رات میں ہمارے ساتھ کسی صدقہ یا طعام سے امداد کرو کہ ہم محتاج ہیں۔

(کتاب دارالسبحان للسیوطی و کتاب وقائق الاخبار امام عبدالرحیم بن احمد۔ص ۲۰

مکتوبات دوصدی۔ازشرف الدین یحییٰ منیری صفحہ ۲۴۰

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ارواح موتی ایام مذکورہ میں اپنے گھروں کے دروازے پر آتے ہیں۔ (بحوالہ فتاویٰ مہریہ۔ص ۵۶)

Marfat.com

زیارت قبور اور سبزۂ گور کی ابتداء

زیارت قبور آج کل ایک اختلافی مسئلہ بن چکا ہے اور منکرین دیوبندی وہابی نجدی تبلیغی مودودی ذہن رکھنے والے حضرات سیدھے سادھے مسلمانوں کو یہ بات کہہ کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ قبر کی زیارت سے بت پرستی کا شبہ پڑتا ہے اس لئے ان کی زیارت نہیں کرنی چاہیے۔ اور قبروں پر نہیں جانا چاہیے اسی آڑ میں وہ لوگوں کو عامۃ المسلمین کی قبروں کی مثال بتوں کے ساتھ دے کر درحقیقت وہ بزرگان دین کی قبروں کی زیارت اور ان کے مزارات کی حاضری سے روکنا ان کا اصل مقصد ہوتا ہے عوام کو اس میں بہت تردد ہے کہ زیارت قبور جائز ہے یا ناجائز اور زیارت قبور کے سلسلہ میں قرآن وحدیث اور جناب سرکار دو عالم ﷺ کا کیا فرمان ہے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے چند سطور عرض خدمت ہیں۔

حدیث پاک میں وارد ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ مقام حجون میں اپنی والدہ کی قبر کے پاس بڑے غمگین انداز میں کافی دیر کھڑے رہے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد خوشی کے انداز میں لوٹے اور فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے میری ماں کو زندہ کیا اور پھر وہ مجھ پر ایمان لائیں پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو لوٹا دیا۔

مسلم شریف میں بھی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت فرمائی اور فرمایا کہ صحابہ قبور کی زیارت کیا کرو اس سے موت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

ایک اور حدیث پاک ہے کہ حضور ﷺ شعبان المعظم کی پندرھویں رات کو شہدا احد کی قبروں پر سال میں ایک مرتبہ جایا کرتے تھے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضرت سیدہ طیبہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کی رات کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر جاتیں اور وہاں پر نماز پڑھتیں اور روتیں اور ایک حدیث میں ہے کہ دو تین دن کے بعد شہداء احد کی

Marfat.com

قبروں پر جاتیں اور دعا کرتیں۔

مشکوۃ شریف میں ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعہ کو زیارت کرے وہ بخشا جائے گا اور اپنے والدین سے نیکی کرنے والوں میں اس کا نام لکھا جائے گا۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے کہ حضور علیہ السلام سال میں ایک مرتبہ چاروں صحابہ کے ہمراہ شہدا احد کی زیارت کو جاتے تھے جب قبر کے قریب پہنچتے تو بلند آواز سے کہتے تھے۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے 100 غلام آزاد کیے جائیں تو اس کے بیٹے ہشام نے 50 غلام آزاد کردیے اس کے بیٹے حضرت عمرو بن العاص نے باقی 50 غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا لیکن انہوں نے طے کیا کہ رسول اللہﷺ سے پوچھنے کے بعد ایسا کروں گا۔ چنانچہ وہ رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا میں اپنے والد کی طرف سے غلام آزاد کروں؟ تو آپﷺ نے فرمایا اگر تمہارا باپ دنیا سے ایمان اور اسلام کے ساتھ گیا ہو، تو تم اس کی طرف سے صدقہ کرتے یا حج کرتے تو اس کو ثواب ملتا۔

(ابوداؤد، جلد۲، ص ۵۱۔ مشکوۃ ۲۵۵) (عون المعبود، شرح اہل حدیث، جلد۳، ص ۷۸) (حاشیہ ابوداؤد، محمود الحسن) (تفسیر ابن جریر جلد ۱۳، ص ۸۶)، تفسیر کبیر جلد ۱۹، ص ۴۵۔ دُر منشور جلد ۴، ص ۵۸۔ تفسیر قرطبی، جلد ۹، ص ۳۱۲۔ تفسیر عثمانی ص ۳۲۶) (فتاویٰ عزیزی جلد ۱، ص ۴۹، فتاویٰ شامی باب زیارت قبور)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صدقہ کافر کو نفع نہیں دیتا مومن کو نفع دیتا ہے۔

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جاتے فاطمہ خزاعیہ کہتی ہیں کہ میں اپنی بہن کے ساتھ شہدا احد کی زیارت کو گئی اور

Marfat.com

حضرت حمزہ کی قبر کے پاس جا کر کہا

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

یعنی تم پر سلام اے چچا رسول اللہ کے قبر سے آواز آئی۔ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ بَرَکَاتُهٗ۔ (بحوالہ شرح الصدور فی حال الموتی والقبور صفحہ ۱۹۳)

ابن شعبہؒ نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ جب وہ اپنی زمینوں سے واپس آتے تو شہداء کی قبور پر گزر ہوتا تو فرماتے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَاِنْ شَآءَ اللّٰهِ بِکُمْ لَاحِقُوْن۔ اور اپنے ساتھیوں سے بھی فرماتے کہ تم شہداء کو سلام کیوں نہیں کرتے ان کو سلام کیا کرو یہ تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (بحوالہ شرح الصدور)

یہ بات بھی اچھی طرح واضح ہوگئی کے قبر میں جانے کے بعد مومن زندہ لوگوں کی طرف سے کئے گئے سلام کو سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں اس قسم کے واقعات احادیث اور کتابوں میں بھرے پڑے ہیں مضمون کی طوالت پیش نظر اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے جس طرح دنیا میں رہنے والے انسان برابر کے درجے کے نہیں ہیں اسی طرح اخروی زندگی پانے والے حضرات بھی برابر کا درجہ نہیں رکھتے اسی طرح عام مسلمان اور خاصان خدا کی موت بھی الگ درجہ رکھتی ہے اور قبر میں جانے کے بعد بھی وہ لوگ اپنا ایک الگ مقام رکھتے ہیں ہیں جس طرح زندگی بے خوف وخطر گزاری اسی طرح بعد از وصال بھی ان لوگوں کو کوئی خوف وغم اور حزن وملال نہ ہوگا۔

مشکوۃ شریف کی ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال باکمال کے بعد میں سرکار کے مزار مبارک پر حاضری دیتی تھی بعد میں جب میرے والد محترم جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو وصال کے بعد حضور ﷺ کے پہلو میں دفن کیا گیا تو میں ان کے مزار پر بھی حاضری دیتی رہی حتیٰ کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال سے پہلے میرا حضور ﷺ کے مزار پر آنا جانا بالکل اسی طرح تھا جس طرح حضور ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ

Marfat.com

میں تھا اور اپنے والد محترم رضی اللہ عنہ کے سامنے بھی اسی طرح جس طرح ظاہری حیات میں سامنا ہوتا تھا مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد جب کبھی رسول خدا ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حاضری ہوتی تو اپنے جسم کو مکمل طور پر ڈھانپ کر حاضری دیتی اس لئے کہ پہلے ان مزارات میں میرے آقا ﷺ اور میرے والد محترم رضی اللہ عنہ تھے۔ اب چونکہ ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کی قبر بن چکی اس لئے پردہ کر کے حاضری دیتی تھی۔

صوفیائے کرام مشائخ کرام اس حدیث پاک کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ کھلی دلیل ہے کہ قبروں پر جانا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سنت اور طریقہ ہے اور دوسرا یہ کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فعل واضح کرتا ہے کہ میت سے جس طرح ظاہری حیات میں تعلق ہوتا ہے ویسا ہی بعد از وصال بھی تعلق قائم رہتا ہے۔

اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک یہ ہوتا کہ میت سے کیا پردہ کرنا تو کبھی بھی ایسا نہ کرتیں بلکہ اپنے جسم کو ڈھانپ کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دینا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ سمجھتی ہیں یہ زندہ ہیں اور تمام معاملات کو بخوبی دیکھتے اور جانتے ہیں۔

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب میں اس واقعہ کی تائید میں فرماتے ہیں کہ فقہا نے لکھا ہے کہ مردہ کے پاس جب اس کی قبر پر جائے تو وہی معاملہ کرے جو معاملہ اس کی زندگی میں اس کے ساتھ کرنا تھا۔ یعنی مردہ کا ادب بھی اُتنا ہی ہے جتنا زندہ کا۔ مگر فقہا کے قول کی دلیل اس سے پہلے سمجھ میں ہی نہیں آئی تھی مگر بحمد اللہ تعالیٰ اب سمجھ میں آ گئی ہے اور وجہ اس مضمون کی یہ بیان ہوئی کہ آجکل کے بعد لوگ اس قول کو بلا دلیل بتاتے ہیں۔ تو فقہا کے اس قول کی دلیل اللہ تعالیٰ نے ذہن میں ڈال دی وہ یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے میرے حجرے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے اس وقت سے میری عادت ہے کہ میں جب اس حجرہ میں داخل ہوتی ہوں تو

Marfat.com

حیاء من عمر یعنی بوجہ حیاء کے اپنا منہ ڈھانک لیتی ہوں۔

(بحوالہ ملفوظات حکیم الامت، جلد دہم، ص ۲۲۰)

اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد دیوبندیوں وہابیوں کو عقل کے ناخن لے لینے چاہیں اور رسول اللہ ﷺ کے بارے زبان لمبی کرتے ہوئے اس بات کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے کہ اس سے پہلے تمہارے نام نہاد شیخ القرآن کا جو حشر ہوا ہے تمہاری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے، پھر اس کے ساتھ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما کا عملی کردار بھی تمہارے لیے مشعل راہ ہے۔

علمائے دیوبند کے سرخیل مولوی رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا۔

بعض صوفی قبور اولیاء پر چشم بند کر کے بیٹھتے ہیں اور سورۃ اَلَمْ نَشْرَح پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا سینہ کھلتا ہے۔ اور ہم کو بزرگوں سے فیض ہوتا ہے۔ اس بات کی کچھ اصل بھی ہے۔

جواب میں مولانا گنگوہی نے فرمایا۔ اس کی بھی اصل ہے اس میں کوئی حرج نہیں اگر بہ نیت خیر ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ۔ حصہ اول۔ ص ۴۷۔۴۶)

حضرت عمر بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ قبرستان میں کسی قبر سے تکیہ لگائے آرام کر رہا تھا کہ اچانک سرکار دوعالم ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا اور فرمایا کہ قبر سے تکیہ لگا کر صاحب قبر کو مت ایذا دے (رواہ احمد)

اہل قبور کے بارے بے ادبی کرتے ہوئے اور ان کو مٹی کا ڈھیر کہنے والو ذرا غور تو کرے کہ اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کا یہ کہنا کہ صاحب قبر کو ایذا مت دو، اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ قبر میں میت کو زندوں کے عمل سے دکھ اور سکھ پہنچتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آگ پر بیٹھنا کہ کپڑے جل جائیں اور جسم کی کھال جل جائے اس سے بدتر ہے کہ آدمی قبر پر چڑھ کر بیٹھے۔

Marfat.com

حضرت امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں بروایت عقبہ بن عامر صحابی فرماتے ہیں کہ اگر میں آگ پر قدم رکھوں تو پیر جل جائیں اور کٹ جائیں یہ اس سے بہتر ہے کہ مردہ کی قبر پر پیر رکھوں حدیث پاک میں ہے کہ جو زیارت قبر کرے اور یوں دعا کرے۔

اللهم انی اسئلك بحق محمد و آل محمد ان لا تعذب لهذا المیت:

اللہ تعالیٰ اس قبر والے کی قبر سے عذاب دور فرمائے گا تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زیارت میت مثل زیارت حیات کے ہے پس اگر تھی وہ میت حالت حیات میں معظم و بزرگ تو اس سے ویسے ہی برتاؤ کرے یعنی اس سے دور بیٹھے اگر حالت حیات میں اس کے نزدیک بیٹھتا تھا۔ تو اس کے نزدیک بیٹھے اور قبر پر سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھ کر دعا کرے ان کے لئے اور ان کے توسط سے کرے۔

قارئین کرام☆: ''قبر اور مزار'' بظاہر تو ایک ہی چیز ہے لیکن اصطلاحاً دونوں کے مابین تھوڑا امتیاز کیا جاتا ہے۔ عام مسلمانوں کے ''مدفن کو قبر'' اور خاصان خدا کے ''مدفن کو مزار'' کہا جاتا ہے۔ یہ امتیاز انسان کے اپنے درجات کی بنا پر کیا جاتا ہے۔

روح نہیں مرتی۔ فنا صرف جسم کو ہے۔ روح کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ وہ ''امر رب'' ہے **نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي** میں روح کو اللہ تعالیٰ نے ''میری روح'' فرمایا ہے۔ تعظیم دراصل روح کی ہوتی ہے۔ وہ روح اگر کسی مومن کی ہے تو اسی نسبت سے اس کی تعظیم و تکریم ضروری ہے۔

روح اگر اولیاء اللہ کی ہو تو اور زیادہ تعظیم واجب ہے کیونکہ اولیاء اللہ بموجب قرآن و حدیث اقرب من اللہ ہوتے ہیں۔

موتی کے متعلق احکامات دراصل موتی کی روح سے متعلق ہیں، مثلاً میت کی روح رشتہ داروں کو دیکھتی ہے۔ ان کی باتیں سنتی ہیں بعد دفن واپس ہونے والوں کے قدموں کی

Marfat.com

چاپ سنتی ہے۔ مردوں کا سلام کا جواب دینا بھی ثابت ہے۔
چونکہ جسم کو روح سے ایک نسبت ہوتی ہے اور بزرگان دین کے مزارات کو ان کے اجسامِ مطہرہ سے ایک خاص نسبت ہوتی ہے۔ اس لیے ان کے مزارات کو درجۂ احترام حاصل ہوتا ہے۔ یہ سب سلسلہ نسبت کا ہے۔ ایک اینٹ گلی میں لگی جبکہ دوسری اینٹ مسجد میں لگی تو اس کا احترام بھی کیا جانے لگا، اور تیسری اینٹ خانہ کعبہ میں لگی تو اس کا احترام اور بھی بڑھ گیا۔ پتھر تو پتھر ہی ہے مگر جب جب نسبت مسجد سے ہو جائے تو در و دیوار کے زمرے میں چوما جاتا ہے اور پتھر کو اللہ کے خلیل علیہ السلام کے قدموں سے نسبت ہو جائے تو "وَاتَّخِذُوْ مِمْ مُقَامِ اِبْرٰاهِیْمَ مُصَلّٰی" کا اعزاز پا جاتا ہے۔
جب کسی پتھر کو نبی کی بیوی اور نبی کی ماں سیّدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا کے قدموں کی نسبت حاصل ہو تو وہ صفا مروہ بن جاتا ہے۔ اور حج وعمرہ کے ارکان میں شامل ہے اس طرح قسط ادا کیے بغیر حج بھی نامکمل ہے اور کسی پتھر کو موسیٰ علیہ السلام کے قدموں کی نسبت حاصل ہو تو "اِنَّکَ بِالْوَادلمُقدس طوىٰ" کا اس طرح اعزاز پاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کو بھی اس پہاڑ پر جوتے اُتار کے آنے کا حکم ملتا ہے۔
اسی طرح کپڑے کا بنا ہوا لباس الگ حیثیت رکھتا ہے مگر اُسی کپڑے کا بنا ہوا غلاف جب قرآن پاک پر چڑھ جاتا ہے اس کی شان قرآن شریف کی وجہ سے بلند و بالا ہو جاتی ہے۔
خانہ کعبہ کا مقام اپنے تعلق کی وجہ سے باعث تکریم ہے۔ غلافِ کعبہ کو اس لیے بوسہ دیا جاتا ہے کہ اسے کعبۃ اللہ کا قرب و نسبت حاصل ہے۔
اسی طرح شارح علیہ السلام نے عام قبروں کا احترام بھی ضروری قرار دیا ہے۔ ان پر پاؤں رکھنے کی یا اس سے تکیہ لگا کر بیٹھنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ قبروں کو گندگی سے بچانے کی تاکید مزید کی گئی ہے، سبزہ لگانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ مسلمانوں کی آخری آرام گاہ ہیں اور ان کا مدفن ہیں۔ اور ان قبور کا تعلق ایمان والوں کے اجسام سے ہے۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں اہل ایمان کے آقا و مولیٰ امام الانبیا ﷺ کی آمد

Marfat.com

آمد ہوگی، ان کی زیارت سے مشرف بار کرایا جائے گا۔ اس سے ایک مسلمان اور مومن کی قبر کی اہمیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے لیے صمیم قلب کی ضرورت ہے۔ جن حضرات کو اپنی زندگی میں ہی اپنی اہمیت کا اندازہ نہ ہوا ہو وہ اہل ایمان کے مقابر کی اہمیت کو کیا جانیں۔ جو ایک عام مسلمان کی قبر کے مقام و احترام کو نہیں سمجھتا وہ خاصانِ خدا کے بارے میں کیا جان سکتا ہے۔

ذرا غور تو فرمائیں معزز قارئین کرام ایک عام مسلمان جب فوت ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کا منہ قبلہ رخ کیا جاتا ہے، پھر ادب و احترام سے نیم گرم پانی سے استنجا کرایا جاتا ہے پھر وضو کرایا جاتا ہے، پھر غسل دیا جاتا ہے۔ پھر اس کے جسم کو مشکِ کافور اور دیگر عطریات کے ذریعے خوشبوؤں سے بسایا جاتا ہے۔ نئے کپڑے میں کفن دیا جاتا ہے۔ پھر جنازہ کو ادب و احترام سے اٹھا کر عیدگاہ یا کسی کھلے گراؤنڈ میں لے جا کر میت کو آگے رکھا جاتا ہے۔ باقی ماندہ حضرات چاہے وہ کتنے ہی بڑے منصب دنیاوی یا روحانی کا مالک ہی کیوں نہ ہو۔ حتیٰ کے جس امام کے پیچھے ساری زندگی نمازیں پڑھتا رہا وہ بھی پیچھے جبکہ میت آگے ہے۔ پھر جنازہ پڑھ کر احترام و عزت کے ساتھ قبر میں تدفین کر دی جاتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ جب مرنے کے بعد اس کی کچھ حیثیت باقی نہ رہی ہے تو پھر اس کو قبلہ رخ کرنا، استنجا کرانا، وضو کرانا، غسل دینا، نئے کپڑے میں کفن دینا، پھر پورے احترام سے جنازہ کو عیدگاہ یا کھلے میدان میں لانا تمام امراء، وزراء، روحانی پیشوا، امام مفتی خطیب مؤذن سب پیچھے اور میت آگے کیوں؟

بات تو سیدھی سی اور سمجھ میں آنے والی ہے۔ بندۂ مومن اور مصطفیٰ کریم ﷺ کے غلام اُمتی کو یہ تمام تر تیاری اس لیے کرائی جاتی ہے کہ اُس نے عالم برزخ میں جا کر اپنے پیارے آقا و مولیٰ جناب حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دینی ہے۔ ان کی زیارت سے مشرف ہونا ہے۔ وہاں کملی والے آقا علیہ السلام کا دیدار کرایا جانا ہے۔

دوستانِ محترم ☆: اس ضمن میں اہل علم و عرفان یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ سب صرف

Marfat.com

اس لیے بھی ہوتا ہے کہ ایک عرصہ تک اس خاکی جسم کو روح سے نسبت رہی ہے وہ روح جسے اللہ کریم نے اپنی روح فرمایا ہے، اس روح نے اس خاکی جسم میں اتنے عرصے تک قیام کیا ہے۔ اسی تعلق سے اس قبر کا احترام ازروئے شرع مقرر ہوا ہے۔

جہاں تک اولیائے کاملین کے مزارات کا تعلق ہے تو ان کا احترام عام مسلمانوں کی قبروں سے یقیناً زیادہ ہونا چاہیے۔ انسانوں کی درجہ بندی قرآن کریم سے ثابت ہے۔ گمراہ قسم کا انسان کسی طور پر بھی قابل تقلید نہیں ہوسکتا۔ انعام کیے ہوئے لوگوں کے بارے ارشاد خداوندی ہے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا حکم مانتے ہیں۔ ایسے اشخاص ان حضرات کے ساتھ ہیں جن پر اللہ کریم نے انعام کیا۔ یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صلحاء، یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔ اس میں صدیقین اور صلحا سے مراد متفقہ طور پر علمائے حق ہیں۔ ان لوگوں کی زندگیاں ان کے درجات، ان کی ارواح، ان کے افعال و اعمال سب عشق حقیقی کی بدولت بہت بلند و برتر ہو جاتے ہیں۔ ان کے جسم ان کی روح فنائیت تامہ حاصل کر کے نورانی ہو جاتی ہیں۔ یہ حضرات یقیناً عام انسانوں سے بہتر و برتر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مزارات بلکہ ہر وہ چیز جو ان سے تعلق رکھتی ہے متبرک اور قابل تعظیم ہو جاتی ہے۔

چنانچہ الہاماتِ غوثیہ میں حضرت غوث الاعظم سرکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلا الہام یہی ہے کہ ''فرمایا اللہ تعالیٰ نے'' سب سے اچھا طالب میں ہوں اور سب سے اچھا مطلوب انسان ہے۔ یہ مطلوبیت و محبوبیت محض اس لیے حاصل ہوسکی کہ اس کے اندر اللہ کے اسماء و صفات اور اس حسن کا پرتو ہے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے۔ **وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْن** وہ تمہارے نفوس کے اندر ہے لیکن تم نہیں دیکھتے۔ یہ اسی حقیقت کا ثبوت ہے۔

اولیائے کاملین کی تو بات ہی الگ ہے ہم اپنی عام زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ اکابر اور مشاہیر خواہ وہ کسی بھی شعبہ زندگی سے ہوں بعد از وصال اسی طرح عزت و احترام

Marfat.com

کے حقدار سمجھے جاتے ہیں اور ان کے استعمال کی ہر چیز، ان کا گھر، ان کا لباس، قابل احترامِ سمجھا جاتا ہے، اور بطور یادگار انہیں محفوظ کیا جاتا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے میوزیم (عجائب گھر) اس قسم کی یادگار چیزوں سے بھرے ہوئے ہیں، اور لوگ مرتبہ کے لحاظ سے ان چیزوں کا احترام کرتے ہیں۔
اگر مشاہیر زمانہ کا یہ حال ہے تو پھر کیا خیال ہے ان اولیائے کاملین کے تبرکات کے بارے میں ان سے نسبت رکھنے والی چیز کیونکر باعثِ تکریم نہیں ہوسکتی۔ اور زمین کا وہ حصہ جس کے اندر کسی بزرگ، ولی کا جسم اطہر آرام فرما ہے کیوں قابل عزت نہیں ہو سکتا۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ جن کو ان بزرگوں سے نسبت ہوتی ہے ان کو صرف قبر ہی نہیں بلکہ ان کی ہر چیز عزیز ہوتی ہے۔

زیاراتِ قبور کے فوائد

۱ ☆: زیارات قبور سے موت کی یاد آتی ہے اور آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے۔

۲ ☆: اس سے قبول حق کے لیے دل نرم ہو جاتے ہیں۔

۳ ☆: یہ عبرت و نصیحت حاصل کرنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔

۴ ☆: زائر کی آمد سے میت کو سکون و آرام ملتا ہے۔

۵ ☆: زائر کی طرف سے کیے گئے ایصال ثواب سے میت کو نفع ہوتا ہے۔

۶ ☆: زائر کو اہل قبور کو سلام کرنے کا اجر ملتا ہے۔ اہل قبور اور اسی قدر فرشتے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

۷ ☆: ایصال ثواب کے لیے کی گئی تلاوت قرآن کا کثیر اجر و ثواب ایصال کرنے والے کو بھی ملتا ہے۔

۸ ☆: ایصال کرنے والے زائر کے لیے اہل قبور شفاعت کرینگے۔

۹ ☆: اگر قبر کسی نیک صالح یا ولی کی ہے تو زائر اس نیک بزرگ کے فیوض و برکات

Marfat.com

بھی حاصل ہونگے ،اور اگر خدانخواستہ میت بدعمل یا گنہگار ہے تو زائر کی طرف سے کی گئی تلاوت قرآن کریم اس میت کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔

پس خلاصہ یہ ہے کہ زیارت قبور سنت سے ثابت ہے۔ اس سے قبر والوں کو بھی اور زیارت کرنے والوں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

Marfat.com

سبزۂ گور کی ابتداء

حدیث پاک میں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کا گزر دو قبروں پر ہوا کہ آپ اپنی سواری سے نیچے اترے اور صحابہ سے فرمایا کہ صحابہ سامنے درخت سے سبز ٹہنی توڑ کر لاؤ صحابہ نے ٹہنی توڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی حضور ﷺ نے اس ٹہنی کے دو حصے کئے اور ایک ٹہنی ایک قبر پر اور دوسری ٹہنی دوسری قبر پر لگا دی پھر قبر والوں کے لئے دعا فرمائی صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ ٹہنیاں لگانے کی وجہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قبر والوں پر عذاب ہو رہا تھا ایک کو پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے اور دوسرے کو چغلی کی وجہ سے جب تک یہ ٹہنیاں تر رہیں گی تب تک ان کے عذاب میں کمی رہے گی۔

(بحوالہ: بخاری شریف۔ نسائی شریف۔ شرح الصدور فی حال الموتیٰ و القبور۔ تبلیغی نصاب وغیرہ اشعۃ اللمعات ص ۵۷۸۔ جامع کرامات اولیاء، جلد اول، ص ۴۶۰)

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ان قبروں سے عذاب اس لئے کم ہوگا کہ درخت کی سبز شاخ جب تک تر رہے گی وہ خدا کی تسبیح کرتی رہے گی اس حدیث سے علماء کرام نے قبر کے پاس قرآن پڑھنے کو مستحب فرمایا ہے کیونکہ تلاوت قرآن شاخ کی تسبیح سے زیادہ حقدار ہے کہ عذاب کم ہو۔

اشعت اللمعات میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک جماعت اس حدیث کو دلیل بنا کر قبروں پر سبزہ پھول اور خوشبو ڈالنے کے جواز میں ہے۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ نمبر 364 میں ہے کہ بعض متاخرین اصحاب نے اس حدیث کی وجہ سے فتویٰ دیا کہ خوشبو اور پھول چڑھانے کی جو عادت ہے وہ سنت ہے ان عبارتوں میں جو فرمایا کہ بعض نے فتویٰ دیا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بعض علماء اس

Marfat.com

کو جائز کہتے ہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ بعض نے سنت مانا ہے جائز تو سب کہتے ہیں سنت ہونے میں اختلاف ہے عالمگیری کتاب الکراہت جلد پنجم باب زیارت القبور میں ہے کہ

وضع الورود والریا حین علی القبور حسن

ترجمہ☆: قبروں پر پھول اور خوشبو رکھنا اچھا ہے۔

ان تمام حوالہ جات اور احادیث شریف کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ قبروں پر حاضری دینا، دعا کرنا اور قبروں پر سبز ٹہنی یا پھول ڈالنا سنت ہے اور یہ طریقہ صحابہ اہل بیت اطہار اولیائے امت علمائے اسلام واحناف تمام کے نزدیک سنت جاریہ ہے۔

اور ان تمام امور کے کرنے سے شریعت محمدی کے تحت مرنے والے کو فائدہ پہنچتا ہے ہمارے نزدیک اگر میت گنہگار ہو تو رب تعالیٰ ان امور سے میت کے عذاب میں کمی فرماتے ہیں بلکہ بخش دیتے ہیں۔ اور اگر میت نیک ہو تو اللہ کریم ان کے درجات بلند فرماتا ہے اہل سنت جماعت اسی بنیاد پر اس طریقہ اور سنت جاریہ کو اپنائے ہوئے ہیں خداوند کریم اہل سنت کو استقامت اور منکرین کو ہدایت نصیب فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

عرس اولیائے کرام

حضرات گرامی قدر☆: اس سے پہلے ابواب میں آپ پر حقیقت واضح ہوگئی کہ اہل سنت و جماعت سنی حنفی بریلوی مسئلہ ایصال ثواب کو رسم و رواج کے طریقہ پر نہیں بلکہ قرآن مقدس احادیث پاک اور صحابہ واہل بیت اطہار و اولیائے کرام کے طریقہ پر کرتے ہیں جس کا اعتراف بذات خود دیوبندیوں وہابیوں کے علماء نے بھی کیا اور خود بھی اس عمل کو کرتے رہے اور اپنے متعلقین کو بھی کرنے کا حکم دیتے رہے ان تمام حکایات و واقعات و احادیث کی روشنی میں یہ بالکل واضح ہوگیا ہے کہ ایصال ثواب کرنا شرک و بدعت و گمراہی نہیں بلکہ نص قطعی سے ثابت ہے اور اس کا فائدہ ہر حال میں میت کو پہنچتا ہے اب معترضین کا یہ سوال بھی ذہن میں آتا ہے کہ عام مسلمان تو گنہگار ہوتا ہے اس کیلئے ایصال ثواب اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس کے گناہ میں کمی واقع ہوجائے اس کیلئے کفارہ بن جائے تو پھر اولیائے کرام کے مزارات پر جاکر ایصال ثواب کیوں کیا جاتا ہے جبکہ اولیاء کرام متقی اور پرہیزگار اور مومن ہوتے ہیں اور اہل سنت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اولیاء کرام کی قبروں سے عام مسلمانوں کو روحانیت اور فیض بھی ملتا ہے تو پھر ان کی قبروں پر جاکر اور اپنے گھروں میں ان کیلئے محفلیں سجا کر ان کا دن کیوں منایا جاتا ہے۔

تو اس کا جواب ہم انہی حضرات کے بزرگ مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی کی کتاب سے دیتے ہیں مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی فرماتے ہیں کہ ہم کو حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے جو محبت ہے تو اس لئے کہ انہوں نے ہمیں راہ ہدایت دکھائی اس کے مکافات میں ہم ان کو کچھ ثواب بخش دیں کہ ان کی روح خوش ہو اور اس کے خوش ہونے سے خدا تعالیٰ خوش ہوگا۔

(بحوالہ اشرف الجواب صفحہ ۹ ے مولوی اشرف علی تھانوی)

یہی مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب اشرف الجواب میں رقم طراز ہیں کہ اصل

Marfat.com

حقیقت اس کی یہ تھی کہ عرس کے معنی لغت میں شادی کے ہیں اور حاصل شادی کا یہ ہے کہ محبّ کا محبوب سے وصل ہو پس چونکہ ان حضرات کی موت ان کے لئے وصل محبوب ہے اس لئے ان کے یوم وصال کو یوم العرس کہتے ہیں نیز حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کسی مقبول بندے کی وفات ہوتی ہے اور فرشتے اس کی قبر میں آ کر سوال کرتے ہیں۔سوال وجواب کے بعد کہتے ہیں۔نـم کنومته العروس تو وہ ان حضرات کے لئے یوم العرس ہوا۔ (اشرف الجواب ۹۴ مولوی اشرف علی تھانوی)

مولوی عبدالحئ لکھنوی دیوبندی سے کسی نے سوال کیا کہ عرسوں میں جو کھانا پکا کر ضیافتیں کی جاتی ہیں ان کا کھانا جائز ہے یا نہیں آپ نے جواب دیا کہ جو کھانا ضیافت کے لئے پکایا جائے اس کا کھانا امیر اور غریب سب کو جائز ہے اور جو صدقہ کے لئے پکایا جائے یعنی صدقہ کی نیت سے پکایا جائے تا کہ اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچے اس کا کھانا فقراء کے علاوہ دوسروں کو ناجائز ہے کیونکہ صدقہ فقراء کے لئے اور ہدیہ اغنیاء کیلئے ہوتا ہے۔ (فتاوی عبدالحئ جلد اول ۳۴۲ مولوی عبدالحئ لکھنوی دیوبندی)

عرس وغیرہ کے بارے میں دیوبندی حضرات کے مرشد عرب وعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشرف فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیرومرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور اگر وقت میں وسعت ہو تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر کھانا کھلایا جاتا ہے۔

کلیاتِ امدادیہ (فیصلہ ہفت) مسئلہ ۸۳ حاجی امداد اللہ)

وطن عزیز میں سامراجی قوتوں کی امداد پر پلنے والے اپنے غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے آئے روز کوئی نیا ایشو کھڑا کر کے ملک میں انارکی پھیلانے کی مذموم حرکتوں میں مصروف رہتے ہیں۔اور افسوس کہ وہ ڈالروں اور ریالوں کو ہضم کرنے کے لئے کبھی شان رسالت اور کبھی شان صحابہ، کبھی شان اہلبیت اطہار اور کبھی شان اولیاء اللہ پر مختلف قسم کے حیلوں، بہانوں سے اور مختلف عنوانات سے کوئی نہ کوئی مسئلہ کھڑا کر دیتے

Marfat.com

ہیں۔اور پاکستان کے شہریوں بالخصوص اہل سنت و جماعت کے جذبات واحساسات کو مجروح کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں۔

ان کی عادت میں شامل ہے کہ جہاں کسی ولی اللہ کا مزار نظر آیا، یا کسی ولی کے مزار پر عرس ہوتے یا میلہ دیکھا یا کسی عقیدتمند کو مزارات اولیا پر حاضر کرتے ہوئے دیکھا تو وہ اپنی کارروائی کا آغاز ان الفاظ سے شروع کردیتے ہیں کہ دیکھا بھائی یہ بزرگ جن کا مزار بنا ہوا ہے یہ بہت نیک آدمی تھے تمام زندگی شریعت کی حفاظت کی دین کی تبلیغ کی مگر دیکھیں انکی آنکھ بند ہوئی اور انکے چاہنے والوں نے انکی قبر پختہ بنا کر ان کو قید کردیا، اور اس پر ہی اکتفا نہیں بلکہ گنبد بھی بنا دیا گیا، جو کہ شریعت میں حرام ہے۔اور دیکھیں بھائی یہ بیچارے اب مرگئے اور مرنے کے بعد تو مرحوم خود کسی کی دعا کا محتاج ہوتا ہے وہ کسی کو نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے وہ تو اب مرجو گیا ہے، نہ جانے اب لوگ یہاں کیوں آئے ہیں۔اور آکر خود بھی گناہگار ہوئے ہیں اور ان کو بھی گناہگار کرتے ہیں۔جبکہ یہ اب مجبور اور ہزاروں من مٹی تلے دفن ہیں۔اور مٹی میں مل کر خاک ہوگئے۔انکی تو ہڈیاں بھی گل گئی ہوں گی۔وغیرہ وغیرہ اس قسم کی گفتگو ان لوگوں کا وطیرہ بنا ہوا ہے۔اس قسم کی گفتگو کر کے وہ سادہ لوح سنی مسلمانوں کو گمراہ کر کے ان کے عقیدے کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس سلسلے میں قرآن وحدیث، صحابہ و بزرگان دین مفسرین ومحدثین کے اقوال سے حیات اولیاء پر مختصراً چند ایک باتیں اپنے قارئین بالخصوص سنی حنفی بریلوی کے عقیدہ کو تقویت پہنچانے اور بھٹکے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں کو راہ راست پر لانے کی غرض سے پیش خدمت ہے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی قرآن کی معروف آیت کریمہ اور اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

Marfat.com

وَفِی الْاٰخِرَةِؕ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰهِؕ ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ؕ (یونس:۶۲ تا ۶۴)

ترجمہ کنزالایمان: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں جو نہ تو نبی ہیں نہ شہید، البتہ ان پر انبیاء اور شہداء قیامت کے دن ان کے قرب الٰہی کی وجہ سے رشک کریں گے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں بتلایئے وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے قرآن کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، ان کا باہم نہ کوئی لین دین ہے نہ کوئی رشتہ دنیاوی، اللہ تعالیٰ کی قسم! ان کے چہرے نور ہونگے اور وہ نور کے منبروں پر ہونگے جب لوگ ڈریں گے یہ نہ ڈریں گے جب لوگ غمگین ہوں گے تو یہ نہ غمگین ہوں گے اور پھر مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

(ابوداؤد، مشکوۃ شریف ''باب الحب فی اللہ'')

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، شہید وہ ہے جو اللہ کے دین کی حقانیت کی گواہی کبھی دلائل و براہان اور قوت بیان سے دیتا ہے، اور کبھی شمشیر و سناں سے، راہ خدا میں قتل ہونے والے کو اسی لئے شہید کہتے ہیں کہ وہ اپنی جان قربان کرکے دین حق کی صداقت کی گواہی دیتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اولیائے کاملین کا شمار ان شہداء میں ہوتا ہے جو اپنے قول و فعل سے، ظاہر و باطن میں ہر لمحہ ہر لحظہ دین اسلام کی حقانیت کی گواہی دیتے ہیں۔ حتی کہ نفس کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے ''کشتگان خنجر تسلیم را'' کا مژدہ جانفزا پالیتے

Marfat.com

ہیں۔ ایسے ہی نفوس قدسیہ کے لئے لِتَکُونُوْ شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ کی بشارت دی گئی ہے۔ اور انہیں حیات جاودانی کی نعمت سے سرفراز و مالا مال کیا گیا ہے۔

نمبر ۳ ☆ غیر شہید صحابہ کرام کے اجسام مطہرہ محفوظ رہنے کی بہترین دلیل وہ واقعہ ہے جو ماضی قریب، یعنی بیسویں صدی عیسوی میں پیش آیا کہ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وصال کے تیرہ سو برس کے بعد عراق کے بادشاہ فیصل اول اور مفتی اعظم کے خواب میں آئے، اور فرمایا میری قبر میں پانی آرہا ہے۔ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبر میں نمی آرہی ہے۔ اس لئے ہمیں یہاں سے کسی محفوظ مقام پر منتقل کر دیا جائے۔ چنانچہ حج کے دس بارہ روز کے بعد پیر کے دن پانچ لاکھ افراد کی موجودگی میں ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مزارات کو کھولا گیا۔ تو دیکھ کر لوگ حیران رہ گئے کہ تیرہ سو برس گزر جانے کے باوجود ان کے کفن بالکل سفید و سالم اور اجسام مبارک ایسے تر و تازہ نظر آرہے تھے کہ گویا ابھی ابھی ان کا وصال ہوا ہو۔ حالانکہ حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت جابر بن عبداللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا وصال بالترتیب ۳۶ھ اور ۷۶ھ میں ہوا تھا۔ ان دونوں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو وہاں سے نکال کر حضرت سلیمان فارسی ؓ کے مزار پر انور کے قریب قبریں کھود کر انہیں دفن کیا گیا۔

نوٹ ☆: اس تمام کاروائی کو جرمن فلم ساز کمپنی نے 30*20 فٹ بڑی سکرین پر کیمرے کی مدد سے دکھایا تاکہ لاکھوں افراد یہ منظر بآسانی دیکھ سکیں، یہ ایمان افروز منظر دیکھ کر ہزاروں غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے تھے۔

زمانہ ماضی قریب کی بات ہے کہ ملتان شہر کے معروف صوفی بزرگ جناب حضرت ابروارثی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال کے کافی عرصہ بعد غزالی دوراں علامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کو خواب میں آکر فرمایا شاہ صاحب میری قبر میں پانی آنے لگا ہے لہٰذا مجھے کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے۔ علامہ کاظمی نے ڈپٹی کمشنر

Marfat.com

ملتان سے اجازت لے کر قبر کشائی کروائی جب حضرت ابروارثی کے جسد اطہر کو باہر نکالا تو محسوس ہو رہا تھا کہ ابھی ابھی سوئے ہیں خدا کی قدرت اور ولی کا اعجاز دیکھئے کہ جسم تو الگ رہا کفن بھی محفوظ تھا۔ اس واقعہ کے گواہ ہزاروں افراد آج بھی زندہ ہیں۔

واقعہ ۳ ☆: فقیر راقم الحروف کے بزرگ ترین دوست قاضی سید بشیر احمد شاہ ساکن لالہ رخ کالونی غوث اعظم روڈ کے جدّ اعلیٰ حضرت پیر سیّد ایوب شاہ کاظمی قادری کا وصال ۱۷۹۲ء میں ہوا۔ ان کے مزار کی منتقلی کے وقت علاقہ پوٹھوار کے علماء ومشائخ کے علاوہ سینکڑوں لوگ موجود تھے۔ دو سو برس کے بعد ۱۹۹۴ء میں جب قبر کشائی کی گئی تو ان کا جسم مبارک تر وتازہ اور خوشبوؤں سے مہک رہا تھا، جسے دیکھ کر ہر طرف سے سبحان اللہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ آج بھی موضع کوری جو گوجر خان شہر سے سات کلومیٹر دور ہے کی آبادی کے ہزاروں افراد جو اس واقعہ کے چشم دید ہیں وہ گواہ ہیں جس کی تصدیق ان سے کی جا سکتی ہے۔

نمبر ۴ ☆: انبیائے کرام اور شہدائے عظام کے علاوہ جن محبوبان خدا کے اجسام قبروں میں محفوظ رہتے ہیں، انکے متعلق علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام اور شہدائے عظام کے علاوہ اولیائے کرام اور ثواب کے لئے اذان دینے والے مؤذن، اور قرآن کریم حفظ کر کہ یاد رکھنے والے حفاظ کرام کے جسموں کو بھی زمین نہیں کھاتی۔ (شرح الصدور، ص ۲۹۹۔ از امام جلال الدین سیوطی)

نمبر ۵: قرآن کریم میں اللہ رب العالمین کا واضح ارشاد ہے کہ

أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء ۶۹)

ترجمہ ☆: کنز الایمان: جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھ ہیں۔

Marfat.com

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اولیائے کرام کا تعلق صدیقین سے بھی ہے، شہداء سے بھی اور صالحین سے بھی۔اس لئے کہ صدیقین کا شہداٗ سے افضل ہونا تو اس آیت مبارکہ سے ثابت ہے کہ چونکہ شہدا زندہ ہیں، اس لئے یقیناً اولیائے صدیقین بھی زندہ ہیں۔ اور اولیائے صالحین بھی کیونکہ وہ ملحق بالشہداء ہیں۔

علامہ قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اسی بناء پر صوفیائے کرام نے فرمایا کہ ہماری روحیں ہمارے جسم ہیں، اور ہمارے جسم ہماری روحیں ہیں۔۔اور بے شمار اولیائے کرام سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ اپنے دوستوں کی مدد فرماتے ہیں، اور انکے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور جسے اللہ چاہے اسے ہدایت دیتے ہیں۔

بعد وصال صدیقین کو برزخی حیات میں شہداٗ سے اعلیٰ مقام حاصل ہے۔اور اولیائے صالحین بھی شہداٗ کے ساتھ زندہ ہیں۔قرآن کریم میں ان نفوس قدسیہ کا اس ترتیب سے مذکور ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے (تفسیر مظہری، سورۃ بقرہ، آیت ۱۵۴)

نمبر ۶ ☆: حضرت محدث مُلّا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ وَلٰكِنْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارِ الْفَنَاءِ اِلٰى دَارِ الْبَقَاءِ

ترجمہ: اللہ کے ولی مرتے نہیں، بلکہ وہ دار فنا یعنی دنیا سے دار البقاء یعنی آخرت کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۴۱)

نمبر ۷ ☆: دیوبندیوں کے مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنی کتاب میں لکھ کر اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اولیائے کرام بحکم شہداٗ (زندہ) ہیں اور مشمول آیت **بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ** کے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۳)

نمبر ۸ ☆: دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی ایک حدیث نقل کرتے ہوئے

Marfat.com

رقمطراز ہیں کہ قیامت میں بعض انبیاء بعض اولیاء پر رشک کرینگے۔

(اشرف الجواب: حصہ دوئم صفحہ ۱۶۸)

نمبر ۹ ☆: یہی مولوی اشرف تھانوی دیو بندی اپنی کتاب میں حضرت ضامن شہید چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ایک صاحب کشف حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے، بعد فاتحہ کہنے لگے بھائی یہ کون بزرگ ہیں۔، بڑے دلگی باز ہیں۔ جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو مجھ سے فرمانے لگے جاؤ کسی مردے پر فاتحہ پڑھو، یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو۔ یہ کیا بات ہے جب لوگوں نے بتلایا کہ یہ شہید ہیں۔ (ارواح ثلاثہ صفحہ ۱۸۸)

نمبر ۱۰ ☆: صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اولیائے کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں، ان کے علم وادراک اور سمع وبصر پہلے کی نسبت بہت زیادہ قوی ہیں۔''

نمبر ۱۱ ☆: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں اس واقعہ کو روایت کیا ہے کہ ایک دن ایک عورت کا انتقال ہوا، میں نے کفن چرانے کی غرض سے اس کی قبر کھودی، جب میں نے اس کے کفن پر ہاتھ ڈالا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑلیا اور کہا (سُبْحَانَ اللّٰہِ رَجَلٌ مَغْفُوْرٌا) ترجمہ: سبحان اللہ جنتی ہو کر جنتی کا کفن چراتا ہے، میں نے کہا میں جنتی کیسے ہو گیا۔ تو وہ بولی۔ کیا تو نے میرے جنازے کی نماز نہ پڑھی تھی؟ میں نے کہا ہاں! پڑھی تھی اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جو بھی میرے جنازے کی نماز پڑھے گا میں اسے بخش دوں گا۔ وہ کہتا ہے کہ میں اسی وقت سچے دل سے تائب ہو گیا۔ (شرح الصدور صفحہ ۲۰۵)

نوٹ ☆: اس واقعہ کو مولوی اشرف علی تھانوی دیو بندی نے بھی اپنی کتاب اشرف المواعظ صفحہ ۱۳۰ پر نقل کیا ہے،

قارئین کرام ☆: قرآن وحدیث اور صحابہ کرام اولیائے عظام اور اغیار کی کتابوں

Marfat.com

میں درج واقعات کی روشنی میں اولیائے کرام کی بعد از وصال زندگی کے روشن دلائل سے ثابت ہوگیا کہ اللہ کے ولی بعد از وصال اپنی قبور میں زندہ ہیں۔اور بعد از وصال بھی ان سے کرامات وتصرفات کا صدور ہوتا ہے، اور ان کی قبور سے نفع پہنچتا ہے اور فیض ملتا ہے، جیسا کہ ایک صالحہ کی نماز جنازہ پڑھنے سے کفن چور کی بخشش ہوگئی۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیائے کاملین بعد از وصال بھی بھٹکے ہوؤں کو راہ راست پر لانے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

انہی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے اسی فیصلہ ہفت مسئلہ میں فرمایا کہ لفظ عرس ماخوذ اس حدیث سے ہے **نم کنومته العروس**

یعنی بندہ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام سے سوجا کیونکہ موت مقبولان الہ کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھ کر کون سی عروسی ہوگی چونکہ ایصال ثواب بروح اموات مستحن خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور پیر بھائیوں سے ملنا موجب زیادہ محبت وتزاید برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اس میں جس سے عقیدت ہو اس کی غلامی اختیار کرلے اس لئے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلہ کے لوگ تاریخ مقرر پر جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہوجائے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن وطعام کا ثواب بھی پہنچایا جائے۔

یہ مصلحت ہے تعین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو خاص یوم مقرر کرنا اس میں اسرار پوشیدہ ہیں ان کا اظہار ضروری نہیں چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی اجازت ہے اس لئے تجدید حال اور ذوق وشوق کیلئے بھی سماع ہونے لگیں عرس کی اس قدر اصل ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہوتا بعض علماء نے بعض حدیثوں سے بھی استنباط کیا ہے رہ گیا شبہ حدیث **لاتتخدو اقبری عیدا** کا سو اس کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلا لگانا اور خوشی کرنا اور زینت اور آراستگی کا اہتمام یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے

Marfat.com

عبرت وتذکرہ آخرت ہے نہ غفلت اور زینت کیلئے اور یہ معنی نہیں کہ قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ میں قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس کے بھی منع ہو حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً اور اجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرآن وطعام بھی جائز اور تعین بہ مصلحت بھی جائز ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۸۲ حاجی امداد اللہ)

لفظ عرس متفقہ طور پر تمام مشائخ وعلمائے کبار کی اصطلاح میں حدیث نَم کَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَیْهِ سے ماخوذ ہے۔

ترجمہ☆: تو اس دلہن کی طرح سو جا جس کو سوائے اس کے پیارے اور محبّ کے سوا کوئی دوسرا نہیں جگاتا۔

لفظ عرس کے لغوی معنیٰ شادی کے ہیں۔ اور اصطلاحاً کسی بزرگ کے یوم وصال کو عرس کہتے ہیں۔ وصال وصل سے ہے، یعنی دو محبوبوں کے درمیان ملاقات کو وصل کہا جاتا ہے۔ اور موت کا ایک نام وصل بھی ہے۔ جس کو عام اصطلاح میں وصال کہتے ہیں۔ اس وصل کی تائید میں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ (موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملاتی ہے۔) مومنین اولیائے کاملین اور خاصان خدا کے لئے دنیا قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے، اس لئے مومنین، عارفین کے لئے یوم وصال بہت ہی خوشی کا دن ہوتا ہے اس لئے کہ اس میں وصل محبوب کا پیغام ہوتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومنین، صالحین جب اپنی قبروں میں نکیرین کے سوالوں کے جواب میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو فرشتے ان کی قبر میں جنت کی کھڑکی کھول کر جنتی لباس میں ملبوس کر کے جنتی بچھونے پر لٹا کر یوں کہتے ہیں نَم کَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَیْهِ۔ تو اس دلہن کی طرح سو جا جس کو سوائے اس کے پیارے اور محبّ کے کوئی نہیں جگاتا۔

Marfat.com

تو چونکہ اس دن نکیرین نے ان کو عروس (دلہن) کہا ہوتا ہے اور وہ دن یوم العروس یعنی شادی کا دن کہلاتا ہے۔ یعنی محبوب محبّ کی ملاقات کا دن بلکہ اگر یوں کہہ دیا جائے کہ اس کے لئے یہ دن شافع محشر، ساقی کوثر، محبوب خدا، شہ ہر دوسرا، جناب نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت وملاقات کا دن ہے۔ اس لئے کہ شب اسریٰ کے دولہا کونین کے دولہا ہیں اعلیٰ حضرت بھی خوب ارشاد فرماتے ہیں کہ

دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

اور وصال محبوب کا دن بلا مبالغہ یوم العرس یعنی شادی کا دن کہلاتا ہے، کسی عاشق نے اس موقعہ پر خوب کہا۔

آج پھولے نہیں سمائیں گے کفن میں آسی
آج کی رات ہے اس گل سے ملاقات کی رات

عرس مبارک کی حقیقت اور اس کے کرنے کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ اولیائے کاملین کا فیضان ہمہ وقت جاری وساری رہتا ہے، اور ان پاکان امت کے مزارات روحانیت کا منبع وسرچشمہ ہیں، اہل دل حضرات ان مقابر اولیاء سے عرس کے موقع پر ایک خاص وقت میں عجب سرور وکیف اور روحانی لذت پاتے ہیں۔ جس کا تعلق قال سے زیادہ حال سے ہے۔

حکیم الامت مفسر قرآن حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمۃ مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ہشتم باب المعجزات ص ۲۱۳ پر ایک حدیث کے حاشیہ پر رقمطراز ہیں۔

وفات سے مراد شہادت کی موت ہے۔ وفات کے معنیٰ ہیں پورا کرنا۔ کافر کی موت سے اس کی ڈھیل ومہلت کی گھڑیاں پوری ہوتی ہیں وہ پکڑ میں آتا ہے۔

مومن کی موت سے اس کی کام کی گھڑیاں پوری ہوتی ہیں آرام وانعام شروع ہوتا ہے۔ اللہ والوں کی مدت سے ان کی انتظار کی گھڑیاں پوری ہوتی ہیں۔ انہیں وصال یار نصیب ہوتا ہے۔ اس لیے ان کی وفات کو وصال یا عرس کہتے ہیں۔

Marfat.com

نمبر ا: عرس اللہ کے ولی کے وصال والے دن کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ عرس کا خصوصی دن نہ سنت ہے نہ واجب نہ ہی نفل، عرس کا دن مقرر کرنے میں کئی دنیاوی اور دینی مصلحتیں ہیں۔

عرس کے حقیقی معنیٰ بزبانِ تھانوی

دیوبندیوں وہابیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب ''اشرف الجواب'' میں رقمطراز ہیں کہ

اصل حقیقت اس کی یہ تھی کہ عرس کے معنیٰ لغت میں شادی کے ہیں، اور حاصل شادی کا یہ ہے کہ محبّ کا محبوب سے وصل ہو۔

پس چونکہ ان حضرات کی موت انکے لیے وصل محبوب ہے۔ اس لیے اُن کے یوم وصال کو یوم العرس کہتے ہیں۔

نیز ایک روایت میں بھی آیا ہے کہ جب کسی مقبول بندے کی وفات ہوتی ہے اور فرشتے اس کی قبر میں آ کر سوال کرتے ہیں تو سوال وجواب کے بعد کہتے ہیں ''نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ'' تو وہ دن ان لوگوں کے لیے یوم العروس ہوا۔ اسی کو ایک بزرگ خوب کہتے ہیں

خوشا روزے و خرم روزگارے
کہ یارے برخورد از وصل یارے

اور گو کہ وصل ان لوگوں کو دنیا میں بھی ہوتا ہے تاہم اس وصل میں اور اُس وصل میں فرق ہے کہ یہاں پہ حجاب ہے اور وہاں بلا حجاب جیسا مولانا روم نے فرمایا

گفت مشکوف و برہنہ گو کہ من
مے نہ گنجم باصنم در پیرہن

اگر چہ خداوند تعالیٰ جسم اور لوازم اور عوارضِ جسم سے پاک ہے۔ لیکن یہ مثال کے لیے جاتا ہے اور جیسا کہ حضرت غوثِ پاک فرماتے ہیں

Marfat.com

بے حجابانہ درآ ازدرِ کاشانۂ ما
کہ کسے نیست بجز درد تو درخانۂ ما

مولانا تھانوی کہتے ہیں کہ یہ کیفیت تو وہاں کے وصال کی ہے اور دنیا میں بوجہ حجاب اور سیری نہ ہونے کے اُن کی حالت یہ ہوتی ہے کہ

دل آرام در بردلِ آرام جو
لب از تشنگی خشک و برطرف جو

اور چونکہ مرنے کے بعد یہ دولت نصیب ہوتی ہے۔ اس لیے وہ تمنائیں کرتے ہیں اور شدت شوق میں یوں کہتے ہیں کہ

اور چونکہ ان حضرات کو مرنے کی خوشی ہوتی ہے، اس لیے اس میں نہایت مطمئن ہوتے ہیں۔

چنانچہ ایک نقشبندی بزرگ کی حکایت ہے کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ جب میرا جنازہ لے چلو تو ایک شخص ساتھ ساتھ یہ اشعار پڑھتا چلے

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً لِلّٰہ از جمالِ روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ماء
آفریں بردست و برباز وئے تو

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا تھانوی کہتے ہیں۔

کیوں صاحب کیا بے اطمینانی میں کسی کو ایسی فرمائشوں کی سوجھ سکتی ہے۔ یہ غایتِ فرحت کا اثر تھا۔

حضرت سلطان نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کی حکایت مشہور ہے کہ جب آپ کا انتقال ہو گیا اور جنازہ لے چلے تو ایک مرید نے شدتِ غم میں درد کے ساتھ یہ اشعار پڑھے

سرو سیمینا بصحرا می روی
سخت بے مہری کہ بے ما میروی

Marfat.com

اے تماشۂ گاہِ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشہ مے روی

لکھا ہے کہ ہاتھ کفن کے اندر بلند ہو گیا، صاحبو ایک ایسا شخص جس کی یہ حالت ہو کہ

پابدستی دِگرے دست بدست دِگرے

کیا اس کو وجد ہو سکتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ واقعی بے حد فرحت کا دن ہوتا ہے۔ آگے چل کر اسی صفحے پر اس بحث کو ختم کرتے ہوئے تھانوی صاحب رقمطراز ہیں کہ بزرگوں کے حالات اور حدیث وغیرہ سے بھی یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ ان بزرگوں کی وفات کا دن یوم العرس ہے۔

(اشرف الجواب۔ از مولوی اشرف علی تھانوی حصہ دوم۔ ۶۶۔۶۵۔۶۴)

نمبر۲ ☆: سب سے بڑی مصلحت یہ ہے کہ اس مقررہ دن اس سلسلہ کے لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ اور عرس میں شرکت کے ساتھ اپنے دلگیر پیر بھائیوں اور اپنے مرشد کے دیگر عقید تمندوں سے ملاقات بھی کر لیتے ہیں جس سے دینی محبت کا اظہار اور اخوت و بھائی چارے کا عمل مظاہرہ بھی ہوتا ہے۔

نمبر۳ ☆: تیسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اہل سلسلہ حضرات میں کچھ حضرات مبتدی ہوتے ہیں اور کچھ واقفان حال اسرار ورموز سے وقفان سے مستفیض ہونے کا موقع ملتا ہے۔

نمبر۴ ☆: عرس کی تاریخ اور دن مقرر کرنے میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ تمام مریدین اور عقیدتمندان اہل علاقہ اور دور ونزدیک والے ایک جگہ جمع ہو کر تلاوت قرآن مجید، کلمہ طیبہ، دیگر اوراد و وظائف اور درود و سلام کا نذرانہ صاحب مزار کی خدمت میں ایصال کر سکیں۔ اور یہی چیز حقیقت میں زائرین کے لئے باعث حصول سعادت و برکات اور ذریعہ نجات و مغفرت کا سبب ہوتی ہے۔

نمبر۵ ☆: عرس کا دن مقرر کرنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض طالبان طریقت کو شیخ کامل کی تلاش کرنے میں آسانی ہوتی ہے اس لئے کہ عرس کے موقع پر مختلف

Marfat.com

خانقاہوں اور آستانوں سے دور دراز کا سفر کر کے دیگر مشائخ و بزرگان دین کی بھی بڑی شرکت ہوتی ہے لہٰذا طالب طریقت کو ان میں سے جس سے چاہیئے عقیدت پیدا ہو جائے اور وہ ان سے بیعت اختیار کر لیتا ہے۔

نمبر ۶ ☆: عرس کی تاریخ تعین کرنے کا سبب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو عرس جس تاریخ میں ہوتا ہے وہ اس تاریخ و وقت اور دن کو یاد آ جاتا ہے۔ وگرنہ آج کے نفسا نفسی کے دور میں پورا پورا سال گزر جاتا ہے کسی کو اسطرف کا دھیان ہی نہیں ہوتا۔ سوائے چند افراد کے۔

عقل میں آنے والی بات

کسی بھی کام کے لئے وقت کا مقرر ہونا اس قدر عام اور ضروری ہو چکا ہے کہ اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے، نقصان کچھ بھی نہ ہے۔ اس کے خلاف واویلہ کرنے والوں کی بات قطعی طور پر نا قابل فہم ہے۔

وقت مقرر کرنے کے بارے میں روزمرہ کی زندگی کو دیکھ لیں۔ کہ وقت کا تعین کئے بغیر کوئی چارہ نہ ہے۔ اور نہ ہی کوئی فرد عملی زندگی میں اس سے انکار کا تصور کر سکتا ہے۔

اور حقیقت تو یہ ہے کہ پابندی وقت اور پابندی عہد جن لوگوں جن قوموں جن و جماعتوں جن اداروں میں نہ ہو وہ بہت جلد زبوں حالی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی افراتفری کی نذر ہو جاتی ہے۔

ان میں ڈسپلن نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی وہ اپنی منزل کو پہنچ جاتے ہیں۔ اگر تھوڑا سا غور اپنی زندگی پر کر لیں تو معترض کا اعتراض ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ وہ یہ کہ ریلوے کا اگر ٹائم ٹیبل نہ ہو تو، اسی طرح ہوائی جہازوں کی آمد و رفت کا وقت مقرر نہ ہو۔ بچوں کے سکولوں اور کالجوں کے امتحانات اور سرکاری ملازمت کے لئے انٹرویو کا وقت پہلے سے متعین نہ ہو تو بتائیے یہ نظام زندگی کیسے چل سکتا ہے۔ اس صورت میں تو تمام نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔

Marfat.com

عرس کے دن کے تعین پر اعتراض کرنے والے حضرات میں سے کوئی ایسا بھی ہے جس نے اپنے بیٹے کا رشتہ اپنے کسی بھائی یا رشتہ دار کے گھر کیا ہو اور منگنی اور شادی و نکاح کا دن مقرر نہ کیا ہو؟

کیا ایسا کوئی موحد ہے جو عرس کا دن اور وقت کا تعین کرنے پر اعتراض تو کرتا ہے مگر اس نے اپنی بچی کا رشتہ دیگر کسی رشتہ دار یا بھائی کو یہ کہا ہو کہ دروازہ کھلا ہے جس دن جس وقت چاہیں بارات لے کر آ جائیں؟

نہیں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ دور و نزدیک کے رشتہ اور رشتہ داریاں تو الگ بات ہیں، ایک ہی گھر میں اپنے سگے بھائی کو رشتہ دے کر یا لے کر کبھی بھی کوئی شخص وقت اور دن مقرر کیئے بغیر نہ ہی بارات لے کر گیا ہے نہ ہی کسی نے اپنے گھر کسی کی بارات بلائی ہے۔

اسی طرح آپ دینی معاملات کو دیکھ لیں کہ نمازوں کا ایک خاص وقت مقرر ہوتا ہے۔ کسی بھی موحد یا معترض نے کبھی ظہر کی نماز مغرب کے وقت اور مغرب کی فجر کے وقت اور فجر کی ظہر کے وقت پڑھی ہے۔

حج کیلئے بھی خداوند قدوس نے ایک دن اور ایک وقت مقرر کیا ہے کیا کسی نے ذوالحج کی بجائے شعبان کے مہینے میں حج پڑھا ہے۔

آجکل بڑے زور و شور سے کہا جاتا ہے کہ عرس کا دن مقرر کرنے سے لوگ کافی تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں اور گڑبڑ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بھگدڑ مچ جاتی ہے اگر قرآن اور درود و سلام ہی پڑھنا مقصود ہوتا ہے تو یہ اجتماع منعقد کیئے بغیر بھی ہو سکتا ہے وغیرہ وغیرہ تو اس کے لئے ہم عرض کرنا چاہیں گے کہ نماز جمعہ اور عیدین کے موقعوں پر جو اجتماع ہوتا ہے اور تمہارے مدرسہ میں جو اجتماع ہوتا ہے ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟

اسی طرح نماز تہجد، اور اشراق اور چاشت، اوابین کے وقت کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے مقرر کرنا اس کے علاوہ دیگر بہت سے دینی امور کے لئے بھی خدا اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی طرف سے دن اور وقت مقرر کیئے گئے اور پھر

Marfat.com

دیکھیں قران پاک اٹھائیں۔ اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا فَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیٓ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰت ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا وَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ خدا کی رحمت کے ایام انہیں یاد دلاؤ۔ یعنی ان دنوں کی عظمت بیان کرو جن میں قدرت کی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ خداوند عالم نے ان دنوں کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔ جو خصوصیت اور عظمت کے اعتبار سے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ اور ان دنوں کی یادگار قائم رکھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

اس کارخانہ قدرت پر نظر ڈالیں تو اس کا ایک ایک پرزہ اس کی ایک ایک کل اپنی اپنی جگہ اس طرح سرگرم عمل ہے کہ اس سے سرمو انحراف کہیں نظر نہیں آتا، خود اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لئے وقت مقرر کیا ہوا ہے۔ اور اس نظام عالم میں اس کے وقوع کے لئے اسباب خلق فرمائے ہیں۔

بچپن، جوانی، بڑھاپا سب اپنے اپنے وقت سے آتے ہیں موت کا ایک وقت مقرر ہے، بارش، گرمی، سردی، خزاں، بہار، سب کے اوقات متعین ہیں۔ درختوں سے پھل پودوں سے پھول پتے خزاں بہار سب کے اوقات متعین ہیں۔ درختوں سے پھل پودوں سے پھول پتے زمین سے گندم، چاول دیگر اجناس سبزی، سب کے لئے وقت مقرر ہے، اسی طرح آفتاب، ماہتاب، ستاروں کے طلوع وغروب کا ایک خاص نظام ہے، غرض یہ سب نظام فطرت، اس قدر مربوط اور متعین ہے کہ کہیں تغیر وتبدل کا احساس بھی نہیں ہوتا، عقلاً یہ شواہد اس قدر مضبوط ہیں کہ مزید استدلال کی حاجت نظر نہیں آتی، قرآن وحدیث بھی اس حقیقت کے ہمنوا ہیں۔

عرس مقدس کے دن اور وقت مقرر کرنے کے جواز واستحسان پر خیر القرون سے آج تک تمام اہل اسلام واہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے کہ اور عرس منعقد کرنا جلیل القدر بزرگوں کا طریقہ ہے، آیئے اس سلسلہ میں ہم سب سے پہلے علمائے دیوبند کے پیرومرشد حاجی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے ان کے طرز عمل کا ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔

Marfat.com

ملاحظہ فرمائیں قول حاجی امداداللہ صابریؔ تعین وتاریخ تو یہ بات تو تجربے سے معلوم ہوئی۔کہ جو امر کسی وقت میں معمول ہواس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہوتا رہتا ہے۔اورنہیں تو سالہا سال گزرجاتے ہیں۔کبھی خیال بھی نہیں آتا۔اس قسم کی مصلحتیں ہیں۔اس امرمیں جن کی تفصیل بہت طویل ہے۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۷)

نمبر۹ ☆: یہی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابریؔ جو ہر دو جماعت (دیوبندی) بریلوی حضرات کے مسلمہ بزرگ ہیں۔انہوں نے اپنی کتاب ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' میں جوازعرس پرزوردیتے ہوئے خوداپناعمل یوں بیان کیا ہے کہ

فقیرکامشرب اس امرمیں یہ ہے کہ ہرسال اپنے پیرومرشد کی روح مبارک پرایصال ثواب کرتاہوں۔اول قرآن خوانی ہوتی ہے۔اورگاہ گاہ اگر وقت میں گنجائش اور وسعت ہوتو مولودشریف پڑھاجاتا ہے۔اور ماحضرت کھانا کھلایا جاتا ہے۔اوراس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔

حضرت حاجی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابریؔ رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں اقوال سے تعین عرس اور جوازعرس کا پتہ چلا کہ یہ مستحسن عمل ہے جوزمانہ قدیم سے جاری ہے۔اور بوقت فاتحہ کچھ تبرک رکھنا کھانے یالنگر کا اہتمام کرنا کوئی نیا طریقہ نہیں بلکہ قدیم بزرگوں کاعمل اورطریقہ ہے بلکہ اس کو اگر سنت بھی کہا جائے تو بے جانہ ہوگا۔اب آیئے علمائے دیوبند کے استادوں کے خانوادے کے بڑے بزرگ جو برصغیر میں علمی لحاظ سے اپنا خاصہ مقام رکھتے ہیں، اور علمائے دیوبند بالخصوص علمی میدان میں انکے متبع نظر آتے ہیں۔دیکھئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب میں عرس مبارک کے بارے اپنے بزرگوں بالخصوص اپنے والدگرامی حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا لکھتے ہیں۔

نمبر۱۰ ☆: حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی جنکا اصلی نام قطب الدین ہے، جوان کی

Marfat.com

پیدائش سے پہلے حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ نے بشارت دی تھی کہ تمہارے گھر لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام قطب الدین رکھنا، پھر ایسا ہی ہوا پیدائش کے بعد ان کا نام قطب الدین ہی رکھا گیا۔ مگر شہرت ولی اللہ کے نام سے پائی۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ خرد کبھی کبھی اپنے والد خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کیا کرتے تھے۔ حضرت والد صاحب (شاہ عبدالرحیم) فرماتے تھے کہ میں نے کئی مرتبہ دیکھا ہے کہ کوئی شخص ان کے پاس آ کر کہتا کہ چاول میرے ذمے اور دوسرا آ کر کہتا کہ گوشت میرے ذمے۔ تیسرا آ کر کہتا کہ فلاں قوال کو میں لاؤں گا۔ اسی طرح دوسرے انتظامات بھی ہو جاتے۔ خواجہ خرد اس میں کوئی تکلف نہیں کرتے تھے۔ (انفاس العارفین: ۴۳)

نمبر ۱۱☆ : یہی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ایک اور بزرگ کا واقعہ نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ ایک مرتبہ مخدوم جمال الدین قدس سرہٗ کے عرس کے دن حضرت شاہ ولی اللہ موضع پھلاوہ آپ کی قبر شریف کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔

وہاں بھیڑ بہت تھی۔ آپ کی قبر شریف کو چومنے میں کثرت سے لوگ مصروف تھے۔ آپ نے تھوڑی دیر وہاں توقف کیا۔ پھر مقبرہ سے باہر آ کر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا جب تک انسان زندہ رہتا ہے جس قدر بھی وہ اللہ کی یاد کرتا ہے اس کو ترقیات حاصل ہوتی ہیں۔ اور جسمانی تعلق کی وجہ سے۔

بشریت اور اجسام کے بندھنوں سے پوری طرح چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ اور جب وہ اس جہاں سے رخصت ہو جاتا ہے اس وقت اس کو بشریت کے عوارض سے پوری طرح نجات حاصل ہو جاتی ہے اور اس پر لاہوتی صفت غالب آ جاتی ہے۔ لہٰذا وہ مسجود خلائق ہو جاتا ہے۔ (القول الجلی صفحہ ۴۹۵، ۴۹۴)

قارئین کرام☆ : یہ گیارہ حوالہ جات آپ کی نذر کئے ہیں۔ اس سے آپ بخوبی

Marfat.com

عرس مبارک کے جواز، عرس مبارک کے دن کے تعین، اور عرس میں قرآن خوانی، نعت خوانی، قوالی، لنگر، اور عوام وخواص کا بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دینے کے مسئلے پر قرآن وحدیث اور بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دینے کے مسئلے پر قرآن وحدیث اور بزرگان دین کے اقوال سے معترضین کے جوابات کے بارے میں تو سمجھ گئے ہوں گے۔ مگر ہمارے ہاں تو الٹی گنگا بہہ رہی ہے جس قدر مرضی دلائل دے دیں۔ مگر معترض چونکہ معترض ہے اور وہ اپنے غیر ملکی آقاؤں کا حق نمک ادا کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے اعتراض کبھی ختم نہیں ہوتے۔

بسا اوقات مختلف تقریبات عرس میں یہ لوگ علمائے اہل سنت کو دوران عرس کوئی رقعہ بھیج کر اور بالخصوص عوام اہلسنت اور بزرگوں کے عقیدتمندوں کو مختلف حیلے بہانوں سے پریشان کرتے ہیں، مگر ہم اہل سنت و جماعت ایسے لوگوں کی ان تمام حرکات وسکنات کا منہ توڑ جواب رکھتے ہیں۔ اس سے پہلے بھی لاجواب وشرمندہ ہوئے اور آئندہ بھی ناکامی انکا مقدر ہوتی رہے گی۔ اب آیئے معترض کا ایک اور اعتراض جس کو سننے کے بعد ہم یہ کہنے پر مجبور ہو جائینگے وہ لوگ عقل سے خالی ہیں ان کی بات میں کوئی وزن نہ ہے۔

معترضین ایک اعتراض اکثر یہ بھی کرتے دیکھے اور سنے گئے کہ دیکھیں جی۔ عرس کے موقع پر یہ سجاوٹ، شامیانے، اور درباروں کو سجانا رنگین الیکٹرک مرچیں لگانا جن سے ان کو بہت زیادہ تکلیف بھی ہوتی ہے، ختم کی چیزیں سامنے رکھ کر ختم پڑھنا۔ اور لنگر میں گوشت، مرغ تنجن، بریانی، زردہ، کھچڑا، اور دیگر ضیافتی چیزیں یہ کونسی شریعت یا طریقت میں ہیں یہ سب اسراف ہے، اس کو ختم ہونا چاہیئے۔

حضرات محترم معترض کا یہ اعتراض عقل میں نہ آنے والی بات ہے۔ اور نہ ہی اس کا شریعت طریقت اور اخلاقیات سے تعلق ہے۔ اس کا جواب اس سے پہلے ان کے بزرگوں کے حوالے سے گزر چکا ہے مزید جواب ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر ۱ ☆: آنے والے مہمانوں کے لئے دریاں، قالین، بچھانا، دھوپ اور دیگر موسمی

Marfat.com

اثرات سے بچنے کے لئے شامیانہ لگانا، روشنی کرنا، عرس والی جگہ کو پاک صاف کر کے خوبصورتی سے سجانا۔ اس جگہ کو خوشبو سے معطر کرنا، یہ سب آداب مجلس ہیں۔ اور جہاں کہیں کسی تقریب میں لوگ جمع ہوں گے۔ ان تکلفات کا انتظام ناگزیر ہے۔

موت کا اجتماع ہو یا شادی بیاہ کی تقریبات جب بھی لوگ اس جگہ جمع ہوں گے ان کی اسائش وآرام کے لئے اس قسم کے انتظامات ضروریات میں سے ہیں ان میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے، کیا کوئی معترض قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت کرسکتا ہے کہ مہمانوں کی ضیافت، ان کے آرام وآسائش کا خیال رکھنا جگہ کو پاک وصاف کرنا منع ہے؟

نمبر ۲ ☆: عرس مبارک کی رسومات میں سے کوئی رسم بھی غیر شرعی نظر نہیں آتی۔ سب سے پہلی بات یہ کہ عرس مقدس کی یہ رسومات ہر سلسلہ میں مختلف اور ہر سلسلہ میں قدیم زمانہ سے جاری ہیں۔ ان کے متعین کرنے والے صدیوں قبل کے بزرگ آج کے توحید پرست سے زیادہ توحیدی بلکہ وہ قالی توحیدی نہیں بلکہ حالی توحیدی اور وہ بھی ایسے کہ فنافی اللہ کے مقام پر فائز تھے۔ کیا انہوں نے ان رسومات کو متعین کرتے وقت توحید ورسالت پر غور نہیں کیا ہوگا؟

کیا وہ ان محرکات سے آگاہ نہ تھے؟ کیا معترض ان سے زیادہ توحید پرست ہے؟ کیا معترض ان سے زیادہ علم رکھتا ہے؟ نہیں بلکہ فقیر دعویٰ سے کہہ سکتا ہے کہ ان لوگوں کے علم وعرفان کی تو ان بیچاروں کو ہوا بھی نہیں لگی ہوگی۔ یہ بیچارے اپنے آپ سے بے خبر ہیں، ہمارے سلاسل طریقت کے بزرگوں اور انکی ایجاد کردہ رسومات اور طریقوں کو کیا جانیں؟

عرس میں کیا ہوتا ہے؟

ذرا غور فرمایئے کہ عرس کے موقع پر ملک وملت صاحب مزار کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی، پھر اس کے علاوہ سلسلہ حمد ونعت ومناقبات، پھر ختم شریف اور شجرہ بزرگان، بعد لنگر طعام ماحضرت، اختتام، پر ملک وملت کی سلامتی اور حاضرین کیلیۓ دعا۔ سرکار مدینہ ﷺ سال میں ایک مرتبہ بمع صحابہ شہدائے بدر وحنین کی قبروں پر

Marfat.com

تشریف نہ لے جا کر دعا نہ فرماتے، پھر اس عمل کو صحابہ نہ دہراتے، سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبروں پر جانا اور صحابہ کو ہمراہ لے جانا اور قبروں پر جانے کا حکم دینا اور پھر امت کے لئے یہ فرمانا مَنْ ذارا قبری وَاجبت لَهٗ شفاعتی کہ جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی۔

اگر غور فرمائیں کہ یہ اولیائے کاملین بھی تو نائب مصطفی ﷺ ہیں۔ یہ یہی تو وہ لوگ ہیں جو ورثۃ الانبیاء ہیں۔تو پھر ان کی قبروں اور مزارات پر جانا اور فاتحہ یا قرآن پڑھنا کیونکر غلط ہوسکتا ہے۔

عرس کے موقع پر اگر حمد و نعت اور مناقبات پر کسی کو اعتراض ہے تو بتائے کیا حمد اور رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں نعت پڑھنے میں کونسی قباحت ہے؟ اور بزرگوں کی شان میں مناقبات پڑھنا کیونکر برا عمل ہوسکتا ہے؟ جبکہ علمائے دیوبند کے پیرومرشد الحاج شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اپنے بزرگوں کی ایک منقبت میں اس طرح تعریف کرتے ہیں۔

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تمہارے سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجاء
آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

اس کے علاوہ مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی ان کے علاوہ دیگر اکابرین دیوبند کی لاتعداد مناقبات ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ طوالت کی خاطر نہیں دے سکتا۔ وگرنہ ان کے حوالہ جات کا ایک ذخیرہ فقیر کہ کتب خانے میں موجود ہے۔ جس کا انکار ناممکن ہے۔

نمبر۴ ☆ : عرس مبارک میں ختم شریف پڑھنا، شجرہ طیبہ کی تلاوت کرنا یہ بھی ایک اچھا عمل ہے۔ جیسا کہ علمائے دیوبند کے سرتاج وروحانی پیرومرشد حضرت حاجی امداد اللہ

Marfat.com

مہاجر مکی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ میں اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی سوانح حیات لکھنے والے مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے شمائم امدادیہ اور اپنے ملفوظات کی دس جلدوں اور اشرف الجواب میں اس عمل کو نہ صرف جائز کہا بلکہ خود بھی اس پر عمل پیرا تھے۔ اور مریدین کو بھی عمل کی ترغیب دی۔

اس کے موقع پر حاضرین میں لنگر طعام ماحضرت کا پیش کیا جانا یہ بھی ایک اچھا عمل ہے۔ جو احادیث، اقوال صحابہ، اور اولیائے کرام کے طریقہ پر ثابت ہے۔ اور ویسے بھی بھوکوں کو کھانا کھلانا ایک مستحسن عمل ہے۔

آیئے برصغیر کے معروف عالم دین حضرت مفسر قرآن حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک واقعہ پیش خدمت ہے جس سے بہت سے اعتراضات کا جواب مل جاتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہر سال اپنے والد گرامی حضرت شاہ ولی اللہ کا عرس کیا کرتے تھے، ان پر ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے یہ اعتراض کیا۔ کہ تم نے عرس کو فرض سمجھ لیا ہے یہی وجہ ہے کہ سال بسال کرتے ہو۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی نے اس کا دندان شکن جواب دیا۔ وہ ان کتاب سے جو بعینہٖ نقل کیا جارہا ہے۔

ایں طعن مبنی است بر جہل احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شریعہ مقررہ، ہیچ کس فرض نمی داند۔ آرے زیارت قبور و تبرک بقبور صالحین و تلاوت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علماء و تعین روز برائے آں است کہ آن روز ندکر انتقال ایشاں باشند۔

ترجمہ ☆: یعنی اس طعن کا سبب جس پر طعن کی جاتی ہے اسکی حالتوں سے ناواقف ہونا ہے، کیونکہ فرائض شرعیہ کے سوا کوئی شخص فرض نہیں جانتا، البتہ زیارت قبور اور صالحین کی قبروں سے برکت حاصل ہونا۔ تلاوت قرآن اور دعائے خیر شرینی اور کھانا تقسیم کرنا مستحسن اور باتفاق علماء جائز ہے،

Marfat.com

اسی سلسلہ میں مرشد عرب و عجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا قول بھی ملاحظہ فرمائیں۔ کہ جواز عرس اور طعام فاتحہ کیوں جائز ہے۔

مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ یہ سب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں۔ باہم ملاقات ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن وطعام کا ایصال ثواب بھی پہنچا دیا جائے۔ یہ مصلحت ہے تعین یوم میں۔ خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اس میں اسرار مخفیہ ہیں ان کا اظہار ضروری نہیں۔

جو کہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے۔ اس لئے تجدید حال اور یاد ذوق وشوق کیلئے کچھ سماع بھی ہونے لگا۔ پس اصل عرس کی اسی قدر ہے۔ اور اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ٦ کلیات امدادیہ صفحہ ٨٢)

عرس کے جواز ختم شریف قرآن خوانی نعت خوانی، مناقبات، شجرہ شریف اور لنگ طعام ماحضر کے بارے میں اس قدر استدلال اور دلائل کافی ہیں۔ وگرنہ صرف علمائے دیوبند کی ہی کتابوں سے انکے قول وفعل کو اگر بطور دلیل پیش کیا جائے تو یہ کتاب کافی طویل ہو جائے گی۔ عقل مند اور اہل علم ودانش وطالبان حق کیلئے اتنا ہی کافی ہے اور ہمارے معمولات پر ان کے پیر ومرشد کا موقف آپ کے سامنے آچکا ہے اب آپ خود سوچیں کہ جو اپنے مرشد کی ہی بات کو نہ مانے وہ کون؟

نمبر ۵ ☆: معترضین عرس مقدس کے بارے میں فی زمانہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ چونکہ عرسوں میں بہت سی ایسی رسومات داخل ہوگئی ہیں۔ جو شرعاً بالکل ناجائز ہیں، مثلاً عورتوں اور مردوں کا اختلاط ہوتا ہے۔ جس سے بے حیائی کو فروغ ملتا ہے۔ ناچ گانے، راگ رنگ، اور قوالی کا انعقاد ہوتا ہے۔ مزید برآں یہ کہ مزارات کا طواف، اور قبر کے سامنے سجدہ تعظیمی کیا جاتا ہے۔ اس لئے عرس قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔

اعتراض کا جواب

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی عرس میں اس قسم کی واہیات وخرافات اور ناجائز

Marfat.com

باتیں ہوتی ہیں۔ تو یہ باتیں یقیناً اہل سنت و جماعت اور بزرگان طریقت اور ایک عام مسلمان کی نظر میں جائز نہیں ہیں اور نہ ہی ہم انہیں جائز کہتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض جگہ اور بعض موقعوں پر اس قسم کی لغویات ہوتی ہیں۔ یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ چرس، بھنگ اور دیگر منشیات سر عام استعمال کی جاتی ہیں، بازار حسن سجایا جاتا ہے اور اپنے خریداروں کی مانگ میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جوئے کے اڈے جمائے جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

مگر یہ بتائیے کیا کوئی انصاف پسند یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ تمام فضولیات ولغویات عرس مبارک کا حصہ ہیں۔ یا صاحب عرس کی اس میں کوئی اجازت یا مرضی ہے۔ نہیں نہیں۔ بلکہ ہم یہ دعوے سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ مستند خانقاہیں آج بھی اس سے پاک ہیں۔ مزارات اولیاء پر اس قسم کی گھٹیا حرکات وسکنات اور لغویات کو عرس کا نام نہیں دیا جا سکتا، اور نہ ہی انہیں جائز اور پسندیدہ قرار دیا جا سکتا ہے اور اس تمام کام کے ذمہ دار معاشرے کے بدقماش افراد ہوتے ہیں۔ جن کا شریعت سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اور ایسے پروگراموں کی سرپرستی حکومتیں کرتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

جہاں تک صاحبان علم و دانش، ارباب طریقت و شریعت کا تعلق ہے۔ وہ کئی مرتبہ تحریراً وتقریراً عملاً، نقلاً ہر طرح سے ایسے افعال مذمومہ کی مذمت کر چکے ہیں۔ جہاں کہیں ایسی حرکات، خرافات، لغویات پائی جاتی ہو۔ ان کو ہر طرح سے روکنا اور ایسے لوگوں کی اصلاح کرنا ہر کلمہ گو مسلمان پر ضروری ہے۔ اگر کوئی ان خرافات کو روکنے کی بجائے نفس عرس ہی کو حرام قرار دینا شروع کر دے تو یہ کہاں کی دانشمندی ہے۔

یہ تو ایسے ہی کہ کسی کی ناک پر مکھی بیٹھ جائے تو بجائے مکھی کو اڑانے کے ناک ہی کاٹ یا توڑ دی جائے۔ کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

مذموم حرکات سے عرس کی اپنی حیثیت میں فرق نہیں پڑتا۔ اگرچہ عوارض لاکھ حرام سہی، مگر ہمارا سوال تو نفس عرس کا ہے۔ کہ منکرین اور معترضین میں اگر صداقت ہے تو عرس

Marfat.com

کی حرمت پر کوئی شرعی دلیل پیش کریں۔

دیکھیں حج پر جانے والے حاجی صاحبان میں سے اگر کوئی شخص اپنی شامت اعمال سے حج کے دوران چوریاں کرنی شروع کرنے لگے، اور بستروں میں چرس اور ہیروئن لے جانا شروع کردیں وہاں سے واپسی پر سونا برائے تجارت لانا شروع کردیں اور حج کے موقع پر ناجائز تجارت کرنے لگے، یا حرم پاک کی بے حرمتی کرنے لگے۔ تو اس وجہ سے کیا آپ حج کو ہی حرام قرار دے دیں گے۔ یا اس شخص میں جو خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ انہیں ختم کرنے کی کوشش کرینگے۔

عقل کا تقاضا تو یہی ہے کہ خرابی کو دور کیا جائے۔ نہ کہ ان خرابیوں کی وجہ سے عامۃ المسلمین کو حج پڑھنے سے روکا جائے۔

سیدھی سی بات ہے کہ بُرے کی بُرائی کو ختم کرنا چاہیئے۔ نہ کہ نیکی کو بند کیا جائیگا۔ یہ کوئی عقل میں آنے والی بات ہے۔ کہ برے کی برائی کی وجہ سے نیک آدمی نیکی چھوڑ دے۔ اسی طرح چور کو چوری چھوڑ کر نیکوں کے ساتھ مل جانا چاہیے۔ نہ کہ نیک نیکی چھوڑ کر چوروں کے ساتھ مل جائے۔ یا ان کا تماشہ دیکھنا شروع کردے۔

آجکل شادی بیاہ میں لاتعداد حرام اور غیر شرعی کام ہوتے ہیں اور ایسی رسمیں داخل ہوگئی ہیں۔ کہ جس کی وجہ سے مسلمانوں کی حالت دگرگوں ہوتی جارہی ہے۔ اور شرفاء کی آنکھیں شرم کے مارے جھکی جارہی ہیں، بہت سی باتیں ایک غیرت مند مسلمان کی قوت برداشت سے باہر نظر آتی ہیں۔

تو کیا ان حرام اور غیر شرعی رسموں کی وجہ سے اصل شادی بھی حرام ہوجائیگی؟ اگر ایسا ہے تو پھر ان معترضین کو فقیر کا مشورہ ہے کہ وہ گاؤں، گاؤں شہر شہر لاؤڈ سپیکر پر اعلان بھی کرائیں۔ اور اپنی مشینری کو حرکت میں لاکر اس موضوع پر قلم بھی اٹھائیں۔ اور عملی طور فتوی بھی جاری فرمادیں کہ لوگو! شادی میں اس قسم کی رسومات پیدا ہوگئی ہیں۔ لہٰذا یہ تمام شادیاں حرام ہیں۔ اور آئندہ بھی اگر کوئی اس قسم کی شادی کرے تو وہ بھی حرام ہوگی۔

Marfat.com

فقیر کا گمان ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ ہرگز ہرگز ایسا نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے کہ ان میں غیرت ایمانی نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں، دوسرا یہ کہ وہ بے چارے ایسی ہی شادیوں میں ہزاروں روپے کے عوض نکاح پڑھا کر روٹی کمار ہے ہیں۔ اس لئے وہ اپنے اور اپنے بچوں کے پیٹ پر لات نہیں مار سکتے۔ تیسرا یہ کہ ان حضرات کے اپنے گھروں اور خاندان میں ایسی لاتعداد شادیاں ہو چکی ہیں۔ وہ بیگم و برادری کے ہاتھوں مجبور ہو کر ان کو نہیں روک سکتے۔ تو ملکی سطح پر ان غیر شرعی حرکات کے خلاف قلمی اور عملی جہاد کیسے کریں گے۔ کیا ایسی تحریک سے ان کی آمدن اور مدرس کے چندے بند نہ ہونگے؟

قارئین کرام ☆: حقیقت تو یہ ہے کہ تقریبات عرس اور زیارات مزارات اہل علم وعرفان کی روح کی بالیدگی اور آسودگی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ علمائے کرام تقاریر کرتے ہیں۔ اہل دانش وصاحبان علم وعرفان اپنے قول وفعل سے ان اجتماعات پر گہرا اثر چھوڑتے ہیں طالبان طریقت کی راہنمائی اور اصلاح کرتے ہیں۔ صاحب عرس کے فیوض وبرکات کی بارش ہوتی ہے۔ انوار وتجلیات کا ظہور ہوتا ہے۔ اہل سماع حضرات اپنے خواجگان کے طریقے پر قائم رہتے ہوئے سماع سے نہ صرف لطف اندوز ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کے روحانی اثرات واردات قلبی والوں سے ہے، جن پر حال وارد ہوتا ہے وہ دوسروں کو بھی خالی نہیں چھوڑتے۔ اور اس کی بنیاد نسبت شیخ اور محبت ہے، اس لئے کہ محبت اس طریق کا پہلا اور ان اعراس کا سب سے بڑا مقصد حصول محبت اور نسبت وتصور شیخ ہوتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو سب کچھ بے کار ہے۔

اہل محبت بزرگوں کے عرس کے موقع پر اپنے روحانی پیشوا کی خدمت میں ہدیہ ایصال ثواب، نذر و نیاز، خوشبویات، عطریات، پھول، چادروں کے غلاف، صندل، دیگر اجناس، بطور نذر پیش کرتے ہیں۔ جو ایک طرح سے اپنی نسبت کا اظہار ہے۔ اور ان تمام چیزوں میں کوئی بھی امر خلاف شرع اور ناجائز وحرام نہ ہے۔

Marfat.com

جہاں تک معترضین کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ان کے دل محبت کی چاشنی سے محروم اور سوز و گداز سے خالی ہیں۔ ایسا دل ان امور اور ان مقامات سے نہ عرفان حاصل کر سکتا ہے، نہ عبرت انکو عادت اعتراض برائے اعتراض جیسی ہے۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ سارا سلسلہ نسبت و عشق کے اظہار کا ضرور ہے مگر ہم ان تمام امور کو ضروریات دین نہیں قرار دیتے۔ نہ ہی یہ فرائض و واجبات میں سے ہے، اس کا تعلق مباحات سے ہے۔ جس سے دین اسلام اور اپنے عقیدہ و قلب و نظر کو تقویت ملتی ہے۔، عشق کی شمع روشن رہتی ہے۔ ایسے عقیدے کا حامل شخص دن بدن ترقی و کمال روحانی کو پہنچتا ہے۔ اس لئے علماء نے اس کو مستحسن قرار دیا ہے، دوسرا یہ کہ سارا معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ الحمد للہ اہل سنت و جماعت اس تمام مستحسن عمل کو اچھی نیت سے کرتے ہیں، اور لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اور یہ بات بھی سو فیصد درست ہے کہ ہم جن بزرگوں کے عرس مناتے ہیں ہم اور ہمارے اجداد انہی بزرگوں کی جدوجہد، محنت شاقہ، اور ان کے علم و عرفان اور ان کی تبلیغی خدمات کی وجہ سے آج مسلمان اور صاحب ایمان نظر آ رہے ہیں، ہم اُنکی اِنہی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے اور ان کے احسان کا شکریہ ادا کرنے کے لیے یہ عرس و فاتحہ کرتے ہیں، وگرنہ آج کے دور میں کس کے پاس اتنا وقت اور فالتو پیسہ کب ہے؟ یہ تو مَن لَّمْ یَشْکُرُ النَّاسَ وَلَمْ یَشْکُرِ اللّٰہ کا معاملہ ہے۔ اور اس میں ان لوگوں کا تصرف بھی شامل ہے۔

خدا تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

گیارھویں شریف کی حقیقت وعرس غوث الاعظم

جب حضور پر نور ﷺ کا وصال باکمال ہوا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور کی بارگاہ میں نذرانہ پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ اور پھر یہ سلسلہ آپ کی تمام زندگی جاری رہا ہے بعدازاں اسی عمل کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم سے ہوتا ہوا حضرت غوث اعظم کے زمانے تک پہنچا۔ حضور غوث پاک نے ربیع الاول شریف کی ۱۲ تاریخ کی بجائے ایک ماہ بعد گیارہ ربیع الآخر کو حضور ﷺ کا میلاد منانا شروع کیا اول دنوں تو سالانہ مناتے رہے بعدازاں یہ سلسلہ اتنا زور پکڑ گیا کہ آپ ہر ماہ کی گیارہ کو سرکار مدینہ ﷺ کا عرس میلاد مناتے پھر یہ عرس اور میلاد چونکہ گیارہ تاریخ کو ہوتا تھا اسی مناسبت کے ساتھ یہ تقریب گیارھویں شریف کے نام سے پوری دنیا عرب وعجم میں مشہور ہوگئی بعض اہل حق صوفیاء فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی حضور غوث پاک کو زیارت ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا عبدالقادر جیلانی تم نے ہمارے لئے گیارہ تاریخ مقرر کی تھی جاؤ تمہیں خوشخبری سنائی جاتی ہے قیامت تک تمہارے نام سے مشہور اور جاری رہے گی حقیقت بالکل واضح ہے کہ سرکار علیہ اسلام کی زبان مبارک سے نکلا ہوا جملہ کبھی خالی نہ گیا۔

تمہارے منہ سے جو نکلی۔ وہ بات ہو کے رہی
کہا جو دن کو ہے شب تو رات ہو کے رہی

قدرت کو ابتدا ہی سے دن دسواں اور رات گیارھویں محبوب ومرغوب رہی ہے۔

چنانچہ ربّ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ولیوں کو آزمانے میں اور پھر اعلیٰ مراتب سے نوازنے کے لیے اکثر یہی تاریخ منتخب فرمائی ہے۔

چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ اسی تاریخ کو حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، حضرت

Marfat.com

نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آتشِ نمرود گلزار ہوئی اور حضرت یوسف علیہ السلام نے کنویں سے نجات پائی، حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی روشنی واپس آئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کو شکست دی اور دریائے نیل میں فرعون کا لشکر غرق ہوا، حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے بطن سے نجات پائی، حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے طویل مرض سے شفا پائی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ربّ کے حضور اپنے لختِ جگر کی قربانی پیش کی، اللہ کے محبوب ﷺ کے پیارے نواسے، حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے جان عزیز کے ساتھ اپنے عزیز و اقارب کے ہمراہ میدانِ کربلا میں اپنی جانوں کا نذرانہ اسی تاریخ یعنی دن دسواں اور رات گیارھویں کو اللہ کے حضور پیش کیا۔

(بحوالہ: ماثبت بسنۃ، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی عجائب المخلوقات، از علامہ قزوینی علیہ الرحمہ)

اسی تاریخی اہمیت کے سبب حضرت پیرانِ پیر دستگیر السیّد نا الشیخ السموات والارض سیّد عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقائے دوجہاں، فخر کون ومکان، امام الانبیاء، شہید ہر دوسرا، حبیب کردگا، نبی مختار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں ہر ماہ دن دسواں اور رات گیارھویں کو ختم شریف و ایصال ثواب کا نذرانہ عقیدت پیش فرماتے تھے۔ اور پھر حضور غوث الثقلین کے بعد یہی تاریخ آپ کے معتقدین ومریدین نے آپ کے عرس پاک کے لیے بھی مختص کردی، جو کہ عرب وعجم عراق وحجاز میں زور و شور اور اہتمام سے جاری وساری ہے اور اللہ کے وعدے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ کے مطابق صبح قیامت تک جاری رہے گی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی سبب سے ہے مشائخوں کے عرسوں کی حفاظت اور ان کی زیارت اور فاتحہ پڑھنا صدقہ دینا اہتمام کرنا اور ان کے آثار اور اولاد کی عزت کرنا۔

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ پیروں کے عرس

Marfat.com

مشائخ کے طریقہ پر صفائی اور سماع سے جاری رکھیں مدینہ منورہ اور مکہ شریف کے لوگ حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کا عرس بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کے مقدس زمانہ سے لے کر آج تک علماء کرام و مشائخ عظام اس عمل پر کاربند رہے ہیں۔ کتب اصول میں ہے۔

المستحب ما احبه العلماء

ترجمہ ☆: مستحب وہ ہے جسے علماء پسند کریں گے بلکہ خود سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: **مار آه المومنون حسنا فهوا عندالله حسن**

ترجمہ ☆: جس کو مومن اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے ایک اور حدیث پاک میں وارد ہے۔ **لا تجتمع امتی علی الضلالة**

ترجمہ ☆: میری امت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہو سکتا مگر تعجب ہے ان لوگوں پر جو اس مبارک کام کو محض ہٹ دھرمی کی وجہ سے ناجائز و حرام کہہ دیتے ہیں۔

علامہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب (قراۃ الناظرہ کے صفحہ ۱۱) پر تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی گیارھویں شریف کا ذکر تھا ارشاد ہوا کہ گیارھویں شریف کی اصل یہ ہے کہ حضرت محبوب سبحانی غوث الصمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ حضور پر نور ﷺ کے چالیسواں کا ختم شریف ہمیشہ گیارہ ماہ ربیع الاخر کو کیا کرتے تھے وہ نیاز اتنی مقبول ہوئی کہ ازاں بعد آپ ہر ماہ گیارہ تاریخ کو نبی کریم ﷺ کا ختم شریف اور نیاز دلانے لگے آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز حضور غوث پاکؓ کی گیارھویں شریف مشہور ہو گئی۔ آج کل لوگ آپ کا عرس بھی ربیع الثانی کی ۱۱ تاریخ کو مناتے ہیں حالانکہ آپ کی تاریخ وصال ۱۷ ربیع الثانی ہے معلوم ہوا کہ گیارھویں شریف اصل میں حضور ﷺ کا عرس مبارک ہے جو غوث پاکؒ کی طرف منسوب ہو گیا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ماثبتہ بالسنہ صفحہ نمبر ۳۸ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے ملک میں گیارھویں شریف کا دن مشہور ہے اور یہی ہمارے

Marfat.com

مشائخ جو پیران پیرؒ کی اولاد سے ہیں کے نزدیک متعارف ہے ایک اور مقام پر آپ نے گیارھویں شریف کو حضور غوث پاک کا عرس قرار دیا ہے اور آپ کی تاریخ وصال بھی گیارہ ربیع الا آخر لکھی ہے۔ (ما ثبت بسنہ صفحہ ۱۳۷)

آپ فرماتے ہیں کہ یہ وہ تاریخ ہے کہ جس پر ہم نے عارف کامل حضرت شیخ عبدالوھاب قادری رحمتہ اللہ علیہ کو پایا ہے یہ حضرت ہمیشہ اسی تاریخ کو حضور غوث پاک کا عرس مبارک کیا کرتے تھے۔

زبدۃ العارفین میں حضرت شاہ شرف الدین بن یحیٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظات میں فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ وتسلیم کے وصال باکمال کے گیارہ دن بعد جب صدیق اکبر خلیفہ ہوئے تو بارھویں دن آپ نے بہت سا کھانا پکوایا تاکہ اس کا ثواب حضور علیہ التحیۃ والثناء کی روح پر فتوح کی نذر کیا جو کہ تمام مدینہ منورہ میں اس کا چرچا ہو گیا تو لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ آج کیا ہے جن کو معلوم تھا وہ فرماتے تھے کہ اَلْیَوْمَ عُرْسِ رَسُوْلَ اللّٰہ یعنی آج رسول ﷺ کا عرس ہے۔

جو لوگ گیارھویں شریف کی حقیقت کا انکار کرتے ہیں اور گیارھویں شریف کو بدعت و حرام کہتے ہیں ان کے تین گروہ ہیں اول گروہ ان لوگوں کا ہے جو کم علمی کی وجہ سے اصول قرآن وحدیث اور صحت معلومات سے معذور ہیں۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو علم کے باوجود دیانت سے کام نہ لیتے ہوئے محض ہٹ دھرمی کی وجہ سے مخالفت کرتا ہے تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو گیارھویں کو احتیاطاً بدعت و ناجائز کہہ دیا کرتے ہیں۔

جو لوگ دیانت علمی سے کام نہیں لیتے اور محض ہٹ دھرمی کی بنیاد پر اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے مصروف عمل ہیں۔ ظاہر ہے یہ لوگ ہماری اس حقیقت کو بوجہ ہٹ دھرمی تسلیم نہ کریں گے۔ مگر گروہ اول و آخر اگر ہماری ان معروضات کو انصاف کی نگاہ سے پڑھیں اور سنیں تو یقیناً غلط فہمیوں کا ازالہ ممکن ہے۔ گیارھویں شریف کا عمل مدتوں سے جاری وساری ہے علماء راسخین اور مشائخ کاملین کا معمول ومقبول ہے

Marfat.com

دیوبندیوں کے مولوی رشید احمد گنگوہی سے کسی نے گیارھویں شریف کے ایصال ثواب کرنے کے بارے سوال کیا کہ گیارھویں شریف کا ختم کرنا جائز ہے؟

جواب میں مولوی صاحب مذکور نے کہا۔ ایصال ثواب کی نیت سے گیارھویں کو توشہ کرنا درست ہے۔ مگر تعین یوم وتعین طعام کی بدعت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اگرچہ فاعل اس تعین کو ضروری نہیں جانتا۔ مگر دیگر عوام کو موجب ضلالت کا ہوتا ہے۔ لہٰذا تبدیلی یوم وطعام کیا کرے تو پھر کوئی خدشہ نہیں۔

اب آیئے انہی گنگوہی صاحب کے پیرومرشد حضرت مولانا حاجی شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ملفوظات پر مشتمل کتاب امداد المشتاق الیٰ اشرف الاخلاق جو گنگوہی صاحب کے شاگرد رشید مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھی ہے۔ اس میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری فرماتے ہیں کے

حنبلی کے نزدیک جمعرات کے دن کتاب احیاء تبرکاً ہوتی تھی جب ختم ہوئی تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف کے بیان کئے گئے۔ طریق نذر نیاز قدیم زمانہ سے جاری ہے اس زمانہ میں لوگ انکار کرتے ہیں۔ (امداد المشتاق الیٰ اشرف الاخلاق، ص ۹۲)

قارئین کرام ☆: ان کی وہابڑوں کی منطق عجیب معلوم ہوتی ہے گنگوہی صاحب کی عبارت کہتی ہے کہ دن کا تعین ناجائز ہے ختم جائز ہے۔ جبکہ گنگوہی صاحب کے پیرو مرشد کہتے ہیں کہ دن کا تعین ہوتا تھا اور جائز ہے۔ اور گنگوہی کے شاگرد اشرف علی تھانوی اپنے مرشد گرامی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دن کا تعین ہوا۔ اور یہ جائز ہے۔ ان کی دورنگی کا اندازہ خود لگائیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ ان میں جو اٹھتا ہے اس کی بولی اور مرضی عقیدہ اپنا ہوتا ہے۔

حضرات گرامی ☆: دیکھئے کتنا سیدھا سا سوال تھا۔ اور اصل سوال کا جواب کہ ایصال ثواب کی نیت سے گیارھویں کو توشہ کرنا درست ہے۔ آگے چل کر مولوی صاحب اپنی فطرت کے مطابق تعین یوم وتعین طعام بدعت ہے، یہ الفاظ لکھ کر مولوی صاحب نے عوام

Marfat.com

میں ایک ابہام پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اس لئے کہ گیارھویں کرنے ولا، یا کوئی بھی اچھا عمل کرنے والا کسی دن کا تعین تو ضرور کرے گا۔ لفظ گیارھویں خود گیارہ تاریخ واضح کررہا ہے۔ لہٰذا گیارھویں گیارہ کو ہی ہوئی۔ مگر ہمارے عوام وخواص میں گیارہ تاریخ فرض وواجب اور سنت کے درجہ میں نہ ہے۔ بلکہ اس مقصد کے لئے کوئی بھی دن متعین کر کے حضور غوث اعظم کی روح مبارک کو ایصال ثواب کر دیا جاتا ہے۔

رہا تعین طعام تو برصغیر پاک وہند میں کوئی مولوی یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ ہم نے طعام میں کوئی مخصوص قید لگائی ہے۔ یہ تو حضور غوث الاعظم کی بارگاہ میں ایک نذرانہ ہے جو استطاعت کے مطابق پیش کیا جاتا ہے۔ چاہے وہ کچھ بھی ہو۔ سیدھی سی بات کو ایک دولفظوں میں الجھا کر عوام میں ابہام پیدا کرنا ان لوگوں کا وطیرہ خاص ہے، وگرنہ ایصال ثواب کوئی نیا طریقہ نہیں بلکہ یہ تو زمانہ قدیم سے مروجہ ہے۔

نمبر۶ ☆: علمائے دیوبند معروف عالم اور تبلیغی نصاب کے مصنف شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا سہارنپوری بزرگان دین کی ارواح مقدسہ کو ایصال ثواب کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اکابر کے لئے ایصال ثواب ضرور کیا کرو۔ اس سے ان کی ارواح متوجہ ہوتی ہیں۔ اور انکے فیوض وبرکات ملتے ہیں۔ اس کے بعد ایک حکایت اپنے تایا بزرگوار کے بارے میں نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

حاجی عبدالرحمٰن صاحب نومسلم میرے تایا ابا کے زمانے میں اسلام لائے تھے۔ ان کی بہت سی خصوصیات ہیں۔ (جو سوانح محمد الیاس میں مذکور ہیں) اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک خاص بات عطا فرمائی تھی کہ ان کے ذریعے بہت سے آدمی اسلام لائے۔ ایک مرتبہ دہلی میں ایک تانگے والے کے پاس گئے۔ اس نے کہا میری گاڑی میں جگہ نہیں ہے، بہر حال بہت جھگڑنے کے بعد تانگہ والے نے بٹھایا، اللہ کی شان دِلّی سے نظام الدین پہنچنے تک وہ مسلمان ہوگیا۔

انہوں نے میرے چچا جان کے انتقال پر ایک معمول بنالیا تھا کہ سورۃ یٰسین پڑھ کر اور

Marfat.com

دو رکعت نفل پڑھ کر ایصال ثواب کیا کرتے تھے۔ ایک روز خواب میں دیکھا کہ چچا جان نے فرمایا کہ میرے اکابر کو چھوڑ دیتے ہو مجھے اس سے شرم آتی ہے، بہر حال اکابر کیلئے ایصال ثواب کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔ تا کہ ان کے سامنے سرخروئی ہو سکے۔ (صحبت اولیاء۔ از مولوی محمد زکریا سہارنپوری، صفحہ ۱۹۸۔ ۱۹۷)

مرزا مظہر جانِ جاناں اور گیارھویں شریف ☆: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب کلمات طیبات مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمتہ کے ایک مکتوب میں ہے کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک وسیع چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں ہیں اور ان کے درمیان حضرت خواجۂ نقشبند دوزانوں اور حضرت جنید علیہم الرحمتہ تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں۔ استغنا ماسوا اللہ اور کیفیات فنا آپ میں جلوہ نما ہیں پھر یہ سب حضرات کھڑے ہو گئے اور چل دیئے میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ یہ حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم کے استقبال کے لئے جا رہے ہیں۔ پس علی المرتضیٰ تشریف لائے آپ کے ساتھ ایک گلیم پوش اور پاؤں سے برہنہ دو بیدہ بال ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے ان کے ہاتھ کو نہایت عزت اور عظمت کے ساتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لیا ہوا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہیں تو جواب ملا کہ یہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں پھر ایک حجرہ شریف ظاہر ہوا جو نہایت ہی صاف تھا اور اس پر نور کی بارش ہو رہی تھی یہ تمام باکمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو ایک شخص نے کہا کہ

امروز عرس غوث الثقلین است

تقریب عرس شریف بروند: یعنی آج حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا عرس (یعنی) گیارھویں شریف ہے یہ تمام حضرات عرس پاک کی تقریب میں تشریف لے گئے ہیں۔ (بحوالہ کلمات طیبات فارسی صفحہ ۷۸ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی)

Marfat.com

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور گیارھویں شریف

برصغیر میں موجود تمام مکاتب فکر کے متفقہ بزرگ عالم دین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک پر گیارھویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابرین جمع ہوتے۔ نماز عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے اور حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں قصائد اور منقبت پڑھتے۔ مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے اردگرد مریدین اور حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکر جہر کرتے۔ اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہوجاتی۔ اس کے بعد طعام، شیرینی جو نیاز تیار ہوتی تقسیم کی جاتی اور عشاء کی نماز پڑھ کر لوگ رخصت ہوجاتے۔ (ملفوظاتِ عزیزی، صفحہ ۶۲)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی اس عبارت کا ہر ہر لفظ ان جاہل اور بغض کے مارے ہوئے مولویوں کو گیارھویں شریف کے ثبوت اور جائز ہونے کی دعوت فکر دے رہا ہے کہ یہ حرام نہیں بلکہ مطلقاً جائز ہے اور یہ صرف برصغیر میں ہی نہیں بلکہ پیران پیر کے روضہ مقدسہ بغداد شریف میں جاری وساری ہے۔ جس سے علمائے عرب وعجم کا اتفاق نظر آتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے دین اسلام کے ان معاملات میں تحریف اور بددیانتی ان کا پرانا اور محبوب مشغلہ ہے، بسااوقات یہ اپنی ہٹ دھرمی پر آجائیں تو اپنے بڑوں اور ان کی کتابوں کو ہی ماننے سے انکار کردیتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے حوالے کے بعد آیئے ہم ملت دیوبندیہ کے مریضان کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کے ملفوظات سے ایک ملفوظ پیش کرتے ہیں جس سے حقیقت آشکار ہوجائے گی کہ یہ خود کچھ اور کہتے ہیں ان کے بڑے کچھ اور، آیئے ملاحظہ فرمایئے

Marfat.com

صاحبو ہم کو حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے جو محبت ہے تو اس لیے کہ انہوں نے ہم کو راہِ ہدایت دکھلائی۔ اس کے مکافات میں ہم ان کو ثواب بخش دیں کہ ان کی روح خوش ہو اور اس کے خوش ہونے سے خدا تعالیٰ خوش ہوں۔

(اشرف الجواب۔ حصہ دوم۔ ص ۷۹)

یہی کام اگر کوئی دوسرا کرے تو ان کی شرک و بدعت والی مشین حرکت میں آ جاتی ہے کیا یہ دورنگی نہیں؟

پیران پیر دستگیر السیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس مبارک اور ماہانہ گیارھویں شریف جو آپ کے ایصال ثواب کی غرض سے منعقد ہوتی ہے، پر تمام سلاسل کے بزرگان دین کا صدیوں سے اتفاق چلا آرہا ہے۔

قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی، اور ان تمام سلاسل سے جاری ہونے والے دیگر سلاسل وارثی، چشتی، قادری، نوشاہی، صابری، نظامی، قلندری، اور اویسی خانقاہ یا آستانہ کسی بھی سلسلہ کا ہو برصغیر بالخصوص پاکستان کے پچانوے فیصد ان روحانی اور تصوف کے مراکز پر سال میں ایک مرتبہ سالانہ عرس غوث اعظم اور ہر ماہ گیارھویں شریف کی محفل منعقد ہوتی ہے۔ اور تمام سلاسل کے بزرگ صدیوں سے اور انکے سجادگان خلفاء آج بھی اپنی خانقاہ یا آستانے یا دربار پر حضور غوث اعظم (نوٹ: لفظِ غوثِ اعظم کی تشریح کرتے ہوئے مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھ ہے کہ: غوثِ اعظم کا معنی ہے کہ سب سے بڑا فریادرس۔ بحوالہ) کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت بھیجنا اہم فریضہ تصور کرتے ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق سال کے 365 دنوں میں سے کوئی دن ہوتا ہوگا کہ جس دن پوری دنیائے اسلام میں کہیں نہ کہیں حضور غوث الاعظم کا عرس نہ منایا جاتا ہو۔

بنسبت اس کے ہر ولی کا عرس سال بھر میں ایک مرتبہ اور بعض بزرگوں کا سال میں دو مرتبہ انکے دربار پر منایا جاتا ہے۔

Marfat.com

علاوہ چند ایک بزرگوں کے مثلاً خواجہ خواجگان فخر کون ومکاں حضرت خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین حسن سنجری، چشتی ، اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد قادری فی سرہندی حضرت لال شہباز قلندر، حضرت سلطان الاولیاء حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری، سلطان المشائخ حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء زری زربخش، حضرت خواجہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش امام الاولیاء حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ دیوہ باشی علیہم الرحمۃ والرضوان جیسے بزرگان جن کے سلاسل کے مراکز پوری دنیا میں کونے کونے میں بنے ہوئے ہیں۔ مگر وہاں بھی ان متذکرہ بزرگوں کا عرس سال میں ایک مرتبہ انعقاد پذیر ہوتا ہے۔

یہ خصوصیت حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی، قُطبِ ربانی، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی حاصل ہے کہ پوری دنیا میں سال کے 365 دن میں کوئی دن ایسا نہ ہوگا کہ جس دن آپ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت بھیجنے والوں کی تعداد ہزاروں میں نہ ہوتی ہو۔

یہ بھی حضور غوث پاک کی زندہ کرامت ہے کہ جس طرح آئے روز دن بدن گیارھویں شریف کی مخالفت بڑھتی جارہی ہے اس طرح حضور غوث پاک کے ایصال ثواب کے سلسلہ میں گیارھویں شریف کے انعقاد کا سلسلہ بھی زور پکڑتا جارہا ہے۔

اس سے حضور غوث پاک کے سلسلہ کی فضیلت اور تمام ولیوں پر آپ کی فضیلت و بزرگی واضح ہوجاتی ہے۔ اور تا قیام قیامت آپ کا فیضان وعرفان پوری آب وتاب سے جاری رہے گا۔ اور ہر طالب وعقیدتمند اپنے مقدر کا حصہ اپنی استطاعت کے مطابق آپ کی بارگاہ سے حاصل کرتا رہے گا۔

حضرات محترم ☆: اس قسم کے واقعات سے کتابیں بھری پڑی ہیں جن کا انکار ناممکن ہے الحمدللہ اہل سنت وجماعت کے علماء وعوام صراط مستقیم پر قائم رہتے ہوئے

Marfat.com

اسی طریقہ پر عمل پیرا ہیں جس طریقہ پر بزرگان دین اولیائے کاملین چلتے رہے اور جو کام بزرگان دین کرتے رہے آج صحیح العقیدہ مسلمان وہی کام کر کے ان کے مشن کو فروغ دے رہے ہیں دعا ہے کہ خالق کائنات اپنے محبوب پاک ﷺ کا صدقہ اور پاکان امت کا صدقہ ہمیں اسی راستے اور طریقہ اور عقیدہ پر زندہ رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے۔

آمین بحق سید المرسلین ﷺ

Marfat.com

عرس یا ختم شریف کے موقع پر بزرگان دین کے نام پر کوئی جانور رکھنا اور ذبح کرنا

اہل سنت و جماعت عموماً عقیدت و محبت کے ساتھ میلاد النبی ﷺ اور بڑی گیارھویں شریف اور بزرگان دین کے سالانہ عرس مبارک کا اہتمام کرتے ہیں اور بعض لوگ ان امور میں اتنی عقیدت رکھتے ہیں۔ کہ سال میں ایک مرتبہ یہ دن منانے کے لئے پورا سال اس کا اہتمام کرتے رہتے ہیں میلاد النبی ﷺ اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کے لئے بڑی گیارھویں شریف اور بزرگان دین کے عرس کے موقع پر لنگر وغیرہ عام کرتے ہیں عام لوگ تو بازار سے گوشت وغیرہ چھوٹا ہو یا بڑا یا مرغ کا گوشت خرید کر لنگر کرتے ہیں اور بعض حضرات اس مقصد کے لئے کوئی جانور خرید کر ۲۔۴ ماہ یا سال بھر رکھ کر اس کی خوب پرورش کر کے میلاد النبی ﷺ یا بڑی گیارھویں شریف یا اپنے بزرگوں کے عرس کے موقع پر اس کو ذبح کر کے لنگر پکا کر خاص و عام کو کھلاتے اور تقسیم کرتے ہیں جس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ جو کچھ بھی اہتمام کیا جا رہا ہے یہ صرف اللہ کی رضا کے لئے اور بزرگوں کے ایصال ثواب کیلئے ہے۔

مگر برصغیر پاک و ہند میں اہل سنت کے اس نیک کار خیر پر ایک مخصوص طبقہ کی جانب سے فتوؤں کی بارش کر کے مشرک اور بدعتی اور جہنمی نہ جانے کیا کیا کہہ کر قوم کو گمراہ کر کے ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی ناکام کوشش کی جاتی رہی ہے اور یقیناً وہ اپنے غیر ملکی آقاؤں کو خوش رکھنے کے لئے ایسا کر رہے ہیں جہاں تک اس معاملے کا تعلق ہے تو اس کے لئے عرض یہ ہے کہ مسئلہ کوئی خاص یا اہم مسئلہ نہیں ہے جس کے لئے انہوں نے پورے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو پریشان کیا ہوا ہے اور اپنے فتوؤں کی زد میں کروڑوں مسلمانوں کو کافر اور مشرک بدعتی جہنمی کہہ کر روٹیاں سیدھی کر رہے

Marfat.com

اور اپنے اور اپنے پیروکاروں کے لئے جہنم خرید رہے ہیں اور بتوں کے حق میں نازل ہونے والی آیات کو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ وسلام اور اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ذات سے وابستہ کر کے اپنی جہالت اور خباثت اور اپنے غلط اور ناپاک مقاصد کی تکمیل میں مصروف ہیں اور علم کے نام پر اپنی جہالت کا پرچار کر رہے ہیں۔

ان حضرات کی ان تمام کارگذاریوں کے سبب فقیر نے سوچا کہ اس نازک اور عام مسئلہ پر چند اوراق اہل سنت و جماعت کے لئے لکھے جائیں تا کہ حقیقت واضح ہو جائے سب سے پہلے ان آیات کو پیش کیا جائے گا جن آیات کو پڑھ کر ہی ہمارے اس نیک کارخیر اور سنت جاریہ کو شرک اور بدعت سے تعبیر کرتے ہیں اس کے بعد اپنے موقف کی وضاحت کے لئے قرآن کریم اور احادیث اور تفاسیر کی روشنی میں اور بزرگان دین کے اقوال اور اجماع امت بالخصوص دیوبندیوں کی کتابوں سے چند دلائل پیش کئے جائیں گے تا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی واضح ہو جائے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (پارہ نمبر ۲ رکوع نمبر ۵ آیت نمبر ۱۷۳)

ترجمہ☆: اللہ تعالیٰ نے تو تم پر حرام کیا مردار خون اور سور کا گوشت اور جس پر بوقت ذبح بلند کیا گیا غیر اللہ کا نام

اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (پارہ نمبر ۸ رکوع نمبر ۵ آیت نمبر ۱۴۵)

ترجمہ☆: جس پر بلند کیا گیا ہو غیر اللہ کا نام بوقت ذبح

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (پ۲ع۴)

Marfat.com

ترجمہ☆: اس نے تم پر حرام کیا ہے صرف مردار خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر بلند کیا گیا ہو غیر اللہ کا نام ذبح کے وقت پس جو مجبور ہو جائے ان کے کھانے پر بشرطیکہ وہ لذت کا عادی نہ ہو اور نہ ہی حد سے بڑھنے والا ہو (تو کوئی حرج نہیں) بے شک اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔

حضرات محترم☆: یہ آیہ مبارک چار مرتبہ قرآن کریم میں ذکر کی گئی ہے اور اس آیت کا یہ حصہ خصوصی طور پر غور طلب ہے کیونکہ اس کو صحیح طرح نہ سمجھنے کی وجہ سے ملت اسلامیہ میں افتراق وانتشار کا دروازہ کھل گیا ہے اور ایک فریق دوسرے فریق کو کافر و مرتد کہنے سے بھی گریزاں نہیں اور بڑی تاویلوں اور دلیلوں سے بزرگان دین کے عرسوں کے موقع پر ذبح کیے جانے والے جانوروں کو حرام و مردار اور خنزیر سے بدتر نہ جانے اور کیا کیا کہنے میں اپنے علم کا زور صرف کیا خواہ ان جانوروں کو ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ہی کیوں نہ لیا گیا ہو ہم دعوت فکر دیتے ہیں کہ آؤ اس آیت مبارک کو اپنی آرا اور انا کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ اسے سنت رسول ﷺ اور لغت عرب کی روشنی میں سمجھنے کی مخلصانہ کوشش کریں تاکہ حقیقت عیاں ہو جائے اور باہمی اختلافات و منافرت کے بڑھتے ہوئے سیلاب پر قابو پایا جاسکے۔

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ

کا جو مفہوم سلف صالحین اور مفسرین کرام نے سمجھا اور سمجھایا ہے وہ تو یہ ہے کہ اگر کسی جانور کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو جانور حرام ہے جس طرح مشرکین **باسم لات و العزیٰ** کہہ کر جانوروں کو اللہ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا کرتے تھے حضرت امام ابوبکر حصاص حنفی رحمتہ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر احکام القرآن میں اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ولاخلاف بین المسلمین ان المراد به الزبیحه اذا هل لغیر ا لله عندالذبیحه

Marfat.com

یعنی سب مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے مراد وہ جانور ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔

بیضاوی۔قرطبی۔رازی اور دیگر مفسیرین نے آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ

یعنی وہ جس پر غیر نام خدا ذکر کیا گیا۔ یہ وہ جانور ہے جو بتوں کیلئے ذبح کیا جاتا ہے۔
(مفرادات راغب اصفہانی ۵۲۶ مطبوح مصر)

نمبر۳☆: وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ

یعنی جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا اور اہلال کے معنی آواز بلند کرنا ہیں اور مشرکین اپنے معبودوں کے لئے ذبح کرتے وقت آواز بلند کرتے تھے۔
(تفسیر جلالین پارہ نمبر۲ ع۔۵)

نمبر۴☆ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ جو بتوں کے لئے ذبح کیا گیا کہ اس پر غیر نام خدا ذکر کیا گیا اور اصل میں اہلال آواز بلند کرنا ہے یعنی اس کے ساتھ بت کے لئے آواز بلند کی گئی اور یہ جاہلیت کا بنام لات وعزی کہنا تھا لات وعزی مشرکین کے بتوں کے نام ہیں ان کے لئے جو جانور قربانی کرتے اس کا بنام لات وعزی کہہ کر ذبح کرتے تھے۔ (تفسیر مدارک) تحت آئیہ مذکورہ

نمبر۵☆: وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ

یعنی جو بتوں اور باطل معبودوں کیلئے ذبح کیا گیا اہلال اصل میں آواز بلند کرنا ہے اور یہ بات یوں ہے کہ مشرکین اپنے معبودوں کے ذکر کے ساتھ آوازیں بلند کرتے تھے جس وقت کے ان کیلئے ذبح کرتے تھے۔ (تفسیر لباب التاویل جلد اول نمبر۱۱۵)

ان تمام تفاسیر سے ثابت ہوا کہ وقت ذبح جس جانور پر غیر خدا کا نام ذکر کیا جائے اس کا کھانا حرام ہے جیسا کہ مشرکین عرب بتوں کی قربانی کے جانوروں کو ان کے ناموں

Marfat.com

پر ذبح کرتے تھے۔

تو جس جانور پر وقت ذبح خدا کا نام لیا گیا اگر چہ عمر بھر اس کو غیر کے نام سے پکارا ہو مثلاً یہ کہا ہو زید کی گائے۔ عبدالرحمٰن کا دنبہ عقیقہ کا بکرا ولیمہ کی بھیڑ مگر وقت ذبح بسم اللہ اللہ اکبر کہا گیا ہو اللہ کے سوا کسی اور کا نام نہ لیا گیا ہو تو وہ حلال اور طیب ہے۔

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ داخل نہیں اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ

ترجمہ☆: اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ بے شک حکم عدولی ہے۔

تو جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور وہ نام خدا پر ذبح کیا گیا ہو اس کو کون حرام کہے گا اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (پارہ ۸۔ ع ۱)

تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم مومن ہو اس کے بعد کی آیت میں ارشاد فرمایا۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

ان آیات اور تفاسیر سے روز روشن کی طرح یہ بات عیاں ہوگئی کہ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ سے اس ذبح کی حرمت ثابت ہوتی ہے جس کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور وقت ذبح غیر خدا کا نام لیا گیا یا پکارا گیا ہو۔

مگر بعض حضرات جن کی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں انہوں نے سلف صالحین اور مفسرین کی متفقہ رائے سے اختلاف کیا اور اس آیت سے من پسند اور من گھڑت مفہوم اخذ کیا اور بتوں کے حق میں نازل ہونے والی آیات کو خدا کے نیک اور برگزیدہ بندوں پر چسپاں کیا۔ جس سے تکفیر کا دروازہ کھل گیا یہ علم نہیں بلکہ جہالت ہے۔ اس

Marfat.com

طرح غیروں کو اپنا بنانے والی قوم نے اپنوں کو بیگانہ بنانے کا شغل اختیار کرلیا اور اس مسئلہ میں طرح طرح کی تاویلیں اور موشگافیاں کیں کہ اہل ایمان کا دل لرز اٹھا اور دلائل کے میدان میں جو بے سروپائی کی گئی اس سے آپ پہلے ہی باخبر ہیں ان کی طرف سے پیش کی جانے والی چند حجتیں اور اعتراضات پیش خدمت ہیں۔

نمبر۱ ☆ : وہ اس آیت کا معنی بیان کرتے ہیں کہ جس جانور پر غیر اللہ کا نام لے لیا جائے اور وہ اس غیر کے نام سے مشہور ہو جائے تو ایسے جانور کو اگر اللہ کا نام لے کر بھی ذبح کیا جائے تو وہ حلال نہیں ہوگا بلکہ حرام ہوگا جس طرح کتے اور خنزیر کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ ناپاک ہی رہتا ہے۔

نمبر۲ ☆ : وہ اپنے مفہوم کی تائید کے لئے کہتے کہ لغت عرب اور عرف میں اھل کا معنی ذبح کرنا نہیں ہے کوئی شعر عبارت اس میں پیش نہیں کی جاسکتی جس میں کسی فصیح وہ بلیغ نے اھل کو ذبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہو بلکہ اہل لغت کے نزدیک اھل کا معنی آواز بلند کرنا ہے اور کسی چیز کو شہرت دینا ہے۔

نمبر۳ ☆ : پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ اہل کا معنی ذبح کرنا ہے تو بھی آیت کا یہ معنی ہوگا کہ وہ جانور جسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے تو یہ کسی طرح مراد نہیں ہوسکتا۔

اس لئے آیت کا جو معنی تم نے کیا ہے وہ تو صراحتہً تحریف آیت اور تحریف قرآن ہے۔

حضرات محترم ☆ : یہ تھا کہ ان کا استدلال جو میں نے آپ کے سامنے پیش کیا اب ہم اہل سنت جماعت بصد احترام ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اھل کا معنی اگر وہ لیا جائے جو تم نے کیا ہے کہ آواز بلند کرنا شہرت دینا تو چاہیے یہ کہ تمام ایسے جانور جن پر غیر اللہ کا نام لیا جائے یا انہیں اللہ کے سوا کسی اور کے لئے نامزد کردیا جائے تب بھی وہ ابدی حرام رہ جائے اور اگر تکبیر پڑھ کر ان کے گلے پر چھری پھیر دی جائے تو وہ ابدی حلال نہ ہوں حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ بحیرہ سائبہ وغیرہ جانور وہ اپنے بتوں کے لئے نذر مانتے تھے اور ان سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا اپنے اوپر حرام کردیتے تھے باوجود

Marfat.com

اس کے وہ بتوں کے نام سے منسوب تھے لیکن اگر کوئی مسلمان انہیں خرید کر اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو وہ حلال ہیں۔

فتاوی عالمگیر میں صراحۃ مرقوم ہے کہ اگر کسی مجوسی نے اپنے آتش کدہ کے لئے یا کسی مشرک نے اپنے باطل خداؤں کے لئے کسی جانور کو نامزد کیا اور کسی مسلمان نے اسے خرید کر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اسے ذبح کر دیا تو اسے کھایا جائے گا کیونکہ مسلمان نے اسے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا ہے۔

اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ کسی چیز پر محض غیر اللہ کا نام لے لینے سے وہ حرام نہیں ہو جاتی دوسرا ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ اھل کا لفظ ذبح کے معنی میں لغتۃً اور عرفاً استعمال نہیں ہوتا یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ فصاحت و بلاغت کے امام مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم نے اھل کو ذبح کرنیکے معنی میں استعمال کیا ہے اور آپ کا قول بلا اختلاف حجت اور سند ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

اذ سمعتم الیهود و النصاری یهلون لغیر الله فلاتا کلوا واذ تسمعوهم فکلوفان اللّٰه قداحل زبائحهم وهم هویعلم مایقولون (بحوالہ فتح البیان جلد اول صفحہ ۲۲۲)

ترجمہ☆: یعنی جب تم سنو کہ یہود و نصاریٰ غیر خدا کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں تو ان کا جاننا ہے جو کچھ کہتے ہیں آپ کے اس قول میں یُهِلُّوْنَ معنی یذبحون کے ہے اس لئے ان کا یہ کہنا کہ اھل کا لفظ ذبح کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا غلط ثابت ہوا مفسرین کرام نے بھی اھل کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا کہ اھل کا لغوی معنی تو آواز بلند کرنا ہے لیکن اب عرف عام میں یہ ذبح کرنے کے معنی میں ہے یا ذبح کے وقت آواز بلند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی لغت کے امام اصمعی سے لفظ اھل کی تحقیق نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

قال الاصمعی الاهلال اصله رفع الصوت فکل رافع صوته

Marfat.com

فهو مهل وهذا معنى الاهلال فى الغة ثم قيل المحرم مهل الرفه الصوت بالتلبية لاحرام الذابيح مهل ان العرب كانو يسمون الاوثان عندالذابح ويرفعون اصواتهم يذبحاO

حضرت امام اصمعی نے کہا کہ اھلال اصل میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں تو ہر آواز بلند کرنے والا مُھل کہلائے گا یہ اھلال کا لغوی معنی ہے پھر محرم کو بھی مُھل کہتے ہیں کیونکہ احرام باندھتے وقت وہ بلند آواز سے تلبیہ لبیک الھم لبیک کہتا ہے اور ذبح کرنے والے کو بھی مھل کہتے ہیں کیونکہ مشرکین عرب جانور ذبح کرتے وقت بلند آواز سے اپنے بتوں کا نام لیا کرتے تھے۔

علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور اپنی لغت کی شہرہ آفاق کتاب لسان العرب میں اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

واصل الاهلال رفع الصوت و كل رافع فهو مهل و كذالك قوله عزوجل وماهل لغير الله به هو ماذبح لا لهته و ذالك لان الزابح كان يسميها عندالزابح فزالك هو الاهلال

صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں کہ اھلال کا لغوی معنی آواز بلند کرنا ہے یہاں تک کہ ہر ذبح کرنے والے کو مھل کہا جانے لگا اگرچہ وہ بلند آواز سے تکبیر نہ بھی کہے۔

علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس سے اھل کا معنی ذبح نقل کیا ہے اور امام تفسیر مجاہد نے مااھل کا معنی ماذبح بغیر اللہ کیا ہے علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

قال الربيعن انس يعنى ماذكر عنه زبحه اسم غير الله والاهلال حتى قيل لكل زابح مهل وان لم يجهر مهل

حضرات محترم ☆: مضمون کی طوالت کی بناء پر چند حوالہ پر اکتفا کیا جارہا ہے وگرنہ

Marfat.com

بے شمار حوالہ جات پیش کئے جا سکتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل بمعنی ذبح استعمال ہوتا رہا ہے ان ان گنت اور واضح تصریحات کے باوجود یہ کہنا کہ اہل ذبح کے معنی میں نہ لغت میں استعمال ہوتا ہے اور نہ عرفاً تو پھر یہ حقیقت سے انکار ہی ہوسکتا ہے

سوئم یہ کہ ان کا یہ کہنا وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بکا یہ معنی بیان کرنا کہ غیر اللہ کے نام سے کسی جانور کو ذبح کرنا تحریف ہے یہ بھی درست نہیں علامہ نووی شارح مسلم شریف نے حدیث شریف کے ان الفاظ لُعِنَ اللّٰهِ مَنْ ذبح لغير الله کا یہ معنی کیا ہے کہ اما ذبح لغير الله ان يذبح باسم غير الله جس کو اللہ کے نام کے سوا کسی نام سے ذبح کیا جائے۔

اگر ملت وہابیہ کی اس بے تکی منطق کو تسلیم کر لیا جائے کہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا جاوے وہ حرام ہے، زندہ یا ذبح کی شرط نہیں۔

اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ خیال و قیاس غلط اور جہالت پر مبنی ہے۔ اس طرح تو کوئی چیز بھی حلال نہ رہے گی، یہ مُلا کس کس چیز کو حرام کہیں گے۔

ذرا غور فرمائیں اگر زندہ پر غیر کا نام پکارنے سے حرام ہو جاتا ہے تو عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کا جانور بھی حرام ہونا چاہیے۔

کیونکہ وہ بھی خدا کے واسطے نہیں خریدا جاتا بلکہ غیر اللہ کے نام سے ہی خریدا جاتا ہے۔ اس طرح ان پر بھی غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہے۔ اسی طرح آپ کے عقیدے کے مطابق قصاب سے گوشت قیمتاً لینا بھی حرام ہوسکتا ہے۔ اس لیے کہ قصاب نے اللہ کے واسطے نہ خریدا ہے اور نہ ہی وہ تمہیں اللہ کے واسطے دیتا ہے۔ کیونکہ وہ تو غیر اللہ کا نام لے کر یعنی گاہکوں، اللہ کے بندوں کو فروخت کرنے کے واسطے ہی خریدا، اور فروخت کرنے کے واسطے ہی ذبح کیا۔ بعد میں پیسوں ہی سے فروخت کیا۔ کیا تمہارے نزدیک یہ قصاب کا یہ تمام عمل مَآ اُهِلَّ بِهٖ بِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل ہو گیا ہے یا قصاب سے حرام لے کر کھاتے ہو؟

خدارا سوچو قرآن کریم کو ایسے نہ بگاڑو۔ اس کی غلط تاویلیں کر کے اُمت کو کافر و مشرک

Marfat.com

اور بدعتی کہہ کر مسلمانوں میں تفرقہ نہ پیدا کرو۔ اگر تم سے کوئی کافر مسلمان نہیں ہو سکتا تو کم از کم اچھے خاصے مسلمانوں کو تو کافر نہ بناؤ۔ خدا کے حلال کردہ کو حرام اور خدا کے حرام کردہ کو حلال۔ کچھ تو خوف خدا اور شرم نبی کا پاس کرو۔

حضرت حافظ شیر محمد اور ایک نجدی مُلّا

راقم الحروف (صابری) کے عم محترم حضرت حافظ شیر محمد قادری رضوی مرحوم جن کی تمام عمر جھنگ صدر میں سلسلہ قادریہ کی ترویج واشاعت اور ملت وہابیہ کے خلاف علمی جہاد کرتے ہوئے گزری۔ اگرچہ وہ پیدائشی نابینا مگر سینہ اندر سے ایسا روشن کے قریب بیٹھنے والا محسوس کئے بغیر نہ رہتا کہ عشق رسول کی خوشبوئیں آتی تھیں۔ اسی طرح طبیعت میں ظرافت اور مزاج میں شوخی بھی تھی۔

جھنگ صدر کی ایک مسجد میں جلسہ ہوا تو رات بھر وہابڑا شرک وبدعت کی مشین چلاتا رہا۔ صبح کے وقت چند اہل محلہ نے جمع ہو کر رات کے جلسے کی روداد پیش کی اور کہنے لگے حافظ صاحب اس تقریر میں تو کسی کا بھی لحاظ نہ رہا سب کے سب کافر قرار پائے۔ حافظ صاحب اپنی جگہ سے اُٹھے اور علی الصبح مسجد میں جادھمکے اور مولانا کو مخاطب کر کے کہا کہ رات بھر تم نے پوری دنیا کے مسلمانوں کو کافر ومشرک اور بدعتی کہنے میں اپنی تقریر میں زور لگایا کیا دلیل ہے تمہارے پاس۔ مولوی صاحب نے وہی گھسا پٹا پرانا جواب کہ جس چیز پر غیر اللہ کا نام آ جائے وہ حرام اور خنزیر سے بدتر ہے۔

قبلہ حافظ صاحب نے فرمایا لوگو تم گواہ رہنا اس مولوی کی بات کے اور تم دیکھو یہ ابھی ابھی گھر کی طرف بھاگے گا مگر تم جانے نہ دینا۔

حافظ صاحب نے پوچھا کہ مولانا یہ مسجد جس میں آپ تنخواہ پر امام ہیں۔ یہ کس کی ہے۔ کہنے لگے اللہ کی۔ یہ صفیں جو مسجد مین ہیں یہ کس کی ہیں؟ کہنے لگا اللہ کی۔ یہ گاڑی جو مسجد سے باہر گھڑی ہے یہ کس کی؟ کہنے لگا اللہ کی۔ فرمایا جس مکان میں تم رہتے ہو یہ کس کی ملکیت ہے۔ کہنے لگا اللہ کی۔ پھر پوچھا یہ جو بچے پھر رہے ہیں یہ تمہارے ہیں یا اللہ

Marfat.com

کے۔ کہنے لگا اللہ ہی کے ہیں۔ اب حافظ صاحب نے پوچھا مولوی صاحب وہ جو گھر میں آپ کے بچوں کی ماں ہے وہ کس کی ہے؟

مولوی صاحب کی عقل ماری ہوئی تھی بولے بتایا تو ہے یہ جو کچھ بھی ہے اللہ ہی کا ہے۔

حافظ شیر محمد قادری رضوی مرحوم یہ سنتے ہی فوراً اُٹھے اور مولوی کے مکان کی سیڑھیوں پر چڑھنے لگے اب حافظ صاحب آگے آگے مولوی شور مچاتا ہوا پیچھے پیچھے کہاں جارہے ہو۔ ٹھہرو تمہیں معلوم نہیں کہ اوپر میری بیوی اور بیٹیاں ہیں۔

حافظ صاحب نے فرمایا ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ بچوں کی اماں اللہ کی بندی ہے مولوی صاحب وہ اللہ کی بندی اور میں اللہ کا بندہ میں جانوں اور وہ جانے تم کون؟ اب تمہاری بیوی کیسے اور بیٹیوں اور بیٹوں کی ماں کیسے بن گئی۔ تمہارے بقول وہ تمہاری بیوی ہے۔ تمہاری بیوی پر تمہارا نام آ گیا۔ کیا تم اللہ ہو یا غیر اللہ۔ تمہارے بچوں پر تمہارا نام آ جائے کے مولوی کے بچے تو یہ پھر بھی غیر اللہ سے محفوظ۔ اسی طرح کسی بزرگ کے عرس یا ختم یا عقیقے کے نام پر خریدا یا رکھا ہوا جانور بھی غیر اللہ میں شامل نہیں۔ یہ سن کر مولوی کے ہوش ٹھکانے آ گئے اور کہنے لگا واقعی ہماری تاویل غلط ہے۔

بخاری اور مسلم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ نے حضورﷺ کے ارشاد کے مطابق اپنی والدہ کے ایصال ثواب کے لئے جو کنواں کھودوایا تھا اس کا نام ہی بِـــرُّا اُمِّ سَـــعْـد رکھا گیا تھا۔ یعنی سعد کی ماں کا کنواں دیکھنا یہ ہے کہ اگر کسی غیر کا صرف نام آ جانے سے کوئی چیز ناپاک یا حرام ہو جاتی ہے تو اس کنویں کا پانی بھی ناپاک اور حرام ہو جاتا ہے اسے پینا اس سے وضو یا غسل کرنا اس سے کپڑے دھونا سب کچھ ہی ممنوع قرار دیا جاتا مگر ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا نام بذات خود سرکار دو عالمﷺ نے تجویز فرمایا۔ خود بھی اس کا پانی پیا اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کا پانی نوش فرماتے رہے۔

اگر دوسرے کے نام سے منسوب کرنا حرام ہوتا تو حضور ایسا حکم نہ فرماتے۔

حضورﷺ ہر سال قربانی کے موقع پر دو دنبے قربان فرماتے تھے ایک اپنی طرف سے

Marfat.com

ایک اپنی امت کی طرف سے اب بتایئے قربانی کرتے ہوئے حضور ﷺ فرمارہے ہیں کہ یا اللہ ایک میری طرف سے دوسرا میری امت کی طرف سے اگر ان کی بات مان لی جائے کہ کسی غیر کا نام آجائے اور معروف اس کے نام سے ہو جائے اور پھر اسے اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تب بھی حرام ہے تو پھر ہمارا یہ سوال ہوگا کہ حضور ﷺ نے جو امت کا نام لے کر کہا کہ یہ دنبہ میری امت کی طرف سے تو حضور ﷺ کے اس قول اور عملی فعل کے بارے میں کیا کہو گے؟ یقیناً تمہارے پاس جواب نہ ہے نہ قیامت تک بن سکے گا اسی طرح چودہ سو برس سے امت مصطفیٰ ﷺ ہر سال قربانی کے موقع پر گائے، اونٹ، بھینس، بکرا، دنبہ، بچھڑا ذبح کرتے وقت کہتی چلی آرہی ہے کہ قربانی میرے فلاں کی طرف سے ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص بکرا' دنبہ گائے بھینس' یا کوئی حلال جانور لے کر رکھے اور یوں کہے کہ یہ حضور ﷺ کے میلاد کے لئے رکھا ہوا ہے اور میلاد کے موقع پر ذبح کردوں گا یا یوں کہے کہ یہ بکرا گیارھویں شریف کا ہے اور اسے گیارھویں شریف کے موقع پر ذبح کروں گا اور پھر جب میلاد یا گیارھویں شریف کا موقع آجائے تو وہ یہ کہتے کہ حضور ﷺ کے ایصال ثواب یا حضور غوثِ پاک کے ایصال ثواب کے لیے اللہ کے نام اللہ کے لیے ذبح کرتا ہوں۔ اس موقع پر وہ اس جانور کو لٹا کر بسم اللہ' اللہ اکبر کہہ کر ذبح کردے یا کسی سے ذبح کروائے تو اس کو کس طرح حرام کہا جا سکتا ہے اس لئے کہ اللہ کے نام پر ذبح کیا ہے۔

اور نیت یہ ہے کہ ذبح اللہ کے لئے کر رہا ہوں اور ثواب حضور ﷺ یا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی بھی بزرگ کی روح پر فتوح کے لئے ایصال ثواب کی نیت کرتا ہے اہل سنت جماعت کا یہی طریقہ اور عقیدہ ہے جو قرآن وسنت صحابہ اہل بیت اطہار خلفائے راشدین اولیائے کاملین علماء مفسرین اور اجماع امت سے ثابت ہے حق تعالیٰ ہم سب کو استقامت اور منکرین کو ہدایت نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

Marfat.com

حیاتِ اولیاء واستمدادِ اولیاء

تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ بہت سے بزرگوں نے بعداز وصال کلام کیا بہت سے بزرگوں نے لوگوں کو بعداز وصال قبر سے ہاتھ باہر نکال کر بیعت کیا اور بہت سے بزرگ بعد وصال تصرف سے ایک جگہ سے دوسری جگہ گئے۔ بہت سے بزرگوں نے قبر میں جانے کے بعد بھی نماز پڑھی اس لئے کہ خدا کی بارگاہ میں قرب نصیب ہو جائے۔ خداوند کریم اپنے ان پاکان امت کو طرح طرح کی نعمتوں سے نوازتا ہے اور ان پر اپنا انعام وفضل کرم عطا کرتا ہے یہی وہ لوگ ہیں خدا نے جن کو اس کائنات کے باطنی نظام کا مالک بنایا ہے اور انہی کے ذریعے کائنات کے نظام کو چلایا جارہا ہے عام انسان مر جائے تو قبر میں جاکر فرشتوں کے سوالات میں ناکام رہنے کے بعد قیامت تک عذاب میں مبتلا رہتا ہے اور جب پاکان امت اپنے محبوب کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں تو رب کائنات انعامات کی بارشیں کر دیتا ہے۔

حضرت ابونعیم نے ابوسعید سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ مومن کی روح کو قبض کر لیتا ہے تو اس کے فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے ہم کو اپنے مومن بندے کے اعمال لکھنے پر مقرر فرمایا تھا۔

اب تو نے اس کی روح قبض کر لی ہے تو اب ہم کو اجازت دے کہ ہم آسمان پر اقامت کریں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آسمان تو میری تسبیح وتعریفیں کرنے والے فرشتوں سے بھرا پڑا ہے تو وہ عرض کریں گے کہ پھر زمین پر رہنے کی اجازت ہو تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میری زمین بھی تسبیح کرنے والی مخلوق سے پُر ہے ہاں اسی بندے کی قبر پر جاکر کھڑے ہو جاؤ اور وہاں میری تسبیح تقدیس اور بڑائی بیان کرو اور قیامت تک ایسا ہی کرتے رہو اور سب میرے بندے کے نامہ اعمال میں لکھو۔ (شرح الصدور صفحہ ۲۸۴_۲۸۳)

Marfat.com

معلوم ہوا ہے کہ اللہ والوں کی قبروں پر فرشتے دن رات خدا کی تسبیح وتہلیل کرتے ہیں اور اس کا باقاعدہ تمام ثواب قیامت تک ان اللہ کے ولیوں کو پہنچتا ہے۔

خداوند کریم نے انسان سے جو وعدہ لیا ہے کہ تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا وہ وعدہ اسی صورت میں پورا کرتا ہے چاہے کہ جو بندہ اپنی ساری زندگی خدا کی رضا کے لئے وقف کر دیتا ہے اور ہر دم خوف خدا اور عشق رسول ﷺ سینے میں رکھ کر یاد اللہ میں زندگی گزار دیتا ہے اور ساری زندگی خدا کا ذکر کرنے میں گزار دیتا ہے تو پھر خداوند کریم بھی ان لوگوں کا ذکر اپنی مخلوق سے کراتا ہے اور پھر یہی نہیں بلکہ مومنین کی قبر پر فرشتوں کی ڈیوٹی لگا دی جاتی ہے وہ قیامت تک اس کی قبر پر خدا کا ذکر کرتے ہیں جس کا فائدہ صاحب مزار کو پہنچتا ہے اور روز بروز کے اس عمل سے ان کے درجات و مقامات بلند ہوتے ہیں۔

مدرسہ دیوبند کے آخری مہتمم قاری محمد طیب مرحوم نے اپنی کتاب عالم برزخ میں اسی قسم کا ایک واقعہ تحریر فرمایا آپ فرماتے ہیں کہ مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی آخری دنوں بیمار ہو گئے دانتوں کا علاج کرانے کی غرض سے لاہور تشریف لے گئے اس ضمن میں وہ لاہور کے قبرستانوں میں گئے سلاطین کی قبروں پر بھی گئے اور اسی ضمن میں حضرت عثمان بن علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ کے مزار پر بھی حاضری دی وہاں کچھ دیر مراقب رہے فاتحہ پڑھی اور اپنے ساتھی وصل بلگرامی سے فرمایا کہ میاں داتا صاحب تو بہت بڑے آدمی معلوم ہوتے ہیں آپ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ داتا صاحب کی قبر کے چاروں طرف ہزاروں ملائکہ صف بستہ ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔

(بحوالہ عالم برزخ صفحہ ۷ امصنف قاری محمد طیب دیوبندی)

معلوم ہوا کہ اولیائے کاملین کے مزارات منبع فیوض و برکات ہیں اور ان کے مزارت پر صرف انسان ہی نہیں بلکہ فرشتے بھی حاضری دیتے ہیں ایک طرف تو تاریخ کی روشنی میں مقام اولیاء اللہ ثابت ہے۔

Marfat.com

دوسری طرف ان کی عداوت میں جلنے والے دن رات شرک و بدعت کے فتوے لگا کر مخلوق خدا کو گمراہ کرنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔ مگر ان کو معلوم نہیں کہ ان پاکان امت کے نام کو ختم کرنے والے خود ختم ہو گئے ہیں مگر ان کے ذکر کو بلند رکھنے کا وعدہ خود خداوند کریم نے کیا ہوا ہے۔

یہی وجہ ہے آج اولیائے کاملین کے مزارات پر دن رات مخلوق خدا کہیں قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف ہے کہیں نوافل میں مصروف کوئی تسبیح وتقدیس میں مصروف ہے اور ہزاروں گم کشتگان راہ ہدایت پا رہے ہیں اور ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہو رہے ہیں۔

اولیائے کاملین کی بارگاہ میں حاضری دیکر استمداد (یعنی مدد طلب کرنا) یا ان کے مزارات پر جا کر استمداد طلب کرنے پر آجکل ایک مخصوص طبقہ دن ورات کفر وشرک کے فتوے داغنے پر مصر ہے اور سب سے بڑا اعتراض یہ کہا جاتا ہے کہ ''اولیاء اللہ کے مزارات پر شرک کا ہوتا ہے'' استمداد طلب کرنا بھی شرک ہے۔ جبکہ سورۃ فاتحہ میں ہے وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تجھی سے مدد چاہتے ہیں اور وہاں صاحب مزارات سے مدد مانگی جاتی ہے۔ یا توسل کیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ شرک ہے۔

قارئین کرام ☆: مسئلہ استعانت یعنی انبیاء واولیاء سے استمداد، یعنی بوقت مشکل انکو مدد کے لئے پکارنا، اہل سنت و جماعت سنّی حنفی بریلوی حضرات کے عقیدہ کے مطابق بالکل رست اور جائز ہے۔ جس کا ثبوت قرآن وحدیث، اقوال صحابہ، واولیائے کاملین، مفسرین ومحدثین، علمائے ربانین کے عمل سے ثابت ہے، اس مسئلہ کی حقانیت واضح کرنے کیلئے اختصار سے چند دلائل پیش خدمت ہیں۔

امام اہلسنت، مجدد دین وملت حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ''برکات الامداد لِاھلِ الاستمداد'' میں فرماتے ہیں۔

استعانت کی دو قسمیں ہیں، حقیقی اور مجازی، استعانت حقیقی یہ ہے کہ کسی کو قادر بالذات،

Marfat.com

مالک، مستقبل اور حقیقی مددگار سمجھ کر مدد مانگنا، یہ اللہ تعالیٰ ہی کی شان کے لائق ہے، اگر کسی مخلوق کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ وہ عطائے الٰہی کے بغیر خود اپنی ذات سے مدد کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو یہ شرک ہوگا، اور کوئی مسلمان بھی انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے متعلق ایسا عقیدہ نہیں رکھتا۔ فیض کا ذریعہ اور حاجت روائی کا وسیلہ جان کر اس سے مدد مانگی جائے یہ قطعاً حق ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ (آل عمران:۵۲)

ترجمہ☆: کنزالایمان: حواریوں نے کہا: ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

یعنی جو ارادۂ قتل یہودیوں نے کرلیا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی ایذا کا ارادہ کرنا بھی کفر ہے۔ ان کی تعظیم وخدمت ایمان ہے، اس آیہ مبارکہ کی روشنی میں یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقتِ مصیبت اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا سنت پیغمبر ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی کی مدد گویا خدا کی مدد ہے کہ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کی۔ مگر انہیں انصار اللہ کہا گیا۔ یعنی اللہ کی مدد کرنے والے۔ اب بھی ان کے دین والوں کو نصاریٰ کہتے ہیں، جیسے کہ حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت کا نام انصار ہے۔

تیسری بات یہ بھی واضح ہوئی کہ اپنے ایمان وعقیدہ کا اعلان کرنا چھپا کر نہ رکھنا سنت ہے۔ چوتھے یہ کہ اپنے ایمان پر نبی کو گواہ بنانا محمود ہے۔

آجکل ایک جماعت ایسی بھی ہے کہ جب اُن سے پوچھا جائے کہ تم کون ہو؟ تمہارا عقیدہ کیا ہے؟ تو وہ جواب میں ایک گول مول بات کہتے ہیں کہ ہم اہل سنت والجماعت ہیں۔ جو سُنی کا عقیدہ وہ ہمارا عقیدہ۔

حالانکہ ان لوگوں کا اہل سنت وجماعت سے دور دور تک ہی کوئی تعلق واسطہ نہ ہے۔ نہ ہی ان کا عقیدہ اہل سنت کے عقائد کے موافق ہے۔ مگر وہ مساجد ومدارس اور دین کے نام پر وقف پلاٹوں پر قبضہ کرنے کے لیے سیدھے سادھے عوام اہل سنت کو دھوکا دینے کی مذموم کوشش کرتے ہیں جب قبضہ مکمل ہو جاتا ہے تو اصلی روپ سامنے آجاتا ہے۔

Marfat.com

نمبر۲: ☆ قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَکَ یٰمُوْسٰی ○ (طٰہٰ:۳۶)

ترجمہ ☆: کنزالایمان: فرمایا اے موسیٰ تیری مانگ تجھے عطا ہوئی۔

جناب موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ ایزدی میں دعا کی اے مالک۔ مجھے مددگار کی ضرورت ہے۔ اوراس کے لیے حضرت ہارون بہت موزوں ہیں۔ رب کریم نے آپ کی یہ تمام دعائیں قبول فرمائیں۔

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب کائنات سے دعا والتجا کی اے مالک مجھے ایک مددگار کی ضرورت ہے اور وہ میرے لیے زیادہ مناسب حضرت ہارون ہیں۔ رب تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کو مددگار عطا فرمانا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ مدد طلب کرنا شرک و بدعت یا گمراہی نہیں بلکہ سنت انبیاء ہے جو قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اگر نبی ہو کر رب سے مرضی کا مددگار مانگے تو شرک نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ ہم ربّ تعالیٰ کے پیاروں، اولیائے کاملین سے مدد طلب کر کے کس طرح گنہگار ہو سکتے ہیں۔

نمبر۳ ☆: اللہ نے مؤمنوں کو صبر و نماز سے مدد مانگنے کا حکم دیا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ (البقرہ ۱۵۳)

ترجمہ ☆: کنزالایمان: اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

نمبر۴: حضرت ذوالقرنین نے بھی لوگوں سے مدد مانگی۔

اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ط حَتّٰیٓ اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ

(الکہف:۹۶)

ترجمہ ☆: کنزالایمان: میرے پاس لوہے کے تختے لاؤ، یہاں تک وہ جب دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں سے برابر کر دی۔

Marfat.com

یعنی حضرت ذوالقرنین نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ تم مال ہم سے لو اور انتظام کر کے ایک ایسی دیوار بنا دو کہ یاجوج ماجوج ادھر آ نہ سکیں اور ہم امن میں ہو جائیں۔ مجھے رب کریم نے ہر قسم کا سامان اور دولت بخشی ہے مجھے تم سے کچھ لینے کی حاجت نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بندوں سے مدد مانگنا جائز ہے۔ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْن کے خلاف نہیں۔ البتہ اللہ کے مدمقابل مددگار ڈھونڈنا شرک ہے۔

حضرت ذوالقرنین نے اس کام میں رعایا سے مدد مانگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ

اسی طرح جب ذوالقرنین نے قوم سے مدد مانگی تو فرمایا مال و اسباب ہم فراہم کریں گے۔ تم صرف جسمانی کام کرو۔ اجرت لے کر یا یونہی رضا کارانہ طور پر۔ اس میں دوسرے معنیٰ زیادہ ظاہر ہیں کہ وہ لوگ تو مال دینے پر بھی آمادہ تھے۔

یاجوج ماجوج اور حضرت ذوالقرنین کے اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت غیر خدا یعنی بندوں سے حاجت یا مدد طلب کرنا شرک نہیں بلکہ جائز ہے۔

نمبر ۵ ☆ : حضرت سلمان علیہ السلام نے تخت بلقیس لانے کیلئے اپنے غلاموں سے مدد طلب کی۔

قَالَ یٰٓاَیُّھَا الْمَلَؤُا اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِھَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ○ (النمل: ۳۸)

ترجمہ ☆ : کنزالایمان: سلیمان نے فرمایا اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے پاس مطیع ہو کر حاضر ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے غلام آصف بن برخیاؑ کے واقعہ سے اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کی تائید ثابت ہو رہی ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام کا کہنا کہ کون ہے جو تخت لائے گا، دوم یہ کہ ان کا غلام مجلس سے گیا بھی نہیں، ابھی حضرت سلیمان علیہ

Marfat.com

السلام نے آنکھ جھپکی بھی نہیں کہ ہزاروں من وزنی تخت جو ساتویں مقفل کمرے میں بند تھا لے کر آ گیا، جس سے سلیمان علیہ السلام کی امت کے ایک ولی کی طاقت وتصرف کا پتہ چلتا ہے۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کے ولی کی یہ شان ہے تو پھر سلیمان کے آقا مصطفیٰ کریم علیہ السلام کے غلام کی شان اور طاقت و تصرف کیا ہو گا۔

نمبر ۶ ☆: نیک کاموں میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کا مددگار بننے کا حکم دیا گیا ہے

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ص وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ص (المائدہ:۲ پارہ نمبر ۶)

ترجمہ ☆: کنزالایمان: اور نیکی اور پرہیزگاری کے پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ غیر خدا سے مدد لینا جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ امداد باہمی اچھی چیز ہے۔ مالی ہو یا جسمانی یا روحانی بشرطیکہ جائز ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ کی مدد کرنا، چوری کرانا، چوری کا مال گھر میں رکھنا سب جرم ہیں۔ ایسے ہی نیکی کرنا اور کرانا نیکی پر مدد کرنا، سب میں ثواب واجر پاتا ہے۔

نمبر ۷ ☆: اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے دین کے لئے مدد طلب کی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ○ (محمد:۷، پارہ نمبر ۲۶)

ترجمہ ☆: کنزالایمان: اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔

نمبر ۸ ☆: ایک اور جگہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل، اور نیک لوگ ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

Marfat.com

وَإِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَج وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌO (التحریم:۴)

تو اگر ان پر زور باندھو تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے۔اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

ربّ تعالیٰ فرماتا ہے۔اے بیویو، اگر تم نے ہمارے نبی کی خدمت و مدد نہ کی تو ان کے مددگار بہت ہیں۔ ان کا مددگار خود اللہ تعالیٰ ہے، حضرت جبرئیل، نیک مسلمان اور سارے فرشتے ہیں اگر چہ جبرئیل بھی فرشتوں میں داخل ہیں مگر چونکہ وہ تمام فرشتوں کے سردار ہیں، اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر علیحدہ ہو رہا ہے۔ خیال رہے کہ نبی مسلمانوں کے لیے ایسے مددگار ہیں، جیسے بادشاہ رعایا کا مددگار اور مومن حضور کے ایسے مددگار جیسے خدام اور سپاہی بادشاہ کے۔

لہٰذا اس آیت کریمہ کی بنا پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضور مسلمانوں کے حاجت مند ہیں۔

ربّ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنْ تَنْصُرُ اللّٰہ یَنْصُرْکُمْ۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے مددگار ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں حضرت جبرائیل اور صالح مسلمانوں کو مولیٰ یعنی مددگار فرمایا گیا۔ اور فرشتوں کو ظہیر یعنی معاون قرار دیا گیا۔ جہاں غیر اللہ کی مدد کی نفی ہے وہاں حقیقی مدد مراد ہے۔

نمبر۱۰☆: ایک اور جگہ قرآن پاک میں ہے، بے شک تمہارے مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول اور وہ مسلمان ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور رکوع کرتے ہیں

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَO (المائدہ:۵۵)

Marfat.com

ترجمہ ☆: کنزالایمان: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے جو نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

حکیم الامت مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی بدایونی ثمہ گجراتی علیہ الرحمۃ اپنی معرکۃ الآرا تفسیر نور العرفان ترجمہ کنزالایمان کے اندر اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں۔

یہاں ولی کے معنیٰ یا دوست ہیں یا مددگار۔ شانِ نزول اس آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن سلام نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ہماری قوم نے چھوڑ دیا۔ اور قسمیں کھالیں کہ ہمارا بائیکات کریں گے۔ اس میں فرمایا گیا کہ تم کیوں غمگین ہوتے ہو اگر تم سے یہودی چھٹ گئے تو ہمیں اللہ، رسول، اور وہ مسلمان مل گئے جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور رکوع والی نماز بھی پڑھتے ہیں۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ اللہ کے نیک بندوں کو دوست یا مددگار بنانا مومنوں کا طریقہ ہے، اور ان سے محبت اللہ سے محبت ہے، اور ان سے عداوت اللہ سے عداوت ہے۔

دوسرے یہ کہ ہمیشہ مسلمان کو اپنی قوم میں رہنے سے عزت وغلبہ ملے گا۔ اپنی قوم سے کٹ کر کفار سے ملنا ذلت کا باعث ہے۔ وہی شاخ ہری رہتی ہے جو اپنی جڑ سے وابستہ ہو۔

وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

(پارہ ۳۔ سورۃ بقرہ۔ آیت ۸۴)

ترجمہ ☆: اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاک روح سے اس کی مدد کی۔ (ترجمہ کنزالایمان)

روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام کا لقب ہے۔ کیونکہ وہ روحانی ہیں۔ اور انبیاء پر وحی لاتے ہیں۔ اور وحی روح ایمان ہے، اور آپ ہر عیب سے پاک ہیں، حضرت

Marfat.com

جبرائیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہر وقت رہتے تھے۔
اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کی مدد شرک نہیں۔ رب تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد حضرت جبریل کے ذریعہ فرمائی۔ جب جبریل علیہ السلام مدد کر سکتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کاملین بھی مدد کر سکتے ہیں۔
قرآنِ مجید فرقانِ حمید کے دسویں پارے میں رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

(پارہ نمبر ۱۰۔ سورۃ توبہ۔ آیت ۸۴)

ترجمہ☆: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ ہی ان کی قبر پر کھڑے ہونا۔ بے شک وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے، اور فسق (کفر) ہی میں مرگئے۔ (ترجمہ: کنزالایمان)

اس آیت کو عنوان بنا کر ملت وہابیہ لوگوں کو بے وقوف بنانے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہے، اور کہتے کہ دیکھو جی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو منع فرما دیا کہ ان مشرکوں کی قبروں پر مت جانا۔ اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھنا۔

قارئین کرام☆: مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اس آیۂ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی منافق جب مر گیا تو اس کے بیٹے عبداللہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اس پر جنازہ کی نماز پڑھیں اور اپنی قمیض اس کو عطا فرما دیں، کیونکہ وہ وصیت کر گیا تھا، اور اس وقت تک منافقوں کی نماز جنازہ نہ پڑھنے سے منع نہیں کیا گیا تھا، نیز حضور ﷺ کو یہ خبر تھی کہ اس سے ایک ہزار کافر ایمان لائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف رائے دی۔ مگر حضور نے اس کی میت کو اپنی قمیض بھی بھیجی اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

Marfat.com

اس کے بعد ایک ہزار آدمی یہ دیکھ کر کہ ایسا مردود بھی حضور کے لباس سے برکت چاہتا ہے۔ ایمان لے آئے۔ اس سے ثابت یہ ہوا کہ مومن کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے کیونکہ کافر و منافق کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مومن کی قبر کی زیارت کرنی چاہیے۔ کیونکہ کافر و منافق کی قبر پر جانے سے رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں منع فرمایا ہے۔

اب بھی کوئی عقل کا اندھا ڈھنڈورا پیٹے اور کہے کہ قبروں پر جانا شرک و بدعت ہے تو پھر اس کی عقل کا ماتم ہی کیا جا سکتا ہے کہ وہ خود تو ہلاکت کی طرف جا ہی رہا ہے مگر اپنے حواریوں کو بھی کھلی گمراہی میں لے کر جا رہا ہے۔

Marfat.com

احادیث استمداد

وَاِنْ ارادعونا فَلیقل یٰاعِبَادَ اللّٰہ اَعِیْنُوْنِیْ یٰاعِبَادَاللّٰہ اَعِیْنُوْنِیْ یٰاعِبَادَاللّٰہ اَعِیْنُوْنِیْ (حصن حصین صفحہ ۲۰۲)

اور اگر مدد چاہے تو کہہ اے خدا کے بندو میری مدد کرو۔ اے خدا کے بندو میری مدد کرو، اے خدا کے بندو میری مدد کرو۔

ان آیات مقدسہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی مددگار ہے، ملائکہ بھی اور اولیاء وصالحین بھی۔ فرق صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مددگار و مشکل کشاء ہونا بالذات اور مخلوق سے بے نیاز ہو کر ہے۔ اور اس کی صفات ازلی ابدی، اور لامحدود لامتناہی ہیں۔ جبکہ بندوں کا مددگار و مشکل کشاء اور داتا ہونا اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے، اور بندوں کی صفات حادث فانی اور اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

نمبر۳ ☆: حضرت شاہ عبدالعزیز کا بیان

برصغیر کے معروف محدث حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جنکا قول علمائے دیوبند کے نزدیک بھی مسلمہ ہے۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں، یہ سمجھنا چاہیئے کہ غیر سے اس طرح مدد چاہنا کہ اسی پر بھروسہ ہو اور اس کو مدد الٰہی کا مظہر بھی نہ جانے حرام ہے، اور اگر توجہ صرف حضرت حق کی طرف ہے اور غیر کو مدد الٰہی کا مظہر جان کر اور اللہ تعالیٰ کے کارخانہ حکمت واسباب میں نظر کر کے غیر سے ظاہری مدد طلب کرے تو یہ عرفان (یعنی راہ معرفت) سے دور نہیں ہے۔ اور شریعت میں جائز وروا ہے۔ اور انبیاء اور اولیاء اللہ نے بھی غیر سے اسی طرح مدد طلب کی۔ اور درحقیقت یہ استعانت غیر کے ساتھ نہیں بلکہ حضرت حق کے ساتھ ہی ہے۔

Marfat.com

(تفسیر عزیزی، جلد اول صفحہ ۸) حاشیہ شبیر احمد عثمانی، ترجمہ محمود الحسن دیو بندی

نمبر ۴ ☆: امام اہل سنت حضرت محدث بریلوی

امام اہلسنت حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں رقمطراز ہیں۔ اس استعانت کو ہی دیکھیے کہ جس معنیٰ پر غیر خدا سے مدد مانگنا ان معنوں میں ہی اگر بیماری کے علاج میں طبیب یا دعا سے مدد طلب کرے، یا فقیری کی حاجت میں امیر یا بادشاہ کے پاس جانے یا انصاف کرانے کو کسی کچہری میں مقدمہ لڑانے کو بلکہ کسی سے روزمرہ کے معمولی کاموں میں مدد لے جو یقیناً تمام منکرین استعانت روزانہ اپنی عورتوں، بچوں اور نوکروں سے کرتے کراتے ہیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ فلاں چیز اٹھا دے یا کھانا پکا دے۔ سب قطعی شرک ہے۔

جب یہ جانا کہ اس کام کے کر دینے پر انہیں خود اپنی ذات سے بے عطائے الٰہی قدرت ہے تو صریح کفر و شرک میں کیا شبہ رہا؟

اور جس معنی پر ان سب سے استعانت شرک نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد کا مظہر، واسطہ، وسیلہ اور سبب جان کر تو انہی معنوں میں انبیائے کرام و اولیائے عظام سے مدد مانگنا کیونکر شرک ہوگا؟

نمبر ۵ ☆: غیر مقلد نواب وحید الزماں اور استمداد

امام اہلحدیث اور غیر مقلدوں کے پیشوا نواب وحید الزماں اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ جمال گوٹہ از خود دست لاتا ہے یا آگ از خود جلاتی ہے وہ مشرک ہے، اور جو یہ جانتا ہے کہ جمال گوٹہ کا دست لانے کا سبب بننا اور آگ کا جلانا اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے اذن و ارادے سے ہے، تو وہ توحید پرست ہے، مشرک نہیں۔

(ہدیۃ المھدی)

قارئین کرام ☆: قرآن وحدیث کے واضح دلائل سننے کے بعد جب منکرین

Marfat.com

لاجواب ہوجاتے ہیں تو یہ کہہ کر جان چھڑانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ زندوں سے استعانت کے ہم بھی قائل ہیں، مگر مردوں سے استعانت شرک ہے،

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی ایک سوال کے جواب میں فتویٰ دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ استعانت کے تین معنیٰ ہیں، ایک یہ کہ حق تعالیٰ سے دعا کرے کہ بحرمت فلاں میرا کام کردے یہ باالاتفاق جائز ہے خواہ عندالقبر ہو خواہ کسی دوسری جگہ اس میں کسی کو کلام نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، حصہ اول، ص۱۲۳)

نمبر۶ ☆: ان کے اس لغو اعتراض کے جواب میں امام اہلسنت محدث بریلوی فرماتے ہیں، جو شرک ہے وہ جس کے ساتھ کہا جائے گا وہ شرک ہی ہوگا اور ایک کے لئے شرک نہیں تو کسی کے لئے شرک نہیں ہوسکتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے شریک مردے نہیں ہوسکتے، زندہ ہوسکتے ہیں؟

دور کے نہیں ہوسکتے پاس کے ہوسکتے ہیں؟ انبیاء نہیں ہوسکتے، حکیم ہوسکتے ہیں؟ انسان نہیں ہوسکتے فرشتے ہوسکتے ہیں؟ حاشاللہ، اللہ عزوجل کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔

(برکات الامداد صفحہ ۲۸)

نمبر۷ ☆: غیر مقلد نواب وحید الزماں

غیر مقلدوں کے نواب وحید الزماں لکھتے ہیں کہ عجیب ترین بات یہ ہے کہ ہمارے کچھ غیر مقلد بھائیوں نے اس مسئلہ میں زندوں اور مردوں میں فرق کیا ہے، اور گمان کیا ہے کہ وہ امور جو بندوں کی قدرت میں ہیں۔ ان امور میں زندوں سے مدد مانگنا شرک نہیں، جبکہ مردوں سے مدد مانگنا شرک ہے، حالانکہ یہ واضح طور پر غلط ہے کیونکہ غیر اللہ ہونے میں زندہ اور مردہ برابر ہیں۔ (ہدیۃ المھدی صفحہ ۴۰)

آگے چل کر یہی مولوی وحید الزمان اہل حدیث لکھتے ہیں۔

ان میں سے یہ کہ اُس نے کہا جس کا عقیدہ ہے کہ نبی یا اس کے علاوہ ولی اور شفیع یعنی مددگار اور شفارشی ہے تو یہ شخص اور ابوجہل مشرک میں برابر ہیں۔

Marfat.com

میں کہتا ہوں یہ کلام شدید ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ

بیشک اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمائے لائے تمہارے ولی ہیں۔

اور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا کہ وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی یعنی مددگار ہیں۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا جس کا میں ولی یعنی مددگار نہیں اس کا کوئی ولی یعنی مددگار نہیں۔

اور فرمایا بغیر ولی کے نکاح نہیں۔ اس کے علاوہ بھی حدیثیں موجود ہیں اور نبی ﷺ کا مومنوں کا شفیع و مددگار ہونا احادیث سے ثابت ہے۔

(ہدیۃ المھدی، از وحید الزامان اہل حدیث، ص ۶۰)

نمبر ۸ ☆: مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اور استمداد

دیوبندی مکتبہ فکر کے معروف عالم مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی یہی عقیدہ تسلیم کیا ہے وہ لکھتے ہیں،

جو استعانت واستمداد باعتقاد علم و قدرت مستقل ہو وہ شرک ہے، اور باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم وقدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو جائز ہے، خواہ جس سے مدد مانگی جائے وہ زندہ ہو یا مردہ۔

(امداد الفتاویٰ جلد ۴: صفحہ ۹۹)

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی سے سوال کیا گیا کہ کیا اہل قبور سے فیض ہوتا ہے، تو جواب میں فرمایا ہوتا ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ ایک صحابی نے قبر پر بھولے سے خیمہ لگالیا تھا۔ مردہ بیٹھا ہوا قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ انہوں نے سُنا۔ اور قرآن سُننے سے ظاہر ہے کہ ثواب ہوتا ہے۔ تو یہ فیض اہل قبور سے ہی ہوا۔

(بحوالہ: ملفوظات کلیم الامت جلد ہشتم، ص ۲۲۹)

Marfat.com

نمبر ۹ ☆: حضرت شیخ الحق محدث دہلوی اور استمداد

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کی ترجمانی فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ جس کی زندگی میں اس سے مدد مانگی جاتی ہے، اس سے بعداز وفات بھی مدد مانگی جائے گی۔ (اشعۃ اللمعات: باب زیارۃ القبور)

نمبر ۱۰ ☆: حضرت سیدی احمد بن مرزوق اور استمداد

حضرت سیدی احمد بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ جو دیار مغرب کے اکابر فقہا و علماء مشائخ میں سے ہیں، فرماتے ہیں، ایک دن حضرت شیخ ابوالعباس حضرمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے دریافت کیا، کہ زندہ کی امداد قوی ہے یا مردہ کی؟ میں نے کہا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے، مگر میں یہ کہتا ہوں کہ وفات یافتہ کی مدد زیادہ قوی ہے، شیخ نے فرمایا، ہاں اس لئے کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں اس کے پاس ہے۔

(اشعۃ اللمعات، باب زیارۃ القبور)

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی کتاب تکمیل الایمان کی کتاب میں درج روایت کی تشریح کرتے ہوئے امام اہل سنت مجد دِ دین وملت الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

استعانت حقیقیہ یہ کہ اسے قادر بالذات و مالک مستقل وغنی بے نیاز جانے کے بے عطائے الٰہی وہ خود اپنی ذات سے اس کام کی قدرت رکھتا ہے۔ اس معنیٰ کا غیر خدا کے ساتھ اعتقاد ہر مسلمان کے نزدیک شرک ہے۔ نہ ہرگز کوئی مسلمان غیر کے ساتھ اس معنیٰ کا قصد کرتا ہے بلکہ واسطہ وصول فیض و ذریعہ و وسیلہ قضائے حاجات جانتے ہیں۔ اور یہ قطعاً حق ہے۔ خود ربّ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں حکم فرمایا:

وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

Marfat.com

اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ بایں معنیٰ استعانت بالغیر ہرگز اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کے منافی نہیں۔ جس طرح وجود حقیقی کہ خود اپنی ذات سے بےکسی کے پیدا کیے، موجود ہونا، خاص بجناب الٰہی تعالیٰ وتقدس ہے۔ پھر اس کے سبب دوسرے کو موجود کہنا شرک نہ ہوگیا۔ جب تک وہی موجود حقیقی نہ مراد نہ لے۔

(تکمیل الایمان ص ۱۱۷)

حضور پیر سیال لجپال خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات پر مشتمل کتاب مرآۃ لعاشقین میں ایک مجلس میں مولانا معظم الدین مرولوی علیہ الرحمۃ نے عرض کیا اس کی وجہ ہے کہ انتقال کے بعد اولیاء اللہ کا فیض اور بھی کمال کو پہنچ جاتا ہے؟

جواب میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا جب اولیاء اللہ دنیا سے نقل کرتے ہیں تو وہ بشری اوصاف سے منزہ اور مجرد ہوکر حق تعالیٰ سے واصل ہوتے ہیں لہٰذا ان کی حرکات وسکنات معراج کمال کو پہنچ جاتی ہے۔

(مرآۃ العاشقین مجلس ۳۳، ص ۲۱۷)

مولوی سلطان محمود ناڑوی، مولوی غلام محمد گجراتی اور دوسرے یارانِ طریقت کی موجودگی میں اہل قبور کے فیض کا ذکر چھڑا تو حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا

دینی اور دنیوی حاجات طلب کرنے کے لیے اہل اللہ کی قبور پر جانا جائز ہے۔ کیونکہ بےشمار لوگ اولیاء اللہ کی قبور سے فیض حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ اکثر لوگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور حضرت غوث الاعظم کے مزار مقدس کے قریب بیٹھ کر فیض یاب ہوتے ہیں۔

بعد ازاں فرمایا قبروں پر جمعرات، جمعہ اور اتوار کو جانا سنت ہے، جب آدمی فاتحہ پڑھے تو اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف کرکے بیٹھے اور کہے السلام علیکم یا اھل القبور اس کے بعد مسنون طریقے کے مطابق فاتحہ پڑھے۔ اور اگر دنیوی حاجت رکھتا ہو تو قبر کی پائنتی کی

Marfat.com

طرف بیٹھے اور کہے اے خداوندِ کریم اس بزرگ کے طفیل میرا کام آسان کر دے۔ بعد ازاں فرمایا کہ مرحوم بزرگوں میں شہدا فضیلت رکھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کے وسیلے سے دعا مانگے تو جلدی قبول ہوتی ہے۔ (مرآۃ العاشقین ص ۲۱۶)

نمبر ۱۱☆: حضرت سید محمد شمس الدین اور استمداد

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ سید محمد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے قبل فرمایا۔ جسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر آکر مانگے۔ میں اس کی حاجت پوری کروں گا۔ مجھ میں اور تم میں یہی ہاتھ بھر مٹی تو حائل ہوگی۔ اور جس مرد کو اتنی سی مٹی اپنے اصحاب سے حجاب میں کر دے وہ مرد کس بات کا ہے۔ (طبقات الکبریٰ جلد دوئم صفحہ ۹۲)

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عزیز الحسن مجذوب اپنے مرشد کے حالات زندگی رقم کرتے ہوئے۔ تھانوی صاحب کے پردادا کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا۔ شب کے وقت مثل زندہ کے تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لا کر دی اور فرمایا کہ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو گی تو اسی طرح روز آیا کریں گے۔ لیکن اُن کے گھر والوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شبہ کریں۔ اس لیے ظاہر کر دیا اور پھر آپ تشریف نہیں لائے۔ یہ واقعہ خاندان میں مشہور ہے۔

(بحوالہ: الشرف السوانح۔ جلد اول: ص ۱۵)

اس واقعہ سے آپ پر بخوبی یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہی درست ہے جواز اول تا آخر استمداد و تصرفاتِ انبیاء و اولیا صالحین کے قائل اور ان کی برزخی زندگی کے معترف ہیں۔ جس کا اقرار دیوبندیوں کے معروف مولوی تھانوی اور ان کے خلیفہ بھی کر رہے ہیں۔ اور یہ بات بھی آپ پر بخوبی عیاں ہوگئی ہوگی کہ تھانوی

Marfat.com

صاحب کے دادارات کومثل زندہ بیوی کے پاس آ کر مٹھائی کھاتے اور کھلاتے تھے، ہم تصرفات و استمداد اولیاء کے منکرین سے پوچھا چاہتے ہیں کہ اگر تمہارے بزرگ قبروں سے نکل کر راتوں کو بیویوں کے پاس آ سکتے مٹھائی کھلا سکتے ہیں تو پھر حضور غوثِ الاعظم سرکار، حضرت داتا صاحب، حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر اور دیگر اولیائے کاملین کی تصرف کا کس طرح انکار جائز ہے۔ یا پھر یہ پتہ چلائیں تھانوی کی دادی کے پاس راتوں کو آنے والا کون تھا؟

ان تمام آیات قرآنیہ اور احادیث شریفہ اور بزرگان دین کے اقوال اور اغیار ومعترضین کی کتابوں کے حوالوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ روح باقی یعنی زندہ ہے۔ اور اسے زائرین اور ان کے حالات کا علم وشعور بلکہ اس سے بھی زیادہ، اولیائے کرام کو کائنات میں تصرف کی قوت وطاقت حاصل ہے، یہ سب کچھ انکی ارواح مقدسہ کرتی ہیں اور وہ باقی ہیں۔

جبکہ حقیقی تصرف کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور سب کچھ اس کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ اولیائے اپنی زندگی میں اور وصال کے بعد بھی حق تعالیٰ کے جلال وجمال میں فانی ومستغرق ہیں۔

اندرا گاندھی اور علمائے دیوبند

ہندوستان کی وزیراعظم اندرا گاندھی اپنے دور اقتدار میں دو مرتبہ شہنشاہ ولایت عطائے رسول، ہندالولی حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں دو مرتبہ حاضر ہوئی، اور غریب نواز کی بارگاہ میں ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہوتی ہے۔

ہندوستان دنیا کا وہ ملک ہے جس کی آبادی ایک ارب سے زیادہ نفوس پر مشتمل ہے۔ اس ایک ارب کی آبادی میں مسلمانوں کی اکثریت اور ہندوؤں کی ایک خاص تعداد۔ یعنی کافر ومسلمان ہر دو حضرات غریب نواز اور دیگر اولیاء اللہ کے مزارات کی حاضری

Marfat.com

اور مدد کے قائل ہیں۔ اور اسی ہندوستان کے مسلمانوں کا ایک مخصوص طبقہ یہ کہتا ہے کہ قبروں والے کچھ نہیں کر سکتے۔ نہ ہی مدد کر سکتے ہیں، مگر طرفہ تماشہ یہ ہے کہ اسی طبقہ کے مولوی اپنے جشن صد سالہ میں اندرا گاندھی کو بڑے ہی تپاک سے بلاتے ہیں اور بڑا ہی پر تپاک استقبال کرتے ہیں۔ اور پھر اسی اندرا گاندھی کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوئے اندرا گاندھی سے اپنے جشن صد سالہ کی صدارت کی درخواست کرتے ہیں اور پھر اپنے مدرسے کی امداد کی درخواست کرتے ہیں، تو ہماری مدد کر سکتی ہے، اس لئے کہ تیرا باپ بھی ہمارے بڑوں کی مدد کرتا رہا ہے، اور ہمارے بڑوں نے تحریک پاکستان کے زمانہ میں تیرے والد کو مسجد میں بلا کر منبر رسول پر بٹھا کر مہمان خصوصی بنایا تھا۔ آج ہم اپنے بڑوں کی سنت ادا کر رہے ہیں، اور تو اپنے بڑوں کی سنت ادا کرتے ہوئے ہماری مدد کر۔

جبکہ اندرا گاندھی خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں ہاتھ جوڑ کر کہتی ہے۔ اے غریب نواز ان مولویوں کو غلط فہمی ہوگئی ہے یہ غلط سمجھے ہیں اصل میں آپ ہی مدد کر سکتے ہیں، میں اگرچہ وزیر اعظم ہوں، مگر آپ کی بارگاہ میں سائلہ بن کر کھڑی ہوں اور کرم کی بھیک مانگ رہی ہوں۔

قارئین کرام ☆: حضرت خواجہ غریب نواز اور غوث الاعظم سرکار سمیت ہمارا یہ عقیدہ، اور ایمان ہے کہ تمام اولیائے کاملین اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور وہ اپنے ماننے والوں کی مدد کرتے ہیں، باذن اللہ۔

اولیائے کاملین کے دربار پر عوام وخواص کی ہمہ وقت حاضری ان کی قبروں کے زندہ ہونے اور ان کے فیضان وعرفان کے جاری رہنے کی بیّن دلیل ہے۔

بعد از وصال اگر قبر زندہ ہے تو یہ اہل حق کی نشانی ہے، اور ہم انہی کا عقیدہ رکھیں گے جنکی قبریں زندہ ہیں، جنکا فیضان وعرفان جاری ہے، جو اپنے چاہنے والوں کی قبروں کو بھی زندہ کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

ہمیں ان لوگوں کا عقیدہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے جو ساری زندگی ہندوؤں کے سامنے ہاتھ جوڑتے رہے۔

مرنے کے بعد اندرا گاندھی کو جلانے کیلئے مرگھٹ لے جایا جا رہا ہے، اس کے ساتھ بھجن گائے جا رہے ہیں اور ساتھ ہی ہاتھ جوڑنے والے ملّاؤں کی جماعت کے حافظ و قاری قرآن کی تلاوت بھی کر رہے ہیں۔ تأسف ہے ایسے لوگوں پر کہ کافروں کے ساتھ گیت گائیں اور پھر کہیں کہ غوث و قطب ولی اللہ کچھ نہیں کر سکتے۔ کوئی داتا نہیں کوئی غریب نواز نہیں، کوئی مشکل کشا نہیں۔

قارئین کرام ☆: خداوند قدوس کی طرف سے ان کو کتنی بڑی سزا ہے کہ اور پھر یہ کہ ایک غیر محرم عورت جب ان کے پاس آئی ہوگی تو کیا ان ہزاروں مولویوں کی ان پر نگاہ نہ پڑی ہوگی۔ جب اس پر پہلی نگاہ پڑی تو شرعی طور پر کیا سمجھا ہوگا۔ اور دوسری اور تیسری نگاہ پر شریعت کیا کہتی ہے؟ کیا جواب ہے ان مولویوں کے پاس؟

لوگوں نے دیکھا کہ ساڑھی والی کرسی کے اوپر بلندی پر اور داڑھی والی پوری جماعت کے ہزاروں مُلّا نیچے بیٹھے ہیں۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً نجدیت کی اس وبا سے

☆......☆......☆

Marfat.com

وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ

بعض معترضین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ لوگ بوقت مشکل حضرت پیران پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطور استمداد یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہہ کر پکارتے ہو اور اسی کو بطور وظیفہ پڑھتے ہو۔ یہ بالکل ناجائز ہے، جبکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہ حضور ﷺ کو قل کہہ کر خطاب کیا کہ آپ اپنی زبانی اپنے متعلق فرمادیجئے کہ میں بھی اپنے برے بھلے کا مالک نہیں ہوں، مگر جو اللہ چاہے تو آپ کے بعد اور کس میں قدرت ہے کہ کسی کا بھلا کر سکے۔ جیسے کہ لوگ یہ وظیفہ پڑھتے ہیں۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ تو پھر یہ پڑھنا کس طرح جائز ہے۔

جواب نمبر۱☆: قرآن مجید سے شہداء کی زندگی کا ثبوت ملتا ہے، اور حکم ہے کہ شہداء کو نہ زبان سے مردہ کہو اور نہ ہی دل میں مردہ سمجھو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں، اور وہ رب تعالیٰ کی نوازشات اور انعام واکرام پاکر خوش وخرم ہیں۔ اولیاء اللہ کی زندگی کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک سے بھی ملتا ہے جس کے لئے حدیث شریف کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ اسلامی لشکر سے جو کہ دشمن سے فتح یاب ہو کر واپس مدینہ منورہ کی طرف لوٹ رہا تھا، سے فرمایا "**وَجَعَلْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلٰى جِهَادِ الْاَكْبَرِ**" ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑا جہاد کونسا ہے، فرمایا نفس وشیطان سے جنگ کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا واضح مطلب یہ تھا کہ گھروں میں پہنچنے کے بعد یہ مت سمجھ لینا کہ ہم نے دشمن اسلام پر جہاد کے ذریعے فتح حاصل کر لی تو کامیاب ہو گئے۔ نہیں بلکہ حقیقی فتح تب ہو گی جب تم اپنے نفس اور شیطان کے خلاف جہاد کرو

Marfat.com

گے۔اور یہ جہاد، جہاد اکبر ہے۔اس لئے بھی کہ نظر نہ آنے والے دشمن سے جنگ کرنا بظاہر جنگ سے زیادہ مشکل ہوتی ہے۔

اولیائے کاملین نے انہی دو دشمنوں (نفس وشیطان) سے آخری وقت تک جنگیں کیں۔ اور اسی بڑے جہاد، جہاد اکبر میں (نفس وشیطان) سے مقابلہ کرتے ہوئے شہادت کبریٰ کا درجہ حاصل کرتے ہوئے خدا کو پیارے ہو گئے۔

حدیث مذکورہ سے اولیاء اللہ کی حیات برزخیہ کا پورا ثبوت ملتا ہے، اسی کی بناء پر اہل سنت و جماعت سنی حنفی بریلوی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ شہدا کے ساتھ اولیاء اللہ بھی بعد از وصال زندہ ہوتے ہیں۔

دنیا کی ظاہری زندگی میں ان کی فیض رسانی کا دائرہ وسیع ہونے کے باوجود محدود تھا۔ مگر مرتبہ شہادت یعنی بعد از وصال فیض رسانی کا یہ دائرہ اس قدر وسیع ہوگیا کہ آسمانوں اور زمینوں میں ان کے روحانی وجود جہاں چاہے جاسکتے ہیں۔

اس حقیقت کے تحت یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنا جائز اور بالکل درست ہے۔

نیز یہ بھی خیال رہے کہ پڑھنے والے کے لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ شرک کی حقیقتوں سے پوری طرح آگاہ ہو اور جانتا ہو کہ کوئی شخص شرک کا مرتکب کس صورت میں ہوتا ہے اگر اسے یہ وہم ہو کہ شیئاً للہ پڑھنے سے شرک کا ارتکاب ہوتا ہے تو پھر ہرگز نہ پڑھے۔

اور اگر کوئی یہ سمجھے کہ حضرت پیران پیر دستگیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ خدا تعالیٰ کی مدد کا ذریعہ ہیں۔اور ان کی روحانی امداد حقیقتاً اللہ کی امداد ہے، اور حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ خدا کی فیض رسانی کا مؤثر ذریعہ ہیں اگر اس عقیدہ صحیحہ سے پڑھے گا تو یقیناً یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنا انشاء اللہ نافع اور حل المشکلات ثابت ہوگا۔

محدثین اہل حدیثوں کے معروف عالم علامہ وحید الزمان اپنی کتاب میں استمداد انبیاء و اولیاء کے بارے لکھتے ہیں۔

Marfat.com

کہ دعا شرعی عبادت ہے جیسا کہ نماز تو یہ غیر اللہ کے لیے جائز نہیں اور یہی اُن آیات میں مراد ہے جن میں لفظ دعا وارد ہوا ہے۔ اور دعا لغوی ندا کے معنوں میں ہے تو یہ مطلقاً غیر اللہ کے لیے جائز ہے۔ خواہ زندہ کو پکارا جائے یا فوت شدہ کو برابر ہے۔ اس کا اثبات نابینا کی اس حدیث میں ہے

یَامُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّی

یعنی یا محمد ﷺ میں اپنے پروردگار کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

۲ ☆: دوسری حدیث میں ہے۔ **یَاعِبَادَ اللّٰهِ اَعِیْنُوْنِیْ**۔ یعنی اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

۳ ☆: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سُن ہو گیا اُنہوں نے کہا **وَامُحَمَّدَاہ**

۴ ☆: جب روم کے بادشاہ نے شہیدوں کو نصرانیت کی طرف بلایا تو انہوں نے شہادت سے قبل کہا **یَامُحَمَّدَاہ**

۵ ☆: ہمارے اصحاب میں سے ابن جوزی نے روایت بیان کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا یا عُمَرَہ۔ یا عمراہ۔ یا عمراہ۔ یہ روایت ابن حیان نے کی ہے۔

سیّد نے بعض تالیفوں میں کیا

قبلۂ دیں مدد نے کعبہ ایماں مددے
ابن قیم مددے، قاضی شوکاں مددے

مولانا اسحٰق نے ماجہ مسائل میں یہاں نبی اور دوسروں کی ندا کے درمیان فرق کیا ہے اور کہا کہ نبی کو پکارنا جائز ہے جبکہ نیت صلوٰۃ سلام پڑھنے کی ہو۔

میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے مردہ اپنی قبر کے پاس سُن لیتا ہو مگر اس کا سماع یقینی نہیں۔ اور اگر اُسے پکارنے والا دور سے پکارے اور اس کی محبت میں وارفتہ ہو جیسے عاشق اپنے غائب معشوق کو حاضر تصور کر کے پکارتا ہے اور پکارنے والا کوفہ میں اور وہ بصرہ میں ہو تو اس سے وہی ظاہر ہوتا ہے، عوام الناس کہتے ہیں۔ یعنی یارسول اللہ۔ یا علی یا غوث تو

Marfat.com

اس اکیلی ندا سے اُن پر شرک کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ اور کیسے دیا جا سکتا ہے۔

فرمان غوث اعظم :۔ پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی قطب ربانی، قندیل نورانی، حضرت السیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک کاغذ دیا گیا جو حدنگاہ تک بڑا تھا۔ اس میں میرے اصحاب اور قیامت تک آنے والے مریدوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ اور مجھ سے فرمایا گیا یہ سب ہم نے تمہیں دے ڈالے" میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسا ہے جیسے زمین پر آسمان اور اگر میرا مرید عمدہ نہیں تو کیا ہوا میں تو عمدہ ہوں۔۔

(بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۸۸)

آگے چل کر حضور غوث الثقلین نے ارشاد فرمایا، جو شخص مجھے مصیبت و تکلیف میں پکارے گا، اسکی مصیبت و تکلیف دور ہوگی۔ اور جو کسی حاجت میں بارگاہ الٰہی میں میرا وسیلہ پیش کرے گا تو اسکی حاجت پوری ہوگی۔ (بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۲۹۵)

ایک اور مقام پر حضور پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، میں اپنے دوستوں اور مریدوں کا قیامت تک کفیل ہوں۔ جس کی سواری لڑکھڑا جائے اس کا ہاتھ تھام لیتا ہوں۔ (بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۲۹۳)

شہنشاہ بغداد پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے مریدین کے احوال پر تصرف رکھتے ہیں۔ امداد کرتے ہیں۔ نیز ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ مشکلیں آسان کرتا ہے۔ اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتا ہے۔

قطب ربانی، ہیکل صمدانی، حضرت سیّدی امام علامہ عبدالوہاب شعرانی نوراللہ مرقدہٗ اپنی معروف زمانہ تصنیف امام لطیف برکاتِ روحانی اردو ترجمہ طبقاتِ شعرانی میں فرماتے ہیں۔

کہ جب میں قرآن کریم کی تلاوت، یا حدیث پاک کی یا علم دین کی کتاب پڑھ رہا ہوں اور کسی سے بات کرنے کی ضرورت پڑے تو اپنے دل کے ساتھ اپنے رب کریم جل وعلا سے یا رسول پاک ﷺ سے یا آئمہ مجتہدین میں سے کسی ایک سے یا دیگر اولیا

Marfat.com

سے اجازت طلب کرتا ہوں اور اپنے دل و زبان سے عرض کرتا ہوں۔ اے ربّ کریم! اجازت ہو کہ میں تیرے بندے کے ساتھ فلاں ضرورت کی بات کرلوں۔ تو کہتا ہوں۔ دستور یا رسول اللہ، یا دستور یا محمد حنفی یا ابن ادریس اور یہ اللہ تعالیٰ۔ اس کے رسول پاک ﷺ اور علمار بانیین کے حضور ادب کی وجہ سے کرتا ہوں۔

یہیں آگے چل کر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر یہ بھی انعام ہے کہ دن یا رات میں کسی وقت پاؤں پھیلانا چاہتا ہوں تو اجازت لیتا ہوں۔ دستور یا اللہ، یا کسی سمت میں پاؤں پھیلاتا ہوں تو پہلے یوں اجازت لیتا ہوں۔ دستور یا سید المرسلین، دستور، یا سیدی عبدالقادر جیلانی، یا سیدی احمد یا ابنِ الرفاعی، یا سیدی احمد البدری یا سیدی ابراھیم الدسوتی جو اولیاء حیاتِ ظاہری میں ہیں یا واصل بحق ہو چکے ہیں اور یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ میرا مشاہدہ ہے کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور حاضر ہوں، یا اس کے رسول ﷺ کے یا اس کے دین کے اماموں کے سامنے حاضر ہوں اور یہ کیفیت دائمی ہے۔

(برکاتِ روحانی ترجمہ طبقات امام شعرانی)

جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے مقتولوں کو فلاں بن فلاں فلاں اور فلاں بن فلاں کہتے ہوئے پکارا۔

(بحوالہ: ہدیۃ المھدی۔ از وحید الزمان۔ ص ۵۰۔ ۴۹) معارج النبوۃ جلد سوم۔ ص ۱۰۶)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ جنت البقیع کے قبرستان سے گزرے اور فرمانے لگے۔ شہر خاموشاں کے مکینو! السلام علیکم ہمارے پاس کی خبریں تو یہ ہیں کہ تمہاری بیویوں نے اور شادیاں رچالی ہیں۔ اور تمہارے گھروں میں اور لوگ رہ رہے ہیں اور تمہارے اونٹ بانٹ دیئے گئے ہیں۔

یہ سن کر اہل قبور میں سے ایک آواز دینے والے نے جواب دیا۔ اے فاروق اعظم ہمارے پاس یہ خبریں ہیں کہ جو نیکیاں ہم نے اپنے سے پہلے اس عالم میں بھیج دی تھیں وہ ہمیں یہاں مل گئی ہیں، جو ہم راہِ خدا میں خرچ کر آئے ہیں اس کا نفع حاصل کرلیا

Marfat.com

ہے۔اور جو پیچھے چھوڑ آئے ہیں وہ تو صرف خسارہ ہی خسارہ ہے۔

(جامع کرامات اولیاء، جلد اول، ص ۴۴۸)

امام یوسف نبھانی اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک نوجوان کی قبر پر تشریف لے گئے اور پکار کر فرمایا اے فلاں وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰان اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہوتے ہیں ڈر سے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ قبر کے اندر سے نوجوان نے جواب دیا جناب فاروق میرے رب نے جنت میں دو دفعہ وہ جنتیں عطا فرمائی ہیں۔ (جامع کرامات اولیاء جلد اول، ص ۱۴۹)

حضرات محترم ☆: اولیاء اللہ کے مقام کے بارے میں حقیقت آپ پر واضح ہو چکی ہو گی کہ خدا نے ان پاکان امت کو جو مقام عطا کیا ہے اسی کے مطابق ان بزرگان امت کے طریقہ پر چلتے ہوئے زندگی گزار رہے ہیں اور معترضین صرف اور صرف مخالفت برائے مخالفت کی بنیاد پر حقیقت کا انکار کئے ہوئے ہیں کبھی تو وہ انسان کے مرنے کے بعد انسان کے وجود کا تصور ہی نہیں مانتے۔ بس مر گیا مٹی میں مل کر خاک ہو گیا کہیں وہ مرنے کے بعد قبر میں سانپ بچھو سے ڈرا کر قوم کو بتاتے ہیں کہ قبر میں سب کا حال ایک جیسا ہوتا ہے کہیں وہ لوگ قبروں پر اعتراض کرتے ہیں کہ قبر بنانا شرک و بدعت ہے کبھی وہ ختم درود وسواں۔ چالیسواں اور سالانہ ختم شریف کا انکار کرتے ہیں اور کہیں فاتحہ کے لئے دن مقرر کرنے پر اعتراض اور کہیں بزرگوں کی فاتحہ کا انکار کہیں عرس اور میلاد پاک کا انکار نہ جانے کس کس بات پر انکار کا طریقہ اپنائے ہوئے ہیں اور کہیں حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی السیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی گیارھویں شریف کے بارے میں شرک و بدعت کے فتوے کی مشین اسٹارٹ کئے رکھتے ہیں۔ نہ جانے کیوں ان لوگوں کو خدا اور خدا کے محبوبوں سے اختلاف رکھنے کی عادت پڑ گئی ہے بات کرتے ہیں انبیاء اولیاء کی اور خبر اپنے گھر کی بھی نہیں ہوتی کہ گھر میں کیا ہو رہا ہے۔

الحمد اللہ مسلک اہل سنت و جماعت سنی حنفی بریلوی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ مسلک حق

Marfat.com

ہے اور اس کی حقانیت کی واضح دلیل قرآن حدیث' اقوال' صحابہ اجماع امت اور اولیاء اللہ جملہ مفسرین و محدثین کے علم و تحقیق سے ثابت ہوتی ہے جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے الحمد اللہ مسلک اہل سنت کے عقیدے اور نظریہ کی حمایت دیوبندیوں کے علماء نے بھی کی ہے جن کے حوالہ جات فقیر نے یہ بانگ دہل لکھے ہیں۔ اور ہر حوالہ پر ذمہ داری قبول کرتے ہوئے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اصلاح احوال کی دعا کرتا ہوں کہ مولا تعالیٰ حق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجارہ سید المرسلین۔

حضرت امام شافعی کا عقیدہ استمداد حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ والرضوآن نے فرمایا۔

میں حضرت امام ابوحنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور اُن کی قبر کے پاس آتا ہوں تو جب مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور ان کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔ (ردّ المختار جلد اول، ص ۳۸)

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی معرکۃ الآرا کتاب میں رقمطراز ہیں۔

امام شافعی گفت است قبر موسیٰ کاظم تریاق مجرب سف مراجابت دعارا۔

ترجمہ ☆: حضرت امام شافعی نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر دعا کی مقبولیت کے لیے تریاقِ مجرب ہے۔ (اشعۃ اللمعات۔ جلد اول)

مذکورہ دونوں تحریروں سے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ واضح ہو رہا ہے کہ ان کے نزدیک بزرگوں کے مزارات پر جانا۔ صاحب مزار سے فیض حاصل کرنا۔ ان کے مزار کے قریب کھڑے ہو کر دعا کرنا اور صاحب مزار کو حاجت روائی کا ذریعہ ٹھہرانا جائز ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء زری زربخش کا عقیدہ استمداد سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء زری زربخش دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

مولانا کیتھلی نے مجھ سے بیان کیا کہ دہلی میں ایک سال قحط پڑا میں کپڑے کی مارکیٹ کی طرف سے گزر رہا تھا اور تھا بھی بھوکا۔ میں نے کھانا خریدا، اور خود سے کہا کہ اس کھانے کو تنہا نہیں کھانا چاہیے، کسی کو بلا کر کھانے میں اس کو بھی شریک کرلوں۔

ایک کمبل پوش فقیر کو دیکھا جو گدڑی پہنے ہوئے میرے سامنے سے گزر رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا اے میر خواجہ! میں درویش ہوں اور تم بھی درویش ہو۔ میں بھی غریب ہوں تم بھی غریب دکھائی دیتے ہو۔ میرے پاس کچھ کھانا موجود ہے آؤ تاکہ مل کر کھالیں۔ وہ درویش راضی ہوئے۔ ہم نانبائی کی دکان کے اوپر گئے اور کھانا کھایا۔

اس دوران میں اس درویش کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا اے خواجہ مجھ پر بیس روپے قرض ہو گیا ہے۔ میرا وہ قرض ادا ہو جانا چاہیے۔ اس درویس نے کہا تم اطمینان سے کھانا کھاؤ میں بیس روپے تم کو دے دیتا ہوں۔ مولانا کیتھلی نے کہا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ اس پھٹے حال شخص کے پاس بیس روپے کہاں ہوں گے جو مجھ کو دے گا۔ الغرض جب کھانا کھا چکے تو وہ اُٹھے اور مجھے اپنے ساتھ لے کر ایک مسجد کی طرف چل دیئے۔ مسجد میں ایک قبر تھی اُس کے سرہانے کھڑے ہو کر انہوں نے کچھ مانگا۔ اور ایک چھوٹی سی لکڑی ان کے ہاتھ میں تھی۔ آہستہ سے اس قبر پر مارا اور کہا اس درویش کو بیس روپے کی ضرورت ہے اس کو دو۔ یہ کہا اور میری طرف منہ کر کے مجھ سے کہا مولانا! واپس جاؤ! بس آپ کو بیس روپے مل جائیں گے۔

مولانا کیتھلی نے کہا جب میں نے یہ بات سُنی اس درویش کا ہاتھ چوما اور ان سے جدا ہو کر شہر کی طرف چل پڑا۔ میں اس وقت حیرت میں تھا کہ وہ بیس روپے مجھ کو کہاں سے ملیں گے۔ میرے پاس ایک خط تھا جو کسی کے گھر پہنچایا۔ اس دن وہ خط لے کر دروازہ کمال پر پہنچا۔ ایک ترک اپنے گھر کے چھجے پر بیٹھا تھا، اس نے مجھ کو دیکھا اور آواز دی اور اپنے غلاموں کو دوڑایا۔ وہ مجھے پوری کوشش سے اوپر لے گئے۔ اس ترک نے مجھے بہت خوش کیا۔ میں نے ہر چند کوشش کی مگر اس کو نہیں پہچان سکا۔ وہ ترک بار بار کہتا کہ

Marfat.com

کیا تم وہ عقل مند نہیں ہو جس نے فلاں جگہ میرے ساتھ بہت نیکی کی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ میں تم کو نہیں پہچانتا، اُس نے کہا تم بھلے نہ پہچانو میں تو پہچانتا ہوں۔ تم خود کو کیوں چھپاتے ہو۔ الغرض اس قسم کی بہت سی باتیں کیں۔ اس کے بعد بیس روپے لایا اور بڑی معذرت کے ساتھ وہ مجھے دے دیئے۔

(فوائد الفوائد۔ حصہ دوم، مجلس ۲۱، ص ۲۵۵۔۲۵۴)

دوستانِ محترم ☆: حضرت خواجہ سیّد نظام الدین محبوب الٰہی زری زر بخش علیہ الرحمۃ نے اس واقعہ کو بلا تردید بیان فرما کر اپنا عقیدہ ثابت کر دیا کہ جس طرح ظاہری حیات مبارکہ میں اولیاء اللہ سے کسی چیز کا مانگنا جائز ہے اسی طرح بعد از وصال ان کے مزار پر حاضر ہو کر کسی چیز کا طلب کرنا جائز ہے۔ اس لیے کہ حقیقت میں دینے والا تو خدا ہی ہے مگر اولیاء اللہ کی طرف نسبت مجازاً ہے۔ جیسا کہ حقیقتاً بیماری سے شفا دینے والا اللہ ہی ہے، لیکن مریض کہتا ہے کہ فلاں ڈاکٹر کے علاج سے شفا ملی ہے۔ یا مریض ڈاکٹر سے کہتا ہے کہ مجھے فلاں مرض ہے آپ ایسی دوائی دے دیں کہ یہ میرا مرض دور ہو جائے۔ حالانکہ حقیقی شافی الامراض ذاتِ خداوندی ہے۔

اسی طرح ہمارا بھی یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے جو کچھ ہوتا ہے، جو کچھ ملتا ہے وہ خدا کے در سے، مگر اولیائے کاملین کی طرف نسبت مجازاً ہوتی ہے کیونکہ خود مالک کریم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے **كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ** کہ سچے لوگوں سے تعلق پیدا کرو، دوسری جگہ فرمایا **وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا** یہ بہت اچھے دوست ہیں۔

عاشق رسول ﷺ علامہ عبدالرحمٰن جامی کا عقیدہ استمداد عاشق رسول ﷺ

علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق تصنیف میں رقمطراز ہیں

حضرت شیخ ابوالحارث اولاسی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ میں نے حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کی بہت شہرت سنی تھی چند مسئلوں کے حل کے لیے میں نے ان کی زیارت کا قصد کیا۔

Marfat.com

جب میں مصر پہنچا تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ ان کا تو کل انتقال ہو گیا ہے۔ میں یہ خبر سن کر ان کے مزار پر گیا۔ وہاں پہنچ کر مراقبہ میں بیٹھ گیا، کچھ دیر کے بعد مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں ان کا دیدار ہوا۔ اور مجھے جو مشکل مسائل درپیش تھے وہ میں نے اُن سے دریافت کیے، انہوں نے مجھے ان سب کا مجھے جواب مرحمت فرمایا۔

(نفحت الانس ص ۱۹۳)

عزیزانِ گرامی قدر☆: علامہ جامی علیہ الرحمۃ نے اس واقعہ کو اپنی کتاب میں تحریر فرما کر اپنا عقیدہ واضح کر دیا کہ اولیائے کاملین کے مزارات پر اپنی کسی حاجت کو لے کر جانا جائز ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے لوگوں کی مشکلیں حل کرتے ہیں۔

حضرت امام سیّدی عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف میں مصر کے ایک عارف کامل اور شیخ طریقت حضرت ابو محمد عبدالرحیم المعوبی انضاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ

ایک مرتبہ شیخ کی محفل میں فضا سے ایک سایہ اترا۔ حاضرین کو کچھ پتہ نہیں کہ کون ہے۔ پس شیخ گھڑی بھر سر جھکائے بیٹھے رہے پھر وہ سایہ آسمان کی طرف اُٹھ گیا۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ فرشتہ ہے اس سے لغزش ہو گئی تو شفاعت طلب کرنے کے لیے ہمارے پاس آ گرا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ہماری شفاعت قبول فرمالی۔ اور یہ اُٹھ گیا۔ (برکاتِ روحانی ترجمہ طبقاتِ امام شعرانی ص ۳۲۰)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ فرشتے بھی اگر لغزش کا شکار ہو جائیں تو وہ اپنی سفارش اور رب کی بارگاہ سے معافی کے لیے اللہ کے ولیوں کی بارگاہ میں حاضری دے کر شفاعت طلب کرتے ہیں۔

ایک یہ آج کے وہابڑے ہیں کہ جن کا نہ اس دنیا میں کوئی ولی نہ آخرت میں شفیع و مددگار۔ بعض انبیاء واولیاء میں انہوں نے اپنی دنیا و آخرت دونو خراب کر لی ہیں اور یہ قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمٰى جو اس دنیا میں اندھا وہ

Marfat.com

آخرت میں بھی اندھا ہی ہوگا۔ اسی وجہ سے تاجدارِ بریلی نے فرمایا کہ

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں تو اگر مان گیا

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق تصنیف لطیف میں فرماتے ہیں

حضرت سیّدی احمدؒ بن مرزاق جو دیارِ مغرب کے اکابر فقہاء و علماء و مشائخ سے ہیں۔ انہوں نے فرمایا شیخ ابوالعباس عضرمی نے ایک دن مجھ سے پوچھا زندہ کی امداد قوی ہے یا مردہ کی؟

میں نے کہا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زندہ کی قوی ہے، اور میں کہتا ہوں کہ وفات یافتہ کی مدد زیادہ قوی ہے۔ شیخ نے فرمایا ہاں اس لیے کہ وہ خدا کے دربار اور اس کی بارگاہ میں ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول، ص ۱۱۳)

یہی حضرت شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کہ آخر مانگنے والے استمداد و امداد سے ایسا کون سا معنی مراد لیتے ہیں کہ یہ فرقہ منکر ہے۔ اس سے ہم تو بس یہی سمجھتے ہیں کہ دعا کرنے والا خدا سے دعا کرتا ہے اور اس متقرب بندے کو وسیلہ بناتا یا اس کو پکارتا ہے کہ اے خدا کے بندے اور اُس کے ولی میرے لیے شفاعت کیجئے اور خدا سے دعا کیجئے کہ میری مراد برلائے۔ اور میرا مطلوب عطا فرما۔

اگر یہ معنیٰ شرک کا سبب ہے، جیسا کہ منکر گمان کرتا ہے تو چاہیے کہ زندگی میں بھی خدا کے دوستوں سے توسل اور طلب دعا سے روک دیں، کیونکہ جو چیز شرک ہوگی وہ حیات و بعد وفات دونوں حالتوں میں شرک ہوگی۔

حالانکہ یہ معنیٰ بالاتفاق مستحب و مستحسن اور دین میں رائج ہے، ارواحِ کاملین سے استمداد اور استفادہ کے بارے میں اہل کشف بزرگوں سے جو مشاہدہ کے واقعات مروی ہیں وہ حصار سے باہر، ان کے رسائل اور کتابوں میں مذکور اور ان کے درمیان

Marfat.com

مشہور ہیں، ہمیں ان کے ذکر کی حاجت نہیں۔ شاید متعصب منکر کے لیے ان کے کلمات بھی مفید نہ ہوں خدا ہمیں اس سے عافیت عطا فرمائے۔ اس جگہ کلام طول و اطناب کی حد کو پہنچ گیا منکروں کی ناک، خاک آلود کرنے کے لیے۔ کیونکہ قریب زمانہ میں ایک فرقہ پیدا ہو گیا ہے جو اولیاء اللہ سے استمداد و استعانت کا منکر ہے اور اولیاء اللہ کی طرف توجہ کرنے والوں کو مشرک اور بت پرست سمجھتا ہے۔

(اشعۃ اللمعات۔ جلد اول۔ ص ۱۱۵۔۱۱۴)

حضرت امام غزالی کا عقیدہ استمداد حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ اپنی معروف تصنیف میں اس روح اور جسم کے فلسفے پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ شاید تم یہ کہو کہ فقہا اور متکلمین کا مذہب تو یہ ہے کہ آدمی کی جان موت سے معدوم ہو جاتی ہے اور دوبارہ اس کو پیدا کرتے ہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو دوسروں کی بات پر چلے وہ اندھا ہے اور جو انسانی جان کی فنائیت کا قائل ہے وہ نہ مقلد ہے نہ مبصر!

اگر اہل بصیرت میں سے ہوتا تو وہ اس حقیقت سے آگاہ ہوتا کہ موت آدمی کے قالب کی حقیقت کو نیست و نابود نہیں کرتی، اور اگر اہل تقلید میں سے ہوتا تو اسے معلوم ہوتا کہ قرآن وحدیث کے نقطہ نظر سے آدمی کی روح مرنے کے بعد اپنے مقام پر برقرار رہتی ہے۔

آگے چل کر حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ

روح کی بھی دو قسمیں ہیں اتقیاء یعنی بدبخت و منکر کی روح۔ اور سعداء یعنی سعادت مند یعنی نیک روح۔ سعداء کی روحوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

(سورۃ آل عمران۔ پارہ:۳)

Marfat.com

ترجمہ☆: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے۔ ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔

اور بدر کے کفار جو اشقیاء میں سے تھے۔ جب انہیں رسول اللہ ﷺ و اصحاب وسلم نے قتل کیا تو انہیں نام لے کر پکارا اور فرمایا کہ میرے اللہ نے میرے دشمنوں کے بارہ میں جو کچھ فرمایا تھا وہ اُس نے سچ کر دکھایا اللہ تعالیٰ نے تم سے عذاب کے جو وعدے کیے تھے ان کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔

لوگوں آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یہ لوگ تو مردہ ہیں اور آپ ان سے گفتگو فرمارہے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ لوگ میری بات کو تم سے زیادہ بہتر طریقہ سے سنتے ہیں۔البتہ جواب سے عاجز ہیں۔

(نور الصدور فی شرح قبور ص ۱۱۰۔ معارج النبوۃ۔ جلد سوم۔ ص ۱۰۶)

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن و حدیث میں غور کرے گا جو مُردوں کے حق میں وارد ہیں اور جن میں یہ مضمون ہے۔ کہ مردے اہل ماتم اور اہل زیارت سے واقف ہی نہیں بلکہ جو کچھ اس جہان میں ہوتا ہے اس سے بھی واقف ہیں تو اسے یقین ہو جائے گا کہ مُردوں کا نیست و نابود ہو جانا شریعت مقدسہ میں کہیں وارد نہیں۔ بلکہ وہاں تو یہ ہے کہ صفت بدل جاتی ہے، گھر بدل جاتا ہے اور قبر دوزخ کے غاروں میں سے ایک غار یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

پس تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ مرنے سے نہ تو ذات فنا ہوتی ہے اور نہ ہی خاص صفات، البتہ تیسرے حواس، حرکات اور وہ خیالات جو دماغ میں آتے ہیں اور جن تعلق اعضاء سے ہوتا ہے وہ حسب زائل ہو جائیں اور تو جیسا یہاں سے گیا ہے ویسا ہی مجرد اور تنہا وہاں رہے گا۔ (کیمیائے سعادت۔ص ۸۰۔۷۹)

Marfat.com

آخری دستک

حضرت امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے اس خوبصورت تبصرے کے بعد عاشق رسول حضرت امام یوسف نبہانی رحمتہ اللہ علیہ کی نقل کردہ ایک روایت جو دنیائے اسلام کے تمام محدثین ومفسرین اور مجتہدین کے نزدیک معتبر اور جامع ومصدقہ ہے۔ جس کا انکار قطعی طور پر ناممکن ہے۔ آپ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے، ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت امام یوسف نبہانی اپنی کتاب جامع کراماتِ اولیاء میں حضرت امام فخرالدین رازی کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ

وصال کے بعد جب حضرت سیّدی امیرالمومنین خلیفۃ المسلمین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ حضور نبی کریم ﷺ کے روضۂ اقدس کے دروازے کے سامنے لایا گیا۔ اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں درخواست کی گئی یارسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیک یہ ابوبکر ہیں جو حضور کے دروازۂ مقدس پر حاضر ہیں (ان کے لیے کیا حکم ہے) دروازہ دفعۃً کھل گیا روضہ انور سے ہاتف نے آواز دی۔

اُدْخُلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبا

ترجمہ☆: محبوب کو محبوب کے پاس لے آؤ۔

(بحوالہ: جامع کراماتِ اولیاء۔ جلد اول ص ۳۷۹)

عاشق رسول علامہ نورالدین عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ اس روایت میں ایک خوبصورت اضافہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قبل از وصال وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ تیار کر کے رسول اللہ ﷺ کے دربار اقدس میں لے جا کر عرض کرنا حضور ابوبکر حاضر ہے، اگر اجازت ہوئی تو دروازہ کھل جائے گا اور مجھے اندر لے جانا، وگرنا جنت البقیع میں دفن کر دینا۔

راوی کہتا ہے کہ جب حضرت ابوبکر کی وصیت پر عمل کیا گیا اور وہ کلمات ابھی اختتام کو نہ پہنچے

Marfat.com

تھے کہ پردہ اُٹھ گیا اور آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کی طرف لے آؤ۔ سبحان اللہ العظیم۔
(شواہد النبوۃ۔ از علامہ جامی۔ ص ۲۶۳) (اقتباس الانوار شیخ محمد اکرم قدوسی، ص ۹۰۔ جمال الاولیا ص ۲۹)۔ تکریم المومنین۔ از نواب صدیق حسن بھوپالی اہل حدیث، ص ۳۷۔۳۶۔ تفسیر کبیر، جلد ۲۱، ص ۸۷، عربی۔ سورہ کہف زیر آیت ام حسبت اَن اصحاب الکھف)

اس حدیث شریف سے اول یہ کہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان و عظمت اور بلند مرتبہ کا پتہ چلا۔

دوم یہ بھی پتہ چلا کہ رسول کائنات ﷺ کے وصال کے بعد۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یارسول اللہ کہہ کر حضور کریم ﷺ کو نہ صرف پکارا بلکہ درخواست بھی پیش کی۔ جس سے یارسول اللہ کہنا اجماع صحابہ سے جائز ثابت ہوا۔ اب جو یارسول اللہ کے نعرے کو ناجائز کیسے وہ اجماع صحابہ کا منکر ہے۔ اور جو اس اجماع صحابہ کا منکر ہے۔ اسے قرآن مجید نے یہ سرٹیفکیٹ عطا فرمایا ہے۔

نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا

ترجمہ ☆: کہ وہ شتر بے مہار جدھ چاہے گھومے پھرے ٹھکانہ تو اس کا جہنم ہی ہے۔

جو حضرات اجماع صحابہ کو سند سمجھ کر آج بھی یارسول اللہ کہہ رہے ہیں انہیں مشرک و بدعتی کہنا خلاف اسلام اور کھلی گمراہی ہے۔ اور یہ بدعت ہے۔

اس واقعہ سے دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا صحابہ کرام حضور اکرم ﷺ کی حیات کے قائل تھے۔ اگر قائل نہ ہوتے تو۔ اول تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وصیت کے وقت کہہ دیتے کہ نعوذ باللہ حضور تو سننے پر قادر ہی نہیں تو ہم جا کر کیوں کہیں۔

دوسرا یہ کہ صحابہ کرام کا اجتماعی عقیدہ حیات النبی کا نہ ہوتا تو وصیت کے باوجود وہ اس پر عمل نہ کرتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ اور کسی بھی صحابی کے اس پر اعتراض نہیں کیا، جس سے ثابت ہوا کہ حیات النبی بھی متفقہ مسئلہ ہے اور اس پر بھی اجماع صحابہ ہے۔

Marfat.com

تیسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ اپنی قبر میں سنتے ہیں، اگر نہ سنتے ہوتے تو صحابہ کرام کی یارسول اللہ کی ندا بے کار ہوتی۔ پھر دیکھنا یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام نے وہاں چلا چلا کر تو نہیں پکارا ہوگا۔ کیونکہ حضور کی بارگاہ میں آواز بلند نہ کرنے کا حکم قرآنی تو پہلے سے موجود تھا۔ جسے تمام صحابہ بخوبی جانتے تھے۔ اور پھر بالخصوص حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ذرا سی بھی اونچی آواز سے مسجد نبوی میں کسی کو گفتگو نہیں کرنے دیتے تھے کہ یہ آداب رسالت کے منافی ہے۔ جب حضور اکرم ﷺ قبر انور میں تشریف فرما ہوں، اور صحابہ آہستہ آہستہ یارسول اللہ کہیں تو حضور اکرم سُن کر انہیں جواب عطا فرمائیں اور وہ جواب حاضرین سر کے کانوں سے سنیں تو پھر کیا خیال ہے ان حضرات کا جو یارسول اللہ کہنے والے کو پکا مشرک اور بدترین کافر قرار دیتے ہیں کہ صحابہ کرام نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یارسول اللہ کہہ کر آہستہ آواز دی تو وہ کیسے رہے۔ ان کے ایمان اور عقیدے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

اگر ہم آپ لوگوں کا نظریہ مان لیں تو سارا گلشن مصطفوی شرک کی خزاں کی زد میں آجاتا ہے۔ بے ایمانوں غور کرو اپنے ایمان کو بچاؤ اور اس قسم کی باتیں کر کے نہ امت میں انتشار پیدا کرو اور نہ ہی اپنے آخرت خراب کرو۔ جماعت اہل سنت کے عظیم جرنیل شیر پنجاب حضرت علامہ محمد اورنگزیب خان قادری مرحوم نے خوب کہا کہ

حیات نبی دے جیہڑے ہین منکر
دسو کون روضے وچوں بولیا سی

ہم آج بھی آپ کو دعوت فکر دیتے ہوئے کہیں گے کہ آؤ ابھی وقت ہے اپنے غلط عقیدہ سے تائب ہو کر صحابہ کرام اولیائے کرام اور اہل سنت و جماعت کے مسلک کو مان لو اور اُن لو اور ان کے ہمنوا ہو کر یارسول اللہ کے ایمان افروز نعرے کا ورد کرو۔ اور

پکارو یارسول اللہ یا حبیب اللہ

اے کاش شاہد کے اثر جائے تیرے دل میں میری بات۔

Marfat.com

ہم صحابہ اکرام کی محبت کے دعویداروں کو دعوتِ فکر دیتے ہیں۔
حضرت صدیق اکبر ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ کرتے رہے اور وقت وصال بھی یہ وصیت کرو۔ سبق دے گئے کہ میں آخری لمحے میں بھی اپنے نبی کی عزت و عظمت کو اجاگر کرتے ہوئے جاؤں گا اور ساتھ اپنے ساتھ محبت کرنے والوں کو نبی پاک کے بارے میں ایک عقیدہ ہی سمجھاؤں گا کہ نبی امتی سے بے خبر نہیں ہوتا بلکہ امتی پکارے تو اس کی آواز سنتا ہے اور چاہے تو اس کا جواب بھی دیتا ہے اور اس کی مدد بھی فرماتا ہے لہٰذا جو شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا امام مانتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے اس کو صدیقی سوچ اور عقیدہ بھی اپنانا چاہیے۔
یاد رہے صدیق اکبر کی صداقت قرآن نے بیان کی ہے اور اپنے بعد منصب امامت پر خود رسول اللہ ﷺ نے کھڑا کیا ہے۔

Marfat.com

کیا ہر اَمرِ خیر بدعت اور حرام ہے؟

آج کل ایک مخصوص فرقہ کے علماء نے ہر ایک نیک امرِ خیر پر اہل سنت و جماعت پر فتوؤں کی بوچھاڑ کر رکھی ہے۔ جس کا مقصد نہ صرف ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا ہے بلکہ وطن عزیز مملکتِ خداداد پاکستان میں غیر ملکی ڈالروں، پاونڈوں اور درہم ودینار اور ریالوں کے بل بوتے پر نجدیت پھیلانا ان کا ایجنڈا ہے۔

ہم اس سلسلہ میں وہ تمام معاملات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرینگے جن کی بنیاد پر اہل سنت و جماعت کے لیے فتوؤں کی لوٹ سیل لگا رکھی ہے، اور اپنی جماعت کے ہر پیروکار کے ذہن میں چند چیزیں فیڈ کر رکھی ہیں جن کی بنیاد پر ان کے پاس چند روز بیٹھنے والا یا سبق حاصل کرنے والا ان کی اس غلط اور من گھڑت تاویل پر ڈٹ کر جگہ جگہ توحید کے پرچار کے نام پر اچھے خاصے لوگوں کو کافر و مشرک اور مرتد حتیٰ کہ وہ اپنے والدین تک کو بھی کافر و مشرک کہنے سے گریزاں نہ ہے۔

ذیل میں سب سے پہلے ان مسائل اور حل طلب موضوعات کے نام تحریر کر کے بعد ازاں ہر ایک پر مختصر تشریح کے بعد اہل حق پر یہ واضح کرنے کی کوشش کروں گا کہ ہر امر خیر نہ ہی خود برا ہے اور نہ ہی اس کو پھیلانے اور عمل کرنے والے برائی پر ہیں۔ ان موضوعات و مسائل کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) شرک۔ (۲) کفر۔ (۳) فرض۔ (۴) واجب۔ (۵) سنت مؤکدہ۔ (۶) سنت غیر مؤکدہ۔ (۷) مستحب۔ (۸) حرام۔ (۹) مکروہ تحریمی۔ (۱۰) الساءت۔ (۱۱) مکروہ تنزیہی۔ (۱۲) خلافِ اُولیٰ۔ (۱۳) مباح۔ (۱۴) بدعت۔ (۱۵) بدعت اعتقادی۔ (۱۶) بدعت عملی۔ (۱۷) بدعت جائز۔ (۱۸) بدعت مستحبہ۔ (۱۹) بدعت واجبہ۔ (۲۰) بدعت مکروہہ۔ (۲۱) بدعتِ حرام۔ (۲۲) بدعت حسنہ۔ (۲۳) بدعت سیئہ۔

Marfat.com

اب ان تمام امور پر الگ الگ مگر مختصر تشریح پیش کی جاتی ہے تا کہ حق واضح ہو جائے۔

ا۔ شرک۔ قرآن مجید میں مشرک کو نجس اور شرک کو ظلم عظیم کہا گیا ہے یہ بہت بڑا گناہ۔ جس کے تصور سے با ایمان اور باضمیر انسان کانپ اٹھتا ہے، دل لرز جاتا ہے۔ اور جسم بے قابو ہو جاتا ہے۔ اس کا انجام المناک۔ ہولناک، دردناک اور شدید سے شدید تر عذاب ہے۔

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں

بالجملہ شرک سہ قسم است در وجود، در خالقیت، در عبادت، یعنی شرک تین قسم کا ہے۔ (۱) وجود میں۔ یعنی غیر خدا کو واجب الوجود ماننا۔ (۲) خالقیت میں۔ یعنی غیر خدا کو کسی چیز کا حقیقتاً پیدا کرنے والا جاننا۔ (۳) عبادت میں۔ یعنی غیر خدا کی عبادت کرنا جس کو ہندی میں پوجا کہتے ہیں۔ یا اس کو مستحق عبادت جاننا۔

پس شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی طرح کسی دوسرے کی ذات وصفات کو قدیم سمجھا جائے۔ یا اس کو مستحق عبادت جانے۔ یا اس کو کسی شئے کا پیدا کرنے والا یا اس کی کسی صفت کو ذاتی سمجھے۔ اس کے علاوہ کوئی بات یا عمل شرک نہ ہے۔

کفر☆: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات کا انکار کیا جائے۔ یا اُس کے کسی ایسے کلام کو انکار کیا جائے جو ہمیں دلیل قطعی کے ساتھ پہنچا چکا ہو۔ شرک اور کفر کا حکم یہ ہے کہ وہ توبہ کئے بغیر ہرگز نہیں بخشا جائے گا۔ اس سے جتنے نیک عمل ہوتے ہیں سب نیست ونابود ہو جاتے ہیں۔ شرک کے مقابل توحید اور کفر کے مقابل ایمان ہے۔

فرض☆: یہ ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ کا وہ حکم جو ہمیں نص قطعی سے ثابت ہو گیا ہو۔ اس کا ادا کرنا ثواب اور اس کا بلا عذر شرعی ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

پس اس کا ترک کرنے والا فاسق اور عذاب نار کا مستحق ہوتا ہے۔ انکار کرنے والا اور مذاق اڑانے والا کافر۔

Marfat.com

واجب ☆ : حضور سیّد عالم ﷺ کا وہ حکم جو ہمیں دلیل ظنّی سے ثابت ہوا ہو۔ اور جس کا کرنا ہم پر لازم کر دیا ہو۔ اس کا کرنا ثواب اور بلا عذر شرعی قصداً ایک بار ترک کرنا بھی گناہ صغیرہ ہے۔ اور بار بار ترک کرنے والا گناہِ صغیرہ کا مرتکب ہے، ایسا شخص مستحق عذاب ہے۔ لیکن اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہے۔

سُنّتِ مؤکّدہ ☆ : وہ فعل جس کو حضور اکرم ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو۔ اس پر عمل کی تاکید فرمائی ہو۔ لیکن یہ نہ ہی فرض اور نہ ہی واجب کے زمرے میں داخل ہے۔ اس کا کرنا ثواب اور اتفاقاً بلا عذر شرعی ترک کرنے والا مستحق عتاب ہے۔ اور ترک کی عادت کرنے والا مستحق سزا ہے۔

سنت غیر مؤکدہ ☆ : وہ فعل جس کو حضور نبی کریم ﷺ نے ادا فرمایا ہو یا اس کی طرف رغبت دلائی ہو۔ اس کا ترک کرنا اگرچہ ناپسند کیا ہو۔ مگر نہ ایسا جیسا کہ سُنّتِ مؤکّدہ کا۔ پس اس کا کرنا ثواب ہے۔ اور اس کا تارک مستحق عذاب بھی نہیں۔

مُستحب ☆ : وہ فعل جس کو خود حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام یا علماء امت نے پسند کیا ہو۔ اس کا ترک عذاب وگناہ وعتاب کچھ نہیں۔ اور اس کا کرنا ثواب ہے۔

حرام ☆ : وہ فعل جس کا نہ کرنا لزوماً ہمیں دلیل قطعی سے ثابت ہوا۔ اس کو قصداً ایک بار بھی کرنا گناہ کبیرہ اور موجب فسق ہے۔ اور نہ کرنا ثواب ہے۔ انکارِ کفر یہ فرض کے مقابل ہے۔

مکروہ تحریمی ☆ : وہ فعل جس کا نہ کرنا ہمیں دلیل ظنّی سے ثابت ہوا ہو۔ اس کا نہ کرنا ثواب اور کرنا گناہِ کبیر ہے، لیکن انکار کفر نہیں۔ یہ واجب کا مقابل ہے۔

اساءت ☆ : وہ فعل جس کا نہ کرنا ثواب اور اتفاقاً کرنا باعثِ عتاب اور بار بار کرنا موجب سزا ہے۔ یہ سُنّتِ مؤکّدہ کے مقابل ہے۔

مکروہ تنزیہی ☆ : وہ فعل جس سے بچنا بہتر اور باعثِ ثواب ہے۔ لیکن اس کے کرنے پر عتاب نہیں۔ یہ سُنّتِ مؤکّدہ کے مقابل ہے۔

Marfat.com

خلافِ اولیٰ ☆: وہ فعل جس میں بندہ مختار ہے۔ اس سے بچنے والا ثواب کا مستحق اور کرے گا تو ثواب سے محروم۔ یہ مستحب کے مدِ مقابل ہے۔

مُباح ☆: جو افعال اس سے پہلے اوپر دیئے گئے ہیں یہ تو وہ تھے جو شریعت مطہرہ کو مطلوب ہیں۔ اور جن کو ثابت کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ جس قدر افعال ہیں جن کے لیے شریعت مطہرہ سے کوئی ایسی دلیل نہیں پائی جاتی جو ان افعال مذکورہ میں سے کسی فعل کو ثابت کرتی ہو۔ وہ تمام افعال مباح کہلاتے ہیں۔ جس میں مسلمان کو اختیار ہے کہ وہ ان کو کرے یا نہ کرے۔ اس پر اس کو کچھ ثواب ہے نہ عتاب۔

بدعت ☆: یہ لفظ قرآن عظیم میں چند مقامات پر لغوی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے مثلاً

(۱) سورۃ الاحقاف۔ پارہ ۲۶۔ آیت ۹

(۲) سورۃ انعام۔ پارہ ۷۔ آیت ۱۰۱

(۳) سورہ الحدید۔ پارہ ۲۷۔ آیت ۲۷

لفظ بدعت کا لغوی معنیٰ ہے۔ ایجاد کرنا۔ نیا بنانا اور شرعی معنیٰ ہے کہ وہ کام جو بغیر گزری مثال کے کیا جاوے۔ وغیرہ

یعنی وہ اعتقاد یا وہ اعمال جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زمانہ حیاتِ ظاہریہ میں نہ ہوں۔ بعد میں ایجاد ہوئے۔

بدعتِ شرعی کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بدعت اعتقادی ☆: اس سے نئے اور پرانے عقائد مراد ہیں۔ جیسا کہ دُرمختا کتابُ الصلوٰۃ بابُ الامامت میں درج ہے کہ بدعتی امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ بدعت اس عقیدہ کے خلاف اعتقاد رکھنا جو حضور علیہ الصلوٰۃ وسلام سے معروف ہیں۔ بدعت اور بدعتی پر جو سخت وعیدیں آئی ہیں، ان سے مراد بدعتِ اعتقاد یہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس نے بدعتی کی تعظیم کی۔ اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد دی۔ جس بدعت میں ایسی شدید وعید ہے۔ وہ بدعت فی العقائد ہے۔ جیسا کہ

Marfat.com

روافض وخوارج کی بدعت ہے۔(بحوالہ: فتاویٰ رشیدیہ۔جلد اول کتاب البدعات)

بدعت عملی ☆: جو کام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زمانے حیاتِ ظاہریہ میں نہ ہوں۔اس کی تشریح اور اقسام کے لیے دیکھے اشعۃ اللمعات از حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق دہلوی کی مشہور زمانہ کتاب اشعۃ المعات کا صفحہ ۴۲۲۔اس کے علاوہ مرقات۔باب الاعتصام با الکتاب والسنہ بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ایک بدعت واجب ہے۔مثلاً علم نحو کا معنیٰ سیکھنا، اصول فقہ کا جمع کرنا۔

ایک بدعت حرام ہے۔جیسا کہ جبریہ مذہب۔ایک بدعت مستحب ہے۔جیسا کہ مسافر خانوں کا قیام عمل میں لانا، مدارس کی ایجاد کرنا۔اور ہر وہ اچھی بات جو پہلے زمانہ میں نہ تھی۔مثلاً تراویح کا باجماعت پڑھنا۔

ایک بدعت مکروہ ہے جیسے مسجد کو فخریہ زینت دینا۔یہ بدعت مکروہہ میں سے ہے۔

ایک بدعت جائز ہے۔جیسا کہ فجر کی نماز یا ہر نماز کے بعد آپس میں مصافحہ کرنا اور عمدہ عمدہ کھانوں اور شربتوں میں وسعت کرنا۔

شامی شریف کی جلد اول۔کتاب الصلوٰۃ۔باب الامامت میں درج ہے۔

یعنی حرام بدعت والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ورنہ بدعت تو کبھی واجب ہوتی ہے۔جیسے کہ دلائل قائم کرنا۔اور علم نحو سیکھنا۔

اور یہی بدعت کبھی مستحب ہوتی ہے۔مثلاً مسافر خانہ قائم کرنا۔مدارس کا قائم وایجاد کرنا اور ہر وہ اچھی چیز جو پہلے زمانہ میں نہ تھی ان کا ایجاد کرنا۔

بدعت کی ایک قسم مکروہ کہلاتی ہے۔جیسے مساجد کو فخریہ طور پر زینت دینا۔

بدعت کی ایک قسم مباح بھی ہے۔جیسے عمدہ کھانو،ں شربتوں اور کپڑوں میں وسعت کرنا۔

اسی طرح جامع صغیر کی شرح میں لکھا ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول۔ص ۴۲۲)

حضرات گرامی قدر☆: مندرجہ بالا عبارات کی روشنی میں بدعت کی پانچ قسمیں

Marfat.com

واضح ہوئیں۔ جن کی روشنی میں معلوم ہوا کہ ہر بدعت حرام نہیں۔ بلکہ بدعتیں کبھی کبھی ضروری بھی ہوتی ہیں۔

جیسا کہ علم فقہ و اصول کا حاصل و جمع کرنا۔ قرآنِ کریم کا جمع کرنا۔ قرآنی آیات اعراب لگانا۔ قرآن کریم کے نسخوں کو چھاپنا وغیرہ وغیرہ۔

یاد رہے کہ جو کام اسلام کے خلاف ہو۔ یا کسی سنت کو مٹانے والا ہو۔ وہ بدعت سیۂ ہے اور یہ گمراہی حدّ کفر تک ہے۔ اور جو ایسا نہ ہو وہ بدعت حسنہ پر قائم ہے۔ اب بدعت حسنۂ کی مندرجہ ذیل علامتیں ملاحظہ فرمائیں تا کہ حق آشکار ہو سکے۔

حضرت حکیم الامت مفسر قرآن مفتی احمد یار خان نعیمی چشتی نظامی اشرفی بدایونی رحمتہ اللہ علیہ اپنی معرکتہ الآرا کتاب میں بدعت جائز کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

جو کام شریعت مطہرہ میں منع نہ ہو، بغیر کسی نیت خیر کیا جائے، گاڑی کا سفر، مختلف قسم کے کھانے کھانا پکوانا، اچھے ملبوسات کا پہننا اور استعمال کرنا۔ ان کاموں پر نہ ہی ثواب ہے نہ ہی عتاب۔

بدعت مستحبہ، جو کام شریعت میں منع نہ ہو عام مسلمان اس کو کارِ ثواب سمجھیں اور نیت خیر سے کریں۔ مثلاً محفل میلاد شریف و عرس بزرگانِ دین کا انعقاد کرنا وغیرہ۔ ایسے کام کرنے والے کو ثواب ہوگا۔

حدیث شریف ☆: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

اور حدیث مرفوع میں وارد ہے کہ میری اُمت گمراہی پر متفق نہ ہوگی۔ اور اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور انسان کے لیے وہی اچھا ہے جو نیت کرے۔

دُرِّ مختار جلد اول۔ بحث مستحباتِ وضو میں درج ہے:

مستحب وہ کام ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑا ہو۔ اور وہ کام جسے گزشتہ مسلمان اچھا جانتے ہوں۔

Marfat.com

اسی طرح شامی، جلد پنجم بحث قربانی اور دوسری کتاب مرقاۃ۔ بحث نیت میں درج ہے۔

بدعت واجبہ ☆: وہ نیا کام جو شرعاً منع نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو۔ جیسے قرآن مجید کے اعراب اور دینی مدارس وغیرہ کی تعمیر۔

بدعتِ مکروہہ ☆: وہ نیا کام جس سے کوئی سنت چھوٹ جائے۔ اگر سُنَّتِ غیر مؤکّدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تنزیہی ہے اور اگر سُنَّتِ مؤکّدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تحریمی ہے۔

بدعت حرام۔ وہ نیا کام جس سے کوئی واجب چھوٹ جائے۔

(الشعۃ اللمعات۔ جلد اول۔ ص ۴۲۲۔ جاء الحق، از مفتی احمد یار خان نعیمی، حصہ اول۔ ص ۲۱۹۔۲۱۸)

مقامِ غور و فکر ☆: قارئین کرام آپ نے تفصیل کے ساتھ مذکورہ بالا مضمون کو پڑھا۔ اس کے بعد آپ خود ہی فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ اسلام کی کوئی عبادت اور مسلمانوں کا کوئی امر خیر بدعت حسنہ سے خالی نہیں ہے۔

اس کے لیے چند ارشادات اور بھی ملاحظہ ہوں۔

۱ ☆: ایمان۔ ایمان مفصل، ایمانِ مجمل۔ یہ دو قسمیں اور ان کے یہ دونوں نام بدعت حسنہ ہیں۔

۲ ☆: کلمے ☆۔ چھ کلمے، اور ان کے نام اور ترتیب۔

۳ ☆: قرآن مجید کی تیس پاروں میں تقسیم۔ رکوع قائم کرنا۔ اعراب لگانا، قرآن کریم کی جلدیں تیار کرنا۔ بلاک بنا کر پلیٹیں لگا چھاپنا۔

۴ ☆: حدیث پاک کو کتابی شکل میں جمع کرنا۔ اسناد بیان کرنا۔ جرح کرنا۔ حدیث کی قسمیں بیان کرنا۔ یعنی صحیح۔ حسن۔ ضعیف، معضل، مدلس وغیرہ اور ان کی تشریح کرنا۔

۵ ☆: فقہ۔ اس پر دین کا دار و مدار ہے۔ اس کا قرونِ ثلثہ میں ذکر نہیں۔

۶ ☆: نماز کے لیے زبان سے نیت کرنا۔ رمضان شریف میں بیس تراویح کو باقاعدگی سے پڑھنا۔ اس کے لیے خلیفہ دوئم حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔ نِعْمَةِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ یہ بڑی اچھی بدعت ہے۔

۷ ☆: روزہ، سحری وافطار کی دعا زبان سے کرنا۔

۸ ☆: زکوٰۃ۔ رائج الوقت تصویر والا سکہ سے زکوٰۃ ادا کرنا۔

۹ ☆: حج کے لیے ریل گاڑیوں، بحری اور ہوائی جہازوں اور موٹر کاروں کے ذریعے جانا۔ یہ بھی قرون اولیٰ سے ثابت نہ ہے۔

۱۰ ☆: طریقت کے سارے مشاغل، تصوف کے مسائل۔ سلوک کی منزلیں، مراقبہ، پاس انفاس، چھ معکوس وغیرہ وغیرہ۔

۱۱ ☆: سلاسلِ طریقت و شریعت کے نام۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی، اویسی، نظامی، صابری، وارثی، قلندری، شاذلی وغیرہ وغیرہ۔

قارئین کرام ☆: ان میں سے کسی ایک کا بھی تذکرہ قرون ثلثہ کے دور سے نہیں ملتا۔ اب اگر کوئی عقل سے عاری انسان یہ کہیں کہ جو کچھ تم کرتے ہو دکھاؤ قرآن مجید سے یا حضورﷺ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ سے ان تمام امور کا وجود ثابت کرو، اور نہ ہی یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے دور سے ثابت ہے۔ تو پھر اب کیوں ہے؟

تو اس سلسلہ میں ہم یہ عرض کریں گے ہم نے اپنی پوری تحقیق اور دیانت سے حقیقت آشکار کردی ہے، اب دل کے لگے ہوئے قفل فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا کے مصداق کھولنا رب العلمین ہی کا کام ہے، اگر تھوڑی سی بھی ایمان کی رتی دل میں ہو تو حق ایسے شخص سے دور نہیں۔ خدا کرے چشم بینا عطا۔

شرک و بدعت کے موضوع پر جو علماء تقاریر و درس دینے اور لچھے دار بیان داغ کر مسلمانوں میں تفریق کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، اور نہ جانے ایک ہی سانس اہل ایمان کو مشرک و بدعتی جیسے القابات سے نواز کر جب فارغ ہوتے ہیں تو منتظمین جلسہ سے کرایہ اور نذرانہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ہمارا ان سے سوال ہے کہ اس تمام عمل کے بدلے کرایہ مانگنا بدعت نہیں ہے؟ اور پھر غیر اللہ یعنی مسجد و مدرسہ کی کمیٹی والوں سے

Marfat.com

مانگنا۔ جبکہ خدا کے سوا کسی اور سے مانگنا حرام۔ شرک و بدعت نہ جانے تمہاری زبان بے لگام سے کون سے فتوے نکل جاتے ہیں۔ اپنے بارے کیا خیال ہے جب منبر رسول پر بیٹھ کر عوام سے چندے کی اپیل کرتے ہو۔ کیا یہ غیر اللہ سے مانگنا نہیں ہے۔ کیا یہ حرام نہیں ہے؟

لطیفہ ☆ : ایک توحید کا نام نہاد علمبردار مولوی کسی کی شادی کے موقع پر نکاح پڑھانے گیا تو نکاح پڑھانے سے پہلے انہوں نے دولہا سے سہرا اتارنے کا مطالبہ کر دیا کہ سہرا باندھنا بدعت ہے۔

نکاح پڑھانے کے بعد مولوی صاحب کو توحید بھول گئی اسلام اور توحید کے نام نہاد علمبردار نے لڑکے سے نکاح پڑھانے کی فیس کا مطالبہ کر دیا۔ یہ سن کر دولہا میاں نے یہ کہہ کر مولوی صاحب کو خاموش کر دیا کہ ارے مولانا نکاح کی فیس وصول کرنا بھی بدعت ہے۔ یہ سنتے ہی مولوی کے پیروں سے زمین نکل گئی اور شاید یہ کہتے ہوئے واپس چلے آئے ہونگے

کہ بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

قارئین کرام ☆ : توحید کے ان نام نہاد علمبرداروں کی یہی بدعملی، بداعتقادی اور قول و فعل کا تضاد پوری قوم کو لے بیٹھا۔ ان لوگوں میں نہ اخلاقی بلندی ہے...... نہ عظمت کردار...... نہ ہی نگاہوں میں جلال ہے۔ نہ ان کی شخصیت میں جاذبیت، نہ ہی یہ ضرب ید اللہی کا مظہر، نہ فقر میں بوئے اسد اللہی، نہ کلیم کا تصور...... نہ خیال طور سینا...... نہ ہی آرزوئے محمد ﷺ...... نہ ہی جستجوئے مدینہ...... نہ ہی فکرِ رضائے خدا...... نہ ہی منشائے مصطفیٰ ﷺ...... نہ ہی خوفِ خدا نہ ہی شرم نبی۔ نہ ہی جہنم کا ڈر جہاں انہوں نے جانا ہے، بس یہ بات کہہ دوں تو یہ جائز ہوگا کہ ان کی نہ ہی دنیا بہتر نہ ہی آخرت۔ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں۔ شاید استاد امام دین گجراتی انہی کے بارے کہہ گیا۔

جنت کی سیٹیں سب ہو گئیں ہیں پُر
تو جلدی سے دوزخ میں وڑ مام دینا

Marfat.com

افسوس صد افسوس انہیں صرف اور صرف ایک لفظ بدعت ملا ہوا ہے کہ جس کی بنیاد پر اچھے خاصے مسلمانوں کو مشرک و کافر بنائے ہوئے ہیں۔ جبکہ حالت یہ ہے انہیں انجام اپنا بھی پتہ نہیں۔

لطیفہ☆: ایک مولوی صاحب کی عادت تھی کہ جو بھی ان کو ملتا اس سے پوچھتے کہ بھئی تم نے منطق پڑھی ہے؟

جب انہیں جواب یہ ملتا کہ جناب نہیں پڑھی، تو مولوی صاحب یکدم سے فرما دیتے کہ تیری آدھی عمر ختم ہو گئی۔ ایک دن مولانا کو کسی کام کی غرض سے کشتی میں سوار ہو کر کہیں جانا پڑا تو دریا کی کشتی میں سوار ہو کر چند لمحوں کے بعد ملاح سے پوچھا سناؤ بھئی تم نے منطق پڑھی ہے۔ ملاح ذرا ہوشیار تھا کہنے لگا مولانا اگر منطق پڑھی ہوتی تو پھر بیڑے ہی چلانے تھے۔ پھر تو میں کسی مسجد کا امام یا مدرسے کا مدرس ہوتا۔ مگر مولوی کمبخت نے ایک نہ سُنی کہنے لگا نہیں بھئی بات یہ ہے کہ تم نے منطق نہیں پڑھی تمہاری آدھی عمر گئی۔ کشتی جب پہنچی دریاء کے بیچ تو آ گئی بھنور میں۔ اب ملاح نے کہا مولانا کام خراب ہو گیا۔ یہ بتائیں کہ تیرنا جانتے ہو۔ مولوی صاحب یہ سُن کر بڑے سٹ پٹائے اور ہڑ بڑا کر کہنے لگے کیا کہا۔ کیا کہا۔ ملاح نے کہا مولوی صاحب تیرنا جانتے ہو۔ مولوی نے کہا نہیں۔ ملاح جھٹ سے بولا مولوی جی آپ کی ساری عمر گئی۔ اب بیچ دریا کے غرق ہو جاؤ۔ اب کھاؤ ڈبکیاں۔ جاؤ اللہ کے سپرد۔ ہم تارو ہیں تیر کر پھر بھی جان بچالیں گے۔

دوستان محترم☆: توحید کے ان نام نہاد علمبرداروں کو بھی لفظ بدعت مل گیا ہے۔ ہر ایک کو ایک ہی بات کہ **کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃ**۔ ہر بدعت گمراہی ہے۔

یہ علمی بد دیانت کبھی اس کی تشریح اور اقسام لوگوں کو نہیں بتائیں گے صرف ایک ہی بات ہر بدعت گمراہی ہے، جبکہ بدعت حسنہ کا نام تک نہیں لیں گے۔

جیسا کہ ''لفظ بدعت'' کے متعلق اس سے قبل تفصیلاً بحث مکمل شرح بسط و دلائل کے ساتھ کر کے یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ ''بدعت حسنہ'' اور ''بدعت سیۂ'' کا امتیاز ضروری ہے۔

Marfat.com

ہمارے دیئے گئے تمام دلائل شریعت محمدیہ کے فیصلے کے عین مطابق ہیں، ان سے کوئی قبیح فساد پیدا ہونے کا امکان نہیں تو وہ نئی چیز ''بدعت حسنہ'' کے تحت آئے گی۔ اور اگر جواب نفی میں ہے تو یقیناً وہ بدعت سیۂ کہلائے گی۔ اگر کسی امر خیر کو اُمت نے عمومی اور اجتماعی طور پر قبول کرلیا ہے تو وہ قابل اعتراض نہیں۔

ذرا سوچیے اور ٹھنڈے دماغ سے سوچیے کہ اگر بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیۂ کا امتیاز نہ کیا جائے تو سلف سے لے کر خلف تک کوئی فرد ایسا نہیں ملے گا جس کا کوئی لمحہ بھی بدعت سے خالی نظر آئے۔

اسلام قیامت تک کے لیے مکمل دین ہے۔ اسلام میں لچک ہے پھیلاؤ ہے۔ جبر اور سختی نہیں لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۔ یہ ایک فطرتی عمل ہے کہ انسانی معاشرہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اور وقت کے لحاظ سے اس میں تبدیلیاں ناگزیر ہیں۔ اگر اس نقطہ نظر سے اختلاف کیا جائے تو نعوذ باللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک تمام مسلمان گمراہ قرار پاتے ہیں۔ امت مسلمہ میں بڑے بڑے صاحب الرائے اور صاحب ایجاد بزرگ گذرے ہیں اور ان لوگوں نے طرح طرح کی ایجادات کو رائج کیا تو کیا یہ سب لوگ بدعتی تھے؟

مزید برآں ایسی قوم ترقی یافتہ قوموں میں کیونکر کھڑی ہوسکتی ہے جو ہر نئی چیز کو شک کی نظر سے دیکھتی ہو۔

قرآن کریم میں پہلے اعراب نہ تھے لیکن بعد میں غیر عرب لوگوں کی صحت تلفظ کے لیے یہ ضروری خیال کیا گیا۔ جس پر آج تک کسی نے کوئی اعتراض نہ اُٹھایا۔ آخر کیوں؟ دینی کتابوں اور قرآن پاک کو پہلے نہ کتابی شکل میں چھاپہ گیا، نہ ہی اس کی طباعت و کتابت کا موجودہ انداز تھا۔ مگر اب اس کام کو بصد حسن وخوبی نہایت ادب واحترام اور ذوق وشوق سے کیا جاتا ہے۔ اس پر بدعت پر بھی کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوا۔ آخر کیوں؟ اسی طرح قرآن وسنت میں نہ بخاری کا ذکر ہے نہ ختم بخاری کا۔ اس کے باوجود یہ

Marfat.com

بدعت بھی بڑے زور و شور سے جاری ہے۔ اور اس پر بھی کسی نے کوئی اعتراض نہ اُٹھایا۔ آخر کیوں؟

نہ ہی اُس زمانے میں دارالعلوم اور مدارس دینیہ کی تعمیر و تعلیم کا موجودہ طریقہ تھا، کچے کمروں پر مشتمل دارالعلوم اور کچی اینٹوں کی بنی ہوئی مساجد تھیں، یکدم معاشرتی حالات بدلتے گئے اور دین اسلام یہ مراکز اور اہم ستون اپنی جہت بدلتے گئے، مساجد و مدارس کی آرائش و زیبائش میں ہزاروں گنا اضافہ ہوا۔ جس پر آج تک کسی نے بدعت سیۂ کا فتویٰ صادر نہیں کیا بلکہ خود پوری شدّ و مدّ سے معاشرے کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے نت نئے اقدامات اور مختلف بورڈ کی تشکیل اور علوم جدیدہ کا سہارا ایک دوسرے سے بڑھ کر لینے کی کوشش کی جا رہی۔ اس پر بھی کسی نے کوئی اعتراض نہ اٹھایا۔ گارے اور مٹی کی مساجد کی جگہ اب سنگ مَرمَر اور قیمتی پتھروں سے تعمیر کردہ مساجد عام ہیں۔ بجلی کے قمقموں اور مخملی جاء نمازوں سے مساجد آراستہ ہیں، خطبات جمعہ میں فضائل خلفاء و اہل بیت اور دیگر موضوعات لاؤڈ سپیکر اور ساؤنڈ سسٹم کا استعمال کیا یہ تمام بدعات میں شامل نہیں ہیں؟

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ماہ رمضان میں مسجد کا چراغاں دیکھ کر یوں کہا کہ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہماری مسجد کو جگمگایا ہے خدا ان کی قبر کو روشن اور منور کرے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع کرائی فرش پختہ کرایا، جاگیریں وقف کیں، وظیفے مقرر کیے، جانوروں کے لیے چراہ گاہیں بنوائیں۔ مسجد نبوی میں خوشبو جلانے کا رواج قائم کیا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے مسجد میں چراغاں کیا۔ جمعہ کے دن پہلی اذان جاری کی۔ مؤذن کی تنخواہ مقرر کی۔ مسجد میں اپنے لیے الگ جگہ مقرر کی۔

قرآن کریم کی قرأت کا اختلاف ختم کیا اور ایک قرأت پر سب کو متفق کیا۔ ہمارا

Marfat.com

معترضین سے سوال ہے کیا یہ سب ایسی بدعات تھیں جن سے توحید مجروح ہوتی ہے؟ اور پھر طرفہ تماشہ یہ کہ پوری ملت اسلامیہ کے ساتھ ساتھ معترضین بھی ان تمام معاملات میں پوری شدومد سے آج تک شریک ہیں۔ کسی نے کبھی ان میں سے کسی بات کا انکار نہیں کیا۔ نہ ہی بدعت کہا۔ آخر کیوں؟

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری حیات کے دور میں نماز تراویح باجماعت کا کوئی ذکر نہ تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں اس کو باقاعدہ جماعت کی شکل دے کر نعمۃ البدعۃ ھٰذہٖ کے اعزاز سے نوازا گیا۔ آج بھی پوری ملت اسلامیہ اس پر عمل پیرا ہے۔ اگر سچ کہا جائے تو آج کے دور میں اُس دور کی نمازِ تراویح کی روح ہی نظر نہیں آتی۔ کیا حفاظ، کیا سامع کیا علماء کیا عوام سب کے طور طریقے ہی بدل چکے ہیں۔

اس کے باوجود بھی یہ سسٹم جاری وساری پہلے، اس میں خرابیوں پر آج تک توحید کے نام نہاد علمبرداروں نے کبھی نہ اعتراض کیا نہ ہی بدعت کہا۔ آخر کیوں؟

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود تابعی تھے، ان کو اپنے وقت کا ممتاز عالم اور مجدد مانا جاتا رہا ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے غزوات اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل بیان کرنے کے لیے خطیب اور واعظ مقرر کیے۔

کیا اُن کے اس عمل کو اُس دور کے کسی مجتہد، محدث یا عالم نے بدعت کہا؟

جبکہ آج کے دور میں محافل میلاد اور ذکر اولیاء کی محافل کو بدعت کہا جاتا ہے۔ ہم اللہ رب العالمین سے دعا کرتے ہیں کہ اے مولا مسلمانوں کو اس نجدی ٹولے سے نجات عطا فرما۔ آمین۔ یہ بدبخت منع کرتے ہوئے یہ بھی نہیں سوچ پاتے کہ ہم کس کے ذکر کو بدعت کہہ رہے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر ذکر میلادِ رسول ﷺ کیا جاوے یا ذکرِ اولیاء کیا جاوے تو ان تمام تعریفوں کا مرکز ومنبع تو خود ذاتِ خدا ہے، ہم نے ہمیشہ یہی کہا کہ خدا نے ہمیں ایسی شان والا رسول دیا ہے کہ جب کا ثانی اس دھرتی پر کوئی نہ

Marfat.com

ہے۔ ہم ذکر اولیاء کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ خداوند کریم نے اپنے ان بندوں کو جو عزت و احترام دیا ہے وہ ایک عام آدمی جیسا نہیں اور یہ خدا کی شان ہے کہ جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے بلند کرے اور پھر ذکر رسول تو وہ ہے کہ جس کے بارے میں خود خدا کہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۔اے محبوب ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔ اب سوچیے کہ جس کے ذکر کو رب العالمین بلند کرے اس کے ذکر کو کون بند کرسکتا ہے۔ جن کے بارے رب کائنات خود فرمائے

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

دوستوں جن کو خداوندِ قادرِ قدیر نے عزت دی ہو ان کی عزت و تکریم میں کون کمی لاسکتا ہے۔ کروڑوں امریکی ڈالرز، اور بلین کے حساب سے سعودی اور عرب امارات کے ریال، درہم و دینار خرچ کرنے کے باوجود یہ نجدی ٹولہ اپنی کوشش میں ناکام نظر آ رہا ہے۔ اس لیے کہ سب سے بڑی سپر پاور طاقت رب کائنات کی ہے، جو اپنے ان پیاروں کی حفاظت کا ذمہ لیے ہوئے ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام کے مزارات پر سبز گنبد قائم اور ان کے چراغ جل رہے ہیں، جبکہ ہر خاص و عام ان کے لنگر سے مستفید ہو رہا ہے۔ اور یہ سلسلہ انشاءاللہ صبح قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

معزز قارئین کرام ☆: اولیائے کرام کے اعراس اور ان کے مزارات پر عوام و خواص کی حاضری اور ماہانہ و سالانہ گیارھویں شریف کے پروگرامز یہ کوئی نیا طریقہ نہیں۔ نہ ہی یہ سو دو سو برس قبل کا عمل ہے۔ بلکہ یہ سلسلہ چودہ سو برس سے جاری و ساری ہے۔ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا سلسلہ صحابہ کرام، تابعین تبع تابعین کے دور سے جاری ہے۔ پھر یہی سلسلہ حضور غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی السیدنا الشیخ سید عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جاری رہا۔ پھر ایک باطنی بشارت پر یہ میلاد کی محفل گیارھویں شریف کے نام سے مشہور ہوگئی، جس کو پوری دنیائے اسلام کے اُن جلیل القدر اولیائے کرام جن کے ہاتھوں پر ہزاروں کفار کلمہ

Marfat.com

پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ ان بزرگوں نے بھی اس عمل کو جاری کیا۔ زمانہ ماضی وقریب کے لاتعداد اولیائے کاملین اس پر عمل کرتے رہے۔ اور اپنے متعلقین ومتوسلین کو راغب کرتے رہے برصغیر پاک وہند کا کوئی آستانہ دربار ایسا نہ ہے جہاں گیارھویں شریف کا یہ سلسلہ جاری اور قائم نہ ہو۔ ایک اندازے کے مطابق روزانہ لاکھوں افراد گیارھویں شریف کے اس لنگر سے مستفیض اور ان محافل میں شرکت کر کے اپنے قلوب واذہان کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں۔

کیا ہم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ توحید نے نام نہاد ٹھیکیدارو، کیا تمہاری صفوں اور جماعت میں کوئی خواجہ غریب نواز، معین الدین اجمیری یا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت خواجہ مخدوم سید علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری، حضرت خواجہ سید نظام الدین محبوب الٰہی، حضرت خواجہ شمس الدین ترک، حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی، حضرت قطب عالم عبد القدوس گنگوہی، حضرت خواجہ میراں شاہ بھیکھ، حضرت بابا بلھے شاہ قصوری، حضرت خواجہ فخر الدین فخر جہاں، حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی، حضرت پیر خواجہ شمس الدین سیالوی حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی، حضرت خواجہ محمد حسن صابریؔ، حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ، حضرت خواجہ سید پیر غلام حیدر علی شاہ جلالپوری، حضرت خواجہ پیر عزیز مکی، حضرت سلطان العارفین سلطان باہو، حضرت خواجہ سید نور محمد چوراہی، حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ چوراہی نقشبندی، حضرت خواجہ احمد نبی، حضرت سید عبد اللطیف المعروف بری امام اور ان جیسے لاکھوں لاتعداد بزرگوں جیسا کوئی ولی یا امام یا عارف کامل موجود ہے۔ اور یہ تمام بزرگان دین ان تمام معاملات بالخصوص حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کی محفل گیارھویں شریف اور میلاد مصطفیٰ ﷺ پر عمل پیرا تھے۔

ان تمام اولیائے کاملین کے ایمان اور عقیدہ کے بارے میں تمہارا کیا جواب ہے کہ آیا یہ سب ہی بدعتی تھے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر خدارا اُمت کے حال پر رحم کھاتے

Marfat.com

ہوئے اپنی ہٹ دھرمی کو ختم کر کے امن و آشتی کے پیغام بن کر ان روحانی محافل کے خلاف اپنی گندی زبان بند کرو، اور کسی غیر مسلم قوت کو یہ کہنے کا موقع مت دو کہ وہ تمہیں دہشت گرد کا طعنہ دے۔

شاید شاعر مشرق عاشقِ رسول علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر تمہارے لیے ہی کہا ہوگا ۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

Marfat.com

لفظ بدعت اور اس کی تعریف

گیارھویں شریف کے منکر عوام کو یہ کہہ کر بھی ختم شریف سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں کہ گیارھویں شریف بدعت ہے اور حرام و ناجائز ہے یہی ایک بڑا دھوکہ ہے جو عوام کو دیا جاتا ہے اور ہر نیک کام کو بدعت کی آڑ لے کر مخالفت کرنا ان کا معمول بن چکا ہے بدعت ۔ لغت میں نئی چیز کو کہتے ہیں اور شرع میں ۔

احداث مالم یکن فی عهد رسول الله ﷺ

اور اس کی دو قسمیں ہیں ۔ اول بدعت حسنہ دوم بدعت سیہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ (اشعتہ المعات جلد اول باب الاعتصام) زیر حدیث **کل بدعتہ ضلالتہ** فرماتے ہیں جو بدعت اصول قواعد وسنت کے موافق ہو اور اس سے قیاس کی ہوئی ہو اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو گمراہی یعنی بدعت سیہ کہتے ہیں ۔

(مشکوٰۃ شریف باب العلم) میں ہے کہ جو کوئی مسلمان اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے گا اِس کو اس کا ثواب ملے گا اور ان کا بھی جو کہ اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہو گا اور جو شخص اسلام میں برا عمل جاری کرے گا اس پر اس کا گناہ بھی اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہو گی ۔

اس حدیث میں بدعت کو لفظ سنت سے تعبیر کیا گیا ہے اور دو قسمیں حسنہ اور سیۂ ظاہر ہیں جن کو دوسرے الفاظ میں بدعت حسنہ اور بدعت سیہ کہتے ہیں ۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خان محمد بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ امام عارف باللہ سید شیخ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں کہ نیک بات اگرچہ بدعت ونو پید ہو اس کے کرنے والا سنی کہلائے گا نہ کہ بدعتی اس لئے رسول اللہ

Marfat.com

نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنت نکالنے والا فرمایا۔

تو ہر اچھی بات کو سنت میں داخل فرمایا اور اسی ارشاد اقدس میں نئی نئی باتیں پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور یہ جو کوئی ایسی بات نکالے گا ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اسے ملے گا خواہ اس نے وہ نیک بات ایجاد کی ہو یا اس سے منسوب اور چاہے وہ عبادت ہو یا کوئی ادب کی بات ہو یا کچھ اور۔

(بحوالہ السنتہ الانیقہ فی فتاوی افریقہ صفحہ ۹۸)

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں ہر بدعت ایسی نہیں کہ اسے ترک کر دیا جائے بلکہ بہت سی بدعتیں نیک اور عمدہ بھی ہوتی ہیں ہاں وہ بدعت واجب ترک ہے جو کہ خلاف سنت ہو۔ (کیمیائے سعادت (امام غزالی)

فتح مبین میں ہے کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بدعت کی دو قسمتیں ہیں ایک وہ جو کتاب و سنت یا اثر یا اجماع کے خلاف ہو وہ بدعت سیۂ ہے دوسری بدعت یہ کہ کوئی ایسا نیک کام جاری کیا جائے جو کتاب و سنت اور اثر اجماع کے خلاف نہ ہو وہ بدعت حسنہ ہے اگر ہر بدعت بری ہوتی تو قیام رمضان کیلئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی نہ فرماتے۔ **نعمه البدعة هذا** ترجمہ:۔ یہ بدعت اچھی ہے۔

حضرات محترم☆ : بدعت کی اس مختصر تعریف کے بعد یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ ہر بدعت بُری نہیں بلکہ اچھا عمل اور اچھائی کے فروغ میں مدد دینے والا ہر عمل برا نہیں ہوتا۔

ذرا غور فرمائیں کہ ختم گیارھویں شریف میں وہ کونسی چیز ہے جس کو برا کہا جائے مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے سید عالم ﷺ کی نعت خوانی ہوتی ہے اور علمائے کرام کا وعظ ہوتا ہے بعد ازاں ختم شریف پڑھ کر اس مجموعہ کا ثواب حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کو بخش دیا جاتا ہے۔

اور شرینی طعام حاضرین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے اور یہ سب چیزیں الگ الگ بے شک بلاشبہ صحیح اور جائز ہیں تو ان کا مجموعہ کیونکر حرام ہو گیا؟

Marfat.com

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ نے احیاء العلوم میں فرمایا کہ

ان افراد المباحات اذا جتمعت کان ذالك المجموع مباحاً معلوم ہوا کہ ختم گیارھویں شریف ایسی بدعت ہے کہ حسنہ یعنی اچھی ہے اور سنت حسنہ کے تحت داخل اور کرنے والا مستحق ثواب ہے۔

منکرین کی حیلہ سازی

بعض حضرات کہہ دیتے ہیں کہ ہم احتیاطاً منع کرتے ہیں یہ افتراء ہے آخران حضرات کو شامی شریف کی یہ عبارت بغور پڑھ لینی چاہیے اور اس پر غور کریں۔

لیس الا حتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمة و الکراھته الذین لابدلھما من دلیل بل فی قول بالا باحته التی ھی اصل فی الاشیاء و قد توقف النبی صلی اللہ وسلم مع انه ھو المشرع فی التجزیم اما الخبائث حتی انزل علیه النص القطعی

ترجمہ☆: احتیاط اس میں نہیں کہ کسی امر کو جس پر دلیل شرعی نہ ہو حرام یا مکروہ کہہ دیا جائے یہ تو اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ مباح کہا جائے کہ جو اصل اشیاء میں اباحت ہے خود حضور ﷺ نے باوجود اس کے کہ آپ شارع تھے شراب ایسی چیز کہ جوام الخبائث یعنی تمام خباثتوں کی اصل ہے کہ حرام فرمانے میں توقف فرمایا یہاں تک کہ حکم خدا آیا۔

شامی شریف کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ بلا وجہ اور بغیر کسی دلیل کے کسی امر خیر اور نیک کام کو احتیاطاً منع نہیں کرنا چاہیے ویسے بھی کسی نیک کام میں رکاوٹ ڈالنا فتویٰ بازی کرنا اور مسلمانوں کو غلط تاویل اور من گھڑت مثالیں دے کر گمراہ کرنا کسی طرح

Marfat.com

بھی جائز نہیں ہے ایصال ثواب عرس بزرگان دین اور گیارھویں شریف جو اہل سنت جماعت کرتے ہیں یہ کوئی حرام یا مکروہ یا بدعت سیۂ نہیں بلکہ بدعت حسنہ ہے اس میں چند مسلمان ان امور خیر میں جمع ہو کر تلاوت قرآن کرتے ہیں جتنی دیر اس محفل میں بیٹھتے ہیں اتنی دیر برائیوں سے محفوظ رہتے ہیں جتنی دیر ان مجالس اور محافل میں بیٹھے ہیں خدا اور اس کے رسول ﷺ اور پاکان امت بزرگان دین کا ذکر کرتے ہیں اور سنتے ہیں نیکی کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے خوف خدا اور عشق رسول ﷺ پیدا ہوتا ہے ان حضرات کے قلوب میں روحانیت پیدا ہوتی ہے دلوں کو سکون ملتا ہے۔

اور تمام بزرگان دین کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو یہ بزرگان دین لوگوں کو برائیوں سے روکتے رہے اور نیکی کی طرف دعوت دینے کا کام انجام دیتے رہے اور اپنے پاس آنے والوں کو قرآن پاک کی تلاوت اور ورد و وظائف کی تلقین کرتے رہے اور اسی طرح اہل سنت و جماعت بزرگان دین کے عرسوں کے موقعوں پر ان اولیائے کاملین کے حالات زندگی بیان کرتے ہیں لوگوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی دعوت فکر دیتے ہیں یہی کام تمام بزرگان دین کرتے چلے آرہے ہیں اور اولیائے کاملین کی تاریخ کو پڑھیں تو حقیقت واضح ہو جائے گی یہ تمام بزرگان دین اپنے اپنے پیشواؤں کا دن مناتے ہیں اور اپنے سے بعد آنے والوں کو تلقین کرتے رہے۔

Marfat.com

سب سے پہلی بدعت اور سب سے پہلا بدعتی

سراج الامت حضرت امام ابوحنیفہ نے ''فقہ اکبر'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے، جو عقائد پر مشتمل ہے۔ اوراس کی شرح ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے۔ حضرت ملاعلی قاری وہ عظیم شخصیت ہیں جو مکہ مکرمہ میں تیس برس تک حنفیوں کے مصلے کے امام رہے۔ حضرت ملاعلی قاری علیہ الرحمۃ کے شاگرد خاص دنیائے اسلام کی عظیم شخصیت حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پورے ہندوستان میں پہلے عالم ہیں۔ جنہوں نے علم حدیث پہنچایا۔ انکی دیگر کتابوں کے علاوہ عقائد پر مشتمل کتاب ''تکمیل الایمان'' ہے۔

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد محترم حضرت ملاعلی قاری الہروی نے ''شرح فقہ اکبر'' میں لکھا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا بدعت کونسی ہے؟ اور سب سے پہلا بدعتی کون ہے؟ حضرت ملاعلی قاری فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے بدعتی معتزلے ہیں۔ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور کے فوراً بعد ظاہر ہوئے ہیں۔

اور سب سے پہلی بدعت کون سی ہے؟ اور سب سے پہلا بدعتی وہ جو کہے؟ جی ثواب نہیں پہنچتا۔

آج لوگ اہل سنت و جماعت کو بدعتی کہتے ہیں۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ بڑے ہی آرام سے کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ سنی حنفی بریلوی۔

دعا مانگتا ہے لہٰذا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بدعتی ہے،

ثواب پہنچاتا ہے لہٰذا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بدعتی ہے۔

یارسول اللہ کہتا ہے لہٰذا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بدعتی ہے۔

میلاد شریف کرواتا ہے لہٰذا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بدعتی ہے۔

Marfat.com

جمعرات کو ختم دلاتا ہے لہٰذا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بدعتی ہے۔
دسویں۔ بیسویں اور چالیسویں کا ختم دلاتا ہے لہٰذا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بدعتی ہے۔
گیارہویں مناتا ہے لہٰذا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بدعتی ہے۔
یہ عرسوں میں جاتا ہے لہٰذا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بدعتی ہے۔
یہ بزرگوں سے مدد طلب کرتا ہے لہٰذا۔۔۔۔ بدعتی ہے۔

قارئین کرام ☆ : ایک ہی سانس میں کروڑوں مسلمانوں کو بدعتی کہنا بہت آسان ہے مگر ثابت کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ ہم نے امام ابوحنیفہ کی فقہ اکبری شرح جو ملا علی قاری نے کی ہے۔ ''شرح فقہ اکبر'' سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ دنیائے اسلام میں سب سے پہلے بدعتی معتزلے ہیں۔ جو صحابہ کے دور کے فوراً بعد ظاہر ہوئے۔

جبکہ ہم نے قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ و آئمہ مفسرین و محدثین اور ان ہی معترضین کے بزرگوں کی کتابوں سے ایصال ثواب، اور عرس بزرگان، واستمداد اولیاء کے بارے اس کتاب میں اس مضمون سے قبل نقل کر دیا ہے جس کی روشنی میں یہ ثابت ہوا کہ اسلام میں مرحومین کو ایصال ثواب، اور بزرگوں کی ارواح مقدسہ کو ایصال ثواب سے روکنے والا شخص ہی بدعتی ہے۔

معلوم ہوا کہ بدعتی وہ ہے جو کہتا ہے کہ ثواب نہیں پہنچتا۔ ہمارے نزدیک بدعتی وہ ہے جو کہتا ہے کہ بزرگوں کی ارواح کو ایصال ثواب نہ کرو خود احسان الٰہی ظہیر، مولوی غلام خان، حقنواز جھنگوی اور اپنے دیگر مُلّاؤں کے نام پر کانفرنسیں کرے۔ بدعتی وہ ہے۔ جو کہتا ہے عرس، ختم فاتحہ، نہ کرو خود اپنے لیے ایصال ثواب کی وصیت کرے۔ بدعتی وہ ہے جو کہتا ہے کہ میلاد شریف نہ کرو اور خود اپنے گھر پر اپنے بچے کی سالگرہ کرے۔

ہمارے نزدیک بدعتی وہ ہے جو ختم اور ایصال ثواب کے طعام کو حرام کہے اور ہندو کی دیوالی اور ہولی سے لائے ہوئے کھانے کو حلال کہے۔

ہمارے نزدیک بدعتی وہ ہے جو بزرگوں کے ایصال ثواب کے لئے خدا کے نام پر ذبح

Marfat.com

کیئے ہوئے جانور کو حرام کہے۔ اور کوے کو حلال کہے۔

ہمارے نزدیک بدعتی وہ ہے جو سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئے لگائی گئی سبیل کے شربت و پانی کو حرام کہے۔ اور ہولی میں لگی ہوئی ہندو کی سبیل کو حلال کہے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی ایسی حرام چیزیں ہیں جنکو یہ اپنے لئے حلال قرار دیتے رہے ہیں۔ تفصیلات کے لئے ''فتاویٰ رشیدیہ'' تذکرہ رشیدیہ، اور مولوی اشرف علی تھانوی کے ملفوظات اور دیگر کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ جنکی روشنی میں ہم مزید دلائل سے ثابت کر سکتے ہیں کہ بدعتی وہ ہے جو کہتا ہے کہ ثواب نہیں پہنچتا۔

جبکہ ایصال ثواب سرکار دو عالم ﷺ پہنچاتے رہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان پہنچاتے رہے۔، آئمہ اربعہ مفسرین، محدثین، اولیائے کاملین اور اہل دل، اہل علم وعرفان پہنچاتے رہے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں کہ جو بات نئی ہوتی ہے وہ بدعت ہوتی ہے۔ جبکہ حضور پاک ﷺ سے لے کر آج تک مومنین ایک دوسرے کو ثواب پہنچاتے تھے۔ اب آپ خود فیصلہ کہ ایصال ثواب کے بارے میں حکم قرآن میں آیا ہے؟ ذرا سوچیں قرآن پہلے آیا ہے، یا ایصال ثواب کو بدعت کہنے والے۔

ایصال ثواب کے بارے میں حدیث رسول ﷺ پہلے وارد ہوئی ہے۔ یا ایصال ثواب کو بدعت کہنے والے؟

یقیناً آپ کا جواب یہی ہوگا، یہ آپ ہی کا نہیں بلکہ ہر ذی شعور اور دانشور، اہل علم وعرفان کا جواب یہی ہوگا کہ حکم قرآن وحدیث رسول اللہ ﷺ عمل صحابہ، وعمل اہل بیت اطہار پہلے سے ہے، اور اس کو بدعت کہنا بعد کا طریقہ ہے لہٰذا نئی بات کا نام بدعت ہے، اور ثواب پہنچانا یہ پرانی بات ہے اور ثواب کو روکنا یہ بدعت ہے، اب آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ سب سے پہلا بدعتی معتزلہ ہے اور سب سے پہلی بدعت ثواب سے روکنا ہے۔

Marfat.com

مسادر ومراجعات

1۔ قرآن مجید
2۔ کنز الایمان ترجمۃ القرآن۔ (شاہ احمد رضا خان بریلوی)
3۔ تفسیر نورالعرفان
4۔ تفسیر کبیر (از۔امام فخرالدین رازی)
5۔ تفسیر روح البیان (از۔امام اسماعیل حقی)
6۔ تفسیر در منشور (از۔امام جلال الدین سیوطی)
7۔ تفسیر جلالین (از۔امام جلال الدین سیوطی)
8۔ تفسیر عزیزی (از۔شاہ عبدالعزیز دہلوی)
9۔ تفسیر مظہری (از۔قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی)
10۔ تفسیر ضیاء القرآن (از۔پیر محمد کرم شاہ الازھری)
11۔ تفسیر نعیمی (از۔مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی)
12۔ تفسیر ابن جریر (جلد نمبر ۱۳)
13۔ در منشور
14۔ تفسیر قرطبی
15۔ فتاویٰ شامی
16۔ تفسیر بیضاوی
17۔ تفسیر مدارک
18۔ تفسیر فتح البیان
19۔ صحیح بخاری (از۔امام محمد بن اسماعیل بخاری)
20۔ صحیح مسلم شریف (از۔امام مسلم بن الحجاج)
21۔ سنن ابوداؤد (از۔امام سلیمان بن اشعث)
22۔ سنن نسائی (از۔امام احمد بن شعیب نسائی)
23۔ مشکوٰۃ شریف (از۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ)
24۔ فتح الباری (از۔امام شہاب الدین ابن حجر عقلانی)
25۔ عمدۃ القاری (از۔امام بدرالدین یحییٰ)
26۔ ارشادالساری (از۔امام شہاب الدین احمد قسطلانی)
27۔ تفسیر الباری (از۔مولوی وحیدالزمان غیر مقلد)
28۔ مرقاۃ (از۔امام محمد بن علی القاری)
29۔ کنز العمال (از۔علی بن حسام الدین)
30۔ طبقات الکبریٰ (از۔امام عبدالوہاب شعرانی)
31۔ کیمیائے سعادت (از۔امام محمد غزالی)
32۔ ردّالمختار (از۔امام ابن عابدین شامی)
33۔ بہجۃ الاسرار (از۔امام ابوالحسن نورالدین شطوفی)
34۔ مکتوباتِ طیبات (از۔شاہ ولی اللہ)
35۔ خصائص کبریٰ (از۔امام جلال الدین سیوطی)
36۔ حجۃ اللہ علی العالمین (از۔امام یوسف نبھانی)
37۔ دلائل النبوۃ (از۔حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ)
38۔ شواہد النبوۃ (از۔علامہ عبدالرحمٰن جامی)
39۔ جامع کراماتِ اولیاء (از۔امام یوسف نبھانی)
40۔ طبقاتِ امام شعرانی (از۔امام عبدالوہاب شعرانی)
41۔ رسالہ قشیریہ
42۔ نفحات الانس (از۔علامہ عبدالرحمٰن جامی)
43۔ فوائد الفوائد (ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء)
44۔ مکتوبات دوصدی (از۔شرف الدین یحییٰ منیری)
45۔ مکتوبات امام ربانی (از۔امام ربانی مجدد الف ثانی)
46۔ القول الجلی (شاہ ولی اللہ دہلوی)
47۔ رسائل (شاہ ولی اللہ دہلوی)

Marfat.com

48۔ مرآۃ الاسرار (شیخ عبدالرحمٰن چشتی)
49۔ مرآۃ العاشقین (ملفوظات خواجہ شمس الدین سیالوی)
50۔ انفاس العارفین (شاہ ولی اللہ دہلوی)
51۔ قرآۃ الناظرہ (از۔ امام یافعی)
52۔ جاء الحق (از۔ مفتی احمد یار خان نعیمی)
53۔ اشعۃ اللمعات (از۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی)
54۔ ماثبت بالسنہ (از۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی)
55۔ تحفہ قادریہ (شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری)
56۔ فتاویٰ مہریہ (خواجہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی)
57۔ فتاویٰ عالمگیری
58۔ فتاویٰ افریقہ (از۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا محدث بریلی)
59۔ فتاویٰ نعیمیہ (از۔ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی)
60۔ کتاب الروح (از۔ امام ابن قیم)
61۔ شرح الصدور (از۔ امام جلال الدین سیوطی)
62۔ فتاویٰ عزیزیہ (شاہ عبدالعزیز دہلوی)
63۔ ملفوظات عزیزی (شاہ عبدالعزیز دہلوی)
64۔ ضیاء القلوب (از۔ حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی)
65۔ شعبہ الایمان (از۔ امام بیہقی)
66۔ درالثمین (از۔ شاہ ولی اللہ دہلوی)
67۔ کلمات طیبات (از۔ شاہ ولی اللہ)
68۔ برکات الامداد (حضرت شاہ احمد رضا خان)
69۔ تبلیغی نصاب (مولوی ذکریا سہارنپوری)
70۔ ملفوظات حکیم الامت (مولوی اشرف علی تھانوی)
71۔ اشرف الجواب (مولوی اشرف علی تھانوی)
72۔ اشرف المواعظ (مولوی اشرف علی تھانوی)
73۔ رسالہ الامداد (حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی)
74۔ امداد السلوک (مولوی رشید احمد گنگوہی)
75۔ فتاویٰ رشیدیہ (مولوی رشید احمد گنگوہی)
76۔ تذکرۃ الرشید (عاشق الٰہی میرٹھی)
77۔ صحبت با اولیاء (مولوی خلیل احمد دیوبندی)
78۔ انوار ساطعہ (از۔ مولوی عبدالسمیع دیوبندی)
79۔ آب حیات (مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی)
80۔ صراط مستقیم (مولوی اسماعیل قتیل بالاکوٹ)
81۔ فتاویٰ عبدالحئی (از۔ مولوی عبدالحئی دیوبندی)
82۔ تفسیر عثمانی (از۔ بشیر احمد عثمانی)
83۔ ہدیۃ المہدی (مولوی وحید الزمان غیر مقلد)
84۔ نور الصدور (از۔ جلال الدین سیوطی۔ ترجمہ: مولوی عیسیٰ دیوبندی)
85۔ شمائم امدادیہ (از۔ مولوی اشرف علی تھانوی)
86۔ تکریم المؤمنین (از۔ نواب صدیق حسن بھوپالی)
87۔ تذکیر الاخوان (از۔ مولوی اسماعیل دہلوی)
88۔ عالم برزخ (از۔ قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند)
89۔ تحذیر الناس (از۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی)
90۔ دعوت عبدیت (از۔ مولانا اشرف علی تھانوی)
91۔ کمالات اشرفیہ (از۔ مولانا اشرف علی تھانوی)
92۔ اشرف السوانح (از۔ مولانا اشرف علی تھانوی)
93۔ عون المعبود شرح ابوداؤد (حاشیہ محمود الحسن)
94۔ الامداد الفتاویٰ (اشرف علی تھانوی)

Marfat.com

ادیبِ تصوف، محقق پوٹھوہار، مصنف کتب کثیرہ

پاسبانِ مسلکِ اولیاء حضرت علامہ

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

کی قلم کا شاہکار

تصوف کے بارہ سلاسل طریقت کے 1200 بزرگان دین

کی سوانح حیات کا حسین شاہکار، صفحات 4400

انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام

المعروف گلدستۂ اولیاء

چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل، خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ

بک سنٹر 32۔ حیدر روڈ، صدر راولپنڈی کے زیر اہتمام

چھپ کر منظر عام پر آ گئی ہے

جامعہ اسلامیہ فیض القرآن (رجسٹرڈ) جامع مسجد اکبری صابری

گلستان غریب نواز موہڑہ چھپر غوثِ اعظم روڈ (سابقہ چکری روڈ)، راولپنڈی

Marfat.com